فتاویٰ عالمگیری

مکمّل مدلّل اردو (محشّیٰ)

حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بک ڈپو۔ دیوبند (سہارنپور) یو۔پی

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا
اور ہم نے تم میں سے ہر اُمت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اُردو جدید

(جز نمبر ۲)

کتابُ الوقف

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار فقہ حنفی کیلئے مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے مزین، اغلاط پاک سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ

(مترجم محشی)

مولوی مفتی کفیل الرحمن نشاط صاحب عثمانی، فاضل دیوبند

(ناشر)
وسیم بکڈپو۔ دیوبند (یوپی)

سول ایجنٹ
مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

فتاویٰ عالمگیری اردو جز ۲۰

طبع اوّل ـــــ ایک ہزار

مطبوعہ ـــــ آزاد پرنٹنگ پریس دیوبند
قیمت ـــــ تین روپے پچاس پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۲۰

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

كتابُ الوقف

پہلا باب۔ تعریفِ وقف، رکن، سبب، شرائط، حکم اور وقف کو کامل کرنے نہ کرنے والے الفاظ کا ذکر

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وقف شرعاً اس کا نام ہے کہ مالک کی ملکیت وقف کردہ شے پر بدستور باقی رہے البتہ اس کا نفع محتاجوں اور ضرورت مندوں یا اور کسی کار خیر کے لئے وقف ہو جائے یعنی اس کا حکم عاریۃً کا سا ہوگا۔ (کافی) لہٰذا وقف کرنے والے کو وقف سے رجوع کرنے اور وقف کردہ شے کو لوٹا کر بیچ ڈالنے کا حق حاصل ہوگا۔ (مضمرات) بجز دو طریقوں کے اور کسی طریقہ سے وقف لازم و واجب نہیں ہوتا۔ وہ دو طریقے حسب ذیل ہیں (۱) قاضی نے وقف کے لازم و واجب ہونے کا حکم کر دیا ہو (۲) وصیت کے ذریعہ خارج کر دے یعنی اس طرح کہے کہ میں اپنے اس مکان کی آمدنی وصیتہً وقف کر چکا تو اس شکل میں وقف کے لازم ہونے کا حکم ہوگا (نہایہ) امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شرعاً وقف مال کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں دے دینے اور اس مال کے نفع اٹھانے کا حق بندوں کو دیدینے کا نام ہے پس امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وقف لازم و واجب ہو جاتا ہے اور وقف کردہ مال کو ہبہ کرنے اور بیچنے کا حق حاصل نہیں رہتا۔ نیز وہ مال واقف کا ترکہ بھی نہیں بن سکتا (ہدایہ) عیون اور یتیمیہ کے اندر ہے کہ فتوی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر دیا گیا ہے (شرح نقایہ شیخ ابو المکارم) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وقف کردہ مال کو وقف کرنے والے کی ملکیت بحکم قاضی ختم ہو جاتی ہے لہٰذا وقف کو لازم و واجب کرنے اور اس واقف کی ملکیت سے نکالنے

۱؎ ھو لغۃً الحبس وشرعاً حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی الجملۃ فی الاصح انہ عنده جائز غیر لازم کالعاریۃ وعندھما ھو حبسھا علی حکم ملک اللہ تعالیٰ وصرف منفعتھا علی من احب ولو غنیا فیلزم فلا یجوز لہ ابطالہ ولا یورث عنہ وعلیہ الفتویٰ ابن الکمال وابن الشحنۃ وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الآخرۃ بالثواب و محلہ المال المتقوم ورکنہ الالفاظ الخاصۃ کارضی صدقۃ موقوفۃ مؤبدۃ علی المساکین ونحوہ وشرطہ شرط سائر التبرعات در مختار کتاب الوقف ج ۲ ۲؎ یعنی کچھ دن کیلئے مانگی ہوئی چیز کا سا ہوگا، کہ اس دوران عاریت پر لینے والے کو اس سے نفع اٹھانا درست ہوتا ہے۔ ۳؎ اور وقف کر دینے کے بعد اس سے رجوع کر کے وقف کردہ شے پر تصرف کا حق باقی نہیں رہتا۔

کا طریقہ یہ ہے کہ واقف مالِ وقف متولی کے حوالہ کر دے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر کہ وقف واجب و لازم نہیں ہوا وقف لوٹا لے
پھر قاضی اس وقف کے لازم ہو جانے کا حکم کر دے تو اس صورت میں وقف کے متفقہ طور پر سب کے نزدیک لازم و واجب
ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اگر وقف کرنے والا اور متولی کسی کو ثالث مقرر کریں اور ثالث نے یہ حکم کر دیا کہ وقف لازم ہو چکا تو
درست قول کے مطابق ثالث کے فیصلہ کے باوجود ذکر کردہ اختلاف کے ختم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (کافی) اگر واقف کو اپنے وقف
کے باطل ہونے کا اندیشہ ہو اور وہ قاضی سے وقف کے لازم ہونے کا حکم حاصل نہ کر سکا ہو تو اسے وقف نامہ کے اندر یہ لکھ
دینا چاہیے کہ اگر کسی قاضی یا حاکم نے یہ وقف باطل کر دیا تو یہ اراضی ساری اس شے سمیت جو اس میں ہو میری جانب سے وصیت
ہوگی۔ یعنی اسے بیچ کر اس کی قیمت محتاجوں اور ضرورت مندوں پر تقسیم کر دی جائے بشرطیکہ وقف کے خراب (یا باطل) ہونے کا
(واقعی قوی) اندیشہ ہو لہٰذا اس شکل میں واقف کے وارث کا قاضی کے یہاں نالش کرنا اور وقف کو باطل کرانا بے سود ہوگا۔ وصیت
اگر کسی شرط پر معلق کر دی جائے تو وصیت کے اندر کوئی خرابی نہیں آتی۔ (خلاصہ) شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں
جو یہ طریقہ جاری ہو گیا ہے کہ لوگ وقف نامہ کے اندر بیچنے والے کا اقرار اس طریقہ سے لکھتے ہیں کہ قاضیوں میں سے ایک قاضی اس
وقف کے لازم ہو جانے کا حکم کر چکا ہے تو یہ غیر مفید و غلط ہے۔ بعض بعد کے مشائخ (فقہاء متاخرین) کہتے ہیں کہ ...

... اگر وقف نامہ کے آخر میں اس طرح لکھا ہو کہ اس وقت کے درست و لازم ہونے کا حکم قاضیانِ اسلام
میں سے ایک قاضی کر چکا ہے اور لازم کرنے والے قاضی نام نام نہ لے تو اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ مؤلف فرماتے
ہیں کہ درست وہی ہے جو شمس الائمہ سرخسیؒ فرما چکے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں) درست قول کے مطابق واقف کے وقف
کو اپنی موت پر معلق کر لے سے .... واقف کی ملکیت وقف کردہ مال سے ختم نہیں ہوگی البتہ اس کے
بالاتفاق لازم ہو جانے کا حکم ہوگا امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس مال پر واقف یا اس کے ورثاء کی ملکیت باقی رہے گی
امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک دونوں میں سے کسی کی بھی ملکیت باقی نہ رہے گی جس طرح کہ غلام اور باندی کو آزاد
کر دینے یا وقفِ مسجد کی صورت میں ہوتا ہے (کفایہ) اگر واقف وقف کو اپنے موت کی آغوش میں سونے کے اوپر
معلق کرے یعنی اس طرح ہے کہ میرے مرنے پر میرا یہ گھر ان خیر کے کاموں کے لئے وقف ہوگا۔ اس کے بعد وہ مر جائے
تو وقف کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر وقف کردہ مال کل ترکہ کا تہائی ہو یا تہائی سے کم ہو تو وقف لازم
ہو جائے گا اور وقف کردہ مال کل ترکہ کے تہائی سے زیادہ ہو تو تہائی کے بقدر وقف درست ہوگا اور باقی کا نفاذ مرنے
والے کا مزید مال ظاہر ہونے یا ورثاء کے اجازت عطا کرنے تک موقوف رہے گا۔ لہٰذا اگر نہ مرنے والے کا کوئی اور مال
ظاہر ہو اور نہ ورثاء اجازت عطا کریں تو اس کے غلہ کو تین تہائی پر تقسیم کریں گے ایک تہائی وقف کے لئے اور دو تہائی ورثاء
کے لئے ہوگا اگر ایسی صورت میں اپنے مرنے پر معلق کر کے وقف کرے در انحالیکہ وہ مرض الموت میں مبتلا ہو تب بھی مذکورہ
بالا حکم باقی رہے گا۔ اگر وہ مرض الموت میں وقف کرے اور وقف کو اپنے مرنے پر معلق نہ رکھے بلکہ کہہ دے کہ میں ابھی
اسے وقف کرتا ہوں تو امام طحاویؒ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا حکم مرنے پر معلق کرنے کا سا ہوگا درست قول کے مطابق امام
ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا حکم بحالت تندرستی فوری طور پر (بلا تعلیق) وقف کرنے کا سا ہوگا۔ لہٰذا اس کے لازم ہونے کا حکم
نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تہائی مال سے لازم و واجب ہونے کا حکم کیا جائے گا (تبیین) امام ابو یوسفؒ
و امام محمدؒ کے نزدیک ملکیت تو زائل ہو جاتی ہے مگر زائل ہونے کی نوعیت کے اندر دونوں کے درمیان اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ
و امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمدؒ اور مشائخ بلخ (فقہاء) اور اکثر اہل علم کے نزدیک ملکیت کے محض قول سے (یعنی صرف زبان
سے کہہ دینے کی بنا پر) زائل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ قنیہ کے اندر ہے کہ فتویٰ اسی قول کے اوپر دیا گیا ہے (فتح القدیر، سراج الوہاج

میں ہے کہ فتویٰ اسی قول پر دیا گیا ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں تا وقتیکہ واقف متولی بنا کر اس کے حوالہ نہ کر دے اس وقت تک ملک کے زائل و ختم ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ اور موقوفہ شے مالک کی ملکیت میں باقی رہے گی۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ ہے (سراجیہ) خلاصہ میں ہے کہ قولِ امام محمدؒ پر فتویٰ دیا جانا چاہیے۔ لہٰذا امام ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے مشترک اور غیر تقسیم شدہ دمفرزہ کا وقف درست ہو گا۔ اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق درست ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ درست ہے کہ واقف وقف کرتے وقت اپنے متولیٔ وقف ہونے کی شرط کر لے۔ ظاہر مذہب (و مسلک) کے مطابق یہی حکم ہو گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک اسے درست قرار نہ دینگے۔ اسی طریقہ سے واقف کی وقف کرتے ہوئے یہ شرط لگانا کہ جب چاہوں گا دوسری آراضی سے اس کا تبادلہ کر لوں گا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استحساناً درست ہے (خلاصہ) اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (شرح نقایہ ابو المکارم) امام ابو حنیفہؒ کے قول کی رو سے قاضی کے حکم کرنے کے بعد، امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق محض وقف کر دینے سے اور امام محمدؒ کے قول کے اعتبار سے وقف کر کے متولی کے حوالہ کرنے کے بعد وقف کردہ شے کے واقف کی ملک سے نکل جانے کا حکم ہو گا مگر جس کے اوپر وقف کیگئی اس کی ملک میں بھی داخل نہ ہو گی۔ (کافی) اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (فتح القدیر) ارکانِ وقف وہی مخصوص الفاظ قرار دیئے گئے ہیں جو وقف کرنے کو بتلاتے ہوں اور جن کے ذریعہ وقف کرنے کی (صحیح) نشان دہی ہوتی ہو[1] (بحر الرائق) وقف کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کی بارگاہ میں تقرب و نزدیکی کی آرزو و تمنا ہو۔ (عنایہ) وقف کا حکم امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اصل مال مالک کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں چلا جاتا ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وقف کا حکم واقف کی ملک میں اصل مال کے اسی طرح رک جانے کا نام ہے کہ ایک کی ملکیت سے دوسرے کی ملکیت میں نہ پہنچ سکے اور ملکیت تبدیل نہ ہو سکے۔ وقف کے صحیح ہونے کی شرط کے ساتھ غیر موجود و معدوم غلہ کا اس طریقہ سے صدقہ کرنا کہ وہ کہے کہ میں نے یہ زمین ہمیشہ کے لئے صدقہ موقوفہ کر دی یا میں اپنے موت کی آغوش میں سونے کے بعد کیلئے اس کی وصیت کرتا ہوں تو اس وقف کو درست قرار دینے کا حکم ہو گا۔ حتیٰ کہ نہ اسے فروخت کرنے کا اختیار باقی رہے گا اور نہ یہ بطور میراث ملیگی البتہ یہ دیکھیں گے کہ یہ زمین اس کے تہائی ترکہ کے بقدر ہو تو وقف جائز ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط سرخسی) رہیں وقف کی شرطیں ان میں ایک شرط یہ ہے کہ وقف کرنے والا عاقل ہو یعنی وقف اور حکم وقف کو جانتا ہو نیز یہ کہ وہ بالغ ہو لہٰذا اگر کوئی بچہ (نابالغ) اور پاگل وقف کرے تو اس کا وقف کرنا درست نہ ہو گا۔ (بدائع) اگر ایسا بچہ جسکو تصرفات (بیع وغیرہ) سے روک رکھا ہو اپنی زمین وقف کرے تو فقیہ ابو بکرؒ فرماتے ہیں کہ اس کے وقف کو باطل قرار دیا جائے گا البتہ باجازت ہو تو وقف کے درست ہونے کا حکم ہو گا۔ فقیہ ابو القاسمؒ فرماتے ہیں کہ خواہ قاضی بھی اجازت کیوں نہ عطا کر دے اس کے وقف کو باطل ہی قرار دیں گے کیونکہ یہ (اجازتِ قاضی) تبرعاً اور بطور استحباب ہے (وجوباً نہیں) (محیط) وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ واقف آزاد ہو، وقف کی صحت کے لئے مسلمان ہونے کو شرط قرار نہیں دیا گیا۔

اگر کوئی ذمی[2] اپنے بیٹے اور اس کی اولاد پر وقف کرے اور آخر میں مساکین کو بھی اس وقف میں شامل کرے تو درست ہے کہ مسلمان اور ذمی مساکین کو عطا کیا جائے اور اگر وہ وقف کرتے ہوئے ذمی مساکین کو خاص کر دے (یعنی دوسرے کو نہ دینا واضح کر دے) تو یہ وقف جائز قرار دیں گے اور وقف میں عیسائی اور یہودی تمام مساکین پر تقسیم کریں گے۔ البتہ اگر واقف مساکین کی

---

[1] یعنی وہ الفاظ جن کے بغیر وقف کی تعریف ہی صادق نہیں آتی۔

[2] دار السلام کا غیر مسلم باشندہ۔

کسی صنف اور قسم کی تخصیص کردے تو اس صورت میں اس صنف کے مساکین پر تقسیم کریں گے پھر اگر تقسیم کرنے والا ان مساکین کے علاوہ دوسروں کو عطا کرے تو اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ اگر ہم (مسلمان) یہ کہتے ہیں کہ کفر تمام کا تمام ایک ہی ملت اور گروہ ہے اگر واقف اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور پھر محتاجوں و ضرورت مندوں کے لئے اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ جو اس کی اولاد میں سے اسلام قبول کرے گا وہ صدقہ سے خارج شمار ہوگا تو اس کی شرط کو لازم و معتبر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ کہے کہ جو نصرانیت کو چھوڑ کر کسی اور ملت میں داخل ہو جائے تو وہ اس صدقہ سے خارج ہوگا تو اس کی یہ شرط بھی قابل اعتبار ہوگی امام خصافؒ نے اسے واضح اور صاف طور پر ذکر کیا ہے (فتح القدیر) فتاویٰ ابو اللیثؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی عیسائی اپنی زمین دائمی طور پر اپنی اولاد در اولاد کے لئے وقف کرے اور آخر میں فقیروں اور محتاجوں کے لئے وقف کردے جیسا کہ طریقہ ہے اس کے بعد اس کی اولاد میں سے بعض اسلام قبول کرلیں تو اس صورت میں ان کو بھی عطا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط) وقف کی شرط یہ بھی ہے کہ اپنی ذات کے لحاظ سے بھی اس کے اندر قربت و ثواب ہو اور تصرف کے وقت بھی قربت و ثواب موجود ہو لہٰذا اگر کوئی مسلمان یا ذمی بیعہ[2] یا کنیسہ[3] کے اوپر یا حربی (دار الحرب کا باشندہ) فقیروں و محتاجوں کے اوپر وقف کرے تو وقف درست قرار دینے کا حکم نہ ہوگا (نہر الفائق) اگر کوئی ذمی اپنے گھر کو کسی کنیسہ یا بیعہ یا آتش خانہ کے اوپر وقف کرے تو اس وقف کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) اسی طریقہ سے اگر اس کے درست کرنے یا اس کے چراغ کے تیل کی خاطر وقف کرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر کہے کہ بیت المقدس کی روشنی یا اس کی مرمت کی خاطر وقف کرتا ہوں تو جائز قرار دیں گے اگر کہے کہ اس وقف کی آمدنی کے ذریعہ ہر برس غلام خرید کر آزاد کئے جایا کریں تو واقف کی شرط کے مطابق عمل کرنا جائز ہوگا (حاوی) اگر کہے کہ اس کا غلہ فلاں بیعہ کو دئیے جایا کرنا چاہئے اس کے بعد اگر وہ بیعہ ویران و خراب ہو جائے تو اس کا غلہ مساکین اور محتاجوں کے لئے ہوگا تو اس صورت میں اس وقف کی آمدنی مساکین اور محتاجوں کے لئے رہے گی۔ اور ذکر کردہ بیعہ کے اوپر کچھ خرچ کرنے کا حکم نہ ہوگا (محیط) اگر وہ کہے کہ ابواب خیر (امور خیر) کے اوپر وقف کرتا ہوں تو اس کے نزدیک ابواب خیر یہ ہیں کہ بیع (گرجے) بنوائے یا آتش خانے تعمیر کرائے یا مسکینوں کے اوپر صدقہ کردے تو اس کا مصرف مسکینوں پر صدقہ قرار دیں گے یہ آمدنی مساکین پر صدقہ ہوتی رہے گی اور بیعہ وغیرہ پر اس کے صرف کو باطل قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی) اگر وہ کہے کہ اس کی آمدنی میرے پڑوسیوں کے اوپر تقسیم کردی جائے درآنحالیکہ اس کے پڑوسی مسلمان، عیسائی، یہودی اور آتش پرست ہوں اور آخر میں وہ یہ وقت فقیروں و محتاجوں کے لئے کردے تو اس وقف کو درست قرار دیں گے اور اس کی آمدنی اس شخص کے ہمسایوں یعنی مسلمانوں، یہودیوں وغیرہ کے اوپر تقسیم کردیں گے اگر کوئی ذمی کہے کہ اس کی آمدنی مرنے والوں کے کفنوں یا ان کی قبریں کھودنے کی اجرت میں صرف کردی جائے تو اسے درست و جائز شمار کرتے ہوئے اس کی آمدنی کو مرنے والے مفلس ذمیوں کے کفنوں اور مرنے والے مفلس ذمیوں کی قبریں کھودنے کی اجرت میں صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر کوئی ذمی اپنے گھر کو مسلمانوں کے لئے مسجد بنادے اور مسلمانوں کی مسجد کی طرح اس کی تعمیر کرے اور پھر اس میں مسلمانوں کو ادائیگی نماز کی اجازت عطا کرے اور مسلمان اس میں نماز پڑھ لیں اس کے بعد ذمی موت کی آغوش میں سو جائے تو سب ائمہ کے نزدیک یہ گھر اس کے ورثاء کا ہوگا (جواہر اخلاطی) اگر کوئی ذمی بحالت تندرستی اپنے گھر کو بیعہ، کنیسہ یا آتشکدہ بنادے اس کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اس صورت میں بھی یہ گھر اس کے ورثاء کیلئے ترکہ شمار ہوگا۔ خصاف (کی کتاب) وقف کے اندر اور امام محمدؒ نے "زیادات" میں اسی طرح بیان کیا ہے (محیط) اگر کوئی دار الحرب کا باشندہ پروانۂ امن حاصل کرکے دار الاسلام میں آئے اور وہ دار الاسلام میں پہنچ کر کوئی شے وقف کرے تو جن چیزوں کا ذمیوں کا وقف کردینا درست ہوتا ہے

---

[1] یعنی شرعی مسجد شمار نہ ہوگی [2] بیعہ، یہود کا عبادت خانہ [3] گرجا۔

اس کا وقف بھی انہیں چیزوں میں (سے اگر ہو تو) درست ہونے کا حکم کیا جائے گا (حاوی) وقف کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ بوقتِ وقف وقف کردہ شے واقف کی ملکیت ہو حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین غصب کرنے کے بعد وقف کر دے اس کے بعد مالک زمین سے بیان کرے اور اسے اس کی قیمت ادا کر دے باوجود اس کے اوپر اس کے مالک سے صلح کر لے تو اس صورت میں یہ زمین وقف شمار نہ ہوگی (بحر الرائق) اگر زید عمرو کی زمین کا ذکر میں جس کا ذکر ہو چکا ہے وقف کر دے اس کے بعد خود اسے اس زمین پر ملکیت حاصل ہو جائے تو وقف کو جائز قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر مالک اجازت عطا کر دے تو ہمارے (احناف) کے نزدیک اس وقف کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خان) اگر زید عمرو کے لئے ایک زمین کے متعلق وصیت کرے اور عمرو اس وصیت کردہ زمین کو فوری طور پر وقف کر دے، اس کے بعد زید موت کی آغوش میں سو جائے تو اس زمین کے وقف ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتح القدیر) اگر کوئی اس شرط کے ساتھ زمین خرید ے کہ فروخت کرنے والے کو بیع کے اندر اختیار (فسخ کا اختیار) ہوگا۔ اس کے بعد اسے وقف کر دے اس کے بعد فروخت کرنے والا بیع مکمل کر کے اجازت عطا کر دے تو اس وقف کو درست قرار دیں گے۔ (بحر الرائق) اگر زمین اس شرط کے ساتھ خرید کر وقف کرے کہ مجھ کو (فسخ بیع) کا اختیار ہوگا اس کے بعد اپنے اختیار کو ختم کر کے بیع مکمل و لازم کر دے تو وقف کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کو زمین ہبہ کرے اور ہبہ کیا گیا شخص اس پر قابض ہونے سے قبل اسے وقف کر دے پھر اس کے اوپر قابض ہو تو اس وقف کو درست شمار نہ کریں گے (فتح القدیر) اگر کسی شخص کو ہبۂ فاسد کے طریقہ پر زمین ہبہ کی جائے اور وہ قابض ہو کر وقف کر دے تو وقف کے صحیح ہونے اور اس کے اوپر اس کی قیمت کے وجوب کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق) اگر کوئی شخص کوئی مکان بیع فاسد کے طور پر خرید کر قابض ہونے کے بعد فقراء و مساکین کو وقف کر دے تو درست ہوگا۔ اور جیسے وقف کیا ہو اس کے اسی پر وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا اور فروخت کرنے والے کے لئے اس پر اس کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خان) اگر ذکر کردہ زمین پر قابض ہونے سے قبل اسے وقف کر دے تو وقف جائز نہ ہوگا۔ (محیط) اگر کوئی شخص بیع صحیح کے ذریعہ کوئی زمین خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی اور قابض ہونے سے قبل اس کو وقف کر دے تو وقف کے ابھی موقوف رہنے کا حکم ہوگا پھر اگر اس کی قیمت کی ادائیگی کر کے اس کے اوپر قابض ہو جائے تو وقف کو درست و جائز شمار کرنے کا حکم کیا جائے گا اگر کوئی اور مال چھوڑے بغیر موت کی آغوش میں سو جائے اور اس زمین کے علاوہ اس کا کوئی ترکہ نہ ہو تو اس زمین کے فروخت کئے جانے اور وقف کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ فقیہ ابو اللیثؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ (ذخیرہ) اگر وقف کے مال پر کوئی شخص اپنے حق کو ثابت کر دے تو وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر خریدنے والا خرید کر وقف کر دے اس کے بعد خرید کردہ گھر یا زمین کا شفیع اگر شفعہ طلب کرے تو اس صورت میں وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (نہر الفائق) وقف کرنے کے وقت وقف کردہ پر واقف کی ملکیت شرعی لازم ہونے کے باعث ذیل کے مسائل نکلتے ہیں۔ اگر خلیفۃ المسلمین کسی کو (گذر بسر) کے لئے کوئی زمین کا ٹکڑا دیدے تو اس قطعۂ زمین کو وقف کرنا درست نہ ہوگا۔ البتہ اگر یہ زمین ناقابلِ کاشت (ناقابلِ استفادہ) ہو

یا خود امام المسلمین کی ملکیت ہو تو اور بات ہے اگر ارض الحوز خلیفہ وقف کردے تو وقف کرنا درست و
جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ خلیفۃ المسلمین کو اس پر ملکیت حاصل نہیں ہے ارض الحوز وہ زمین کہلاتی ہے کہ اس کا مالک
کاشت کرنے اور ادائگی خراج پر قادر نہ ہو لہٰذا وہ خلیفہ کے حوالہ کردے تاکہ خراج کا نقصان اس کے نفع سے
پورا ہو جائے۔ (بحر الرائق) اسی طریقہ سے اگر اسلام سے پھر جانے والا شخص اسلام سے پھر جانے کے عرصہ میں اپنی
مملوکہ شے کو وقف کردے تو اسے درست قرار نہ دینگے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ ارتداد کی حالت میں موت کی آغوش
میں سلا دیا گیا ہو یا خود موت کی آغوش میں سو گیا ہو کیونکہ اس شے سے اس کی ملکیت موقوف[1] طریقہ سے زائل و ختم
ہو چکی تھی۔ (نہر الفائق) اسی طریقہ سے اگر وہ دار الحرب چلا جائے اور قاضی اس کے دار الحرب چلے جانے کا حکم کردے
(اور پھر قتل وغیرہ کی صورت پیش آئے) تب بھی یہی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) بحر الرائق کے
اندر ہے کہ خواہ ذکر کردہ اسلام سے پھر جانیکے بعد دوبارہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے تب بھی ذکر کیا گیا وقف درست
و جائز ہونے کا حکم نہ ہوگا امام خصافؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان دائرہ اسلام سے نکل جائے تو اس کے وقف
کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (نہر الفائق) اس مال کو ترکہ قرار دیا جائے گا چاہے ارتداد کی حالت
میں موت کے گھاٹ اتارا گیا ہو یا دائرہ اسلام میں پھر داخل ہو گیا ہو۔ البتہ اگر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے
بعد از سر نو وقف کرے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ جیسا کہ خصافؒ نے کتاب کے آخر میں اس کی
وضاحت کی ہے اسلام سے پھر جانے والی (مرتدہ) عورت کیونکہ موت کے گھاٹ نہیں اتاری جاتی اس لئے اس کے
وقف کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق) اگر کوئی شخص اول اپنی نسل کے اوپر اور پھر مسکینوں[2] پر وقف کرے
اس کے بعد دائرہ اسلام سے نکل جائے تو کیونکہ مساکین کو وقف کرنا باطل ہو گیا اس لئے اس صورت میں اس وقف کو
باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا اور اس وقف میں سے مساکین کا کچھ حصہ لگائے بغیر اسے اس کی نسل پر
صدقہ قرار دیں گے (حاوی) وقف کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں کہ جس مال کو وقف کر رہا ہے اس سے کسی اور کا تعلق
رہن اور اجارہ وغیرہ کا نہ ہو۔ لہٰذا اگر ایک زمین دو سال کے لئے اجارہ کے اوپر دی اس کے بعد مدت بیت جانے سے قبل وہ
وقف کر دی تو وقف کے اسی شرط کے ساتھ لازم ہونے اور اجارہ کے معاملہ کے باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اجارہ کی مدت
گزرنے پر زمین مذکور جن چیزوں کے لئے وقف کی ہو وہ انہیں کے لئے ہو جائے گی اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنی زمین
رہن رکھے پھر رہن سے چھڑانے سے قبل اسے وقف کردے تو وقف لازم و واجب ہو جائے گا اور وقف کے باعث
زمین رہن سے نہیں نکلے گی۔ اگر زمین چند برس رہن رکھے گئے شخص کے پاس رہے اس کے بعد رہن رکھنے والا رہن
سے چھڑا لے تو اسے وقف سے ناواقفیت کی طرف لوٹائیں گے اور وقف سے ناواقفیت شمار کرینگے اور اگر رہن شدہ
مال چھڑانے سے قبل موت کی آغوش میں سو گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ جس کے ذریعہ زمین چھڑا سکے تو رہن چھڑائے جانے اور
وقف کے لازم ہونے کا حکم ہوگا اور اتنا مال نہ چھوڑنے کی صورت میں زمین بیچی جائے گی اور وقف کے باطل و کالعدم
ہونے کا حکم کریں گے اجارہ کی شکل میں اگر اجرت پر لینے والے (مستاجر) یا اجرت پر دینے والے (موجر) میں سے کوئی
موت سے ہمکنار ہو جائے تو ذکر کردہ اجارہ باطل ہو جائے گا اور مذکورہ زمین وقف ہو جانے کا حکم کریں گے (فتح القدیر)

---

[1] یعنی اگر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا تو قبول اسلام کے ساتھ اس چیز اور اس کی دوسری اشیاء پر اس کی ملکیت لوٹ آتی۔
[2] یعنی اگر اس کی نسل میں سے کوئی باقی نہ رہے تو وہ مساکین پر وقف شمار ہوگا۔

وقف (صحیح ہونے) کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ واقف کی سفاہت (حماقت و بے توفی) یا قرض وقف سے روکنے والا نہ ہو۔ امام خصاف نے اس شرط کو اسی طریقہ سے مطلقاً (بلا قید) بیان کیا ہے (نہر الفائق) اگر وقف کرنے والا سفاہت کے باعث وقف کرنے سے روکا گیا ہو اور بے وقوفی وقف کی راہ میں حائل ہو اور وہ (اول) اپنے اوپر وقف کرے پھر ایسی جہت پر اور ایسی جگہ وقف کرے جو ختم نہ ہونے والی اور جس کا فیض مسلسل جاری رہنے والا ہو تو امام ابو یوسفؒ اور محققین فقہاء کے نزدیک اسے درست قرار دیں گے۔ اگر کوئی حاکم اس وقف کے درست ہونے کا حکم کر دے تو اس صورت میں سب ائمہ کے نزدیک اس وقف کے درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتح القدیر) وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ جو چیز وقف کر رہا ہے وہ وقف کے وقت مجہول و غیر متعین نہ ہو لہٰذا اگر اپنی زمین وقف کرے اور اس کا وقف ہونا ظاہر و بیان نہ کرے تو وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر اس گھر میں سے اپنے سارے حصہ کو وقف تو کر دے مگر اپنے سہام (ملنے والے حصے) ذکر نہ کرے تو استحساناً یہ وقف جائز قرار دیا جائے گا۔ اگر یہ یا وہ زمین اس طریقہ سے وقف کرے کہ میں نے یہ یا وہ زمین وقف کر دی اور جن امور خیر کے لئے وقف کی ہو ان کا ذکر کرے تو اس وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق) امام خصافؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اس طرح وقف کرے کہ میں یہ مال دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ و وقف کرتا ہوں یا اپنی قرابت کے اوپر دائمی طور سے وقف و صدقہ کرتا ہوں تو کیونکہ اس نے مشکوک و غیر متعین طور پر وقف کیا اس لئے اس وقف کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ ہے دائمی طور پر زید کے اوپر یا عمرو کے اوپر اور اس کے بعد مساکین کے اوپر وقف کر دے تو اس وقف کو بھی باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا (محیط) اگر کوئی شخص ایسی زمین جس میں درخت لگے ہوئے ہوں وقف کرے اور درختوں کو مستثنیٰ کر دے تو وقف درست و جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ درختوں کو مستثنیٰ کرنے سے درختوں کی جگہ جہاں درخت لگے ہوئے ہیں مستثنیٰ ہوگئی لہٰذا باقی وقف کردہ زمین مجہول و غیر متعین رہ گئی (محیط سرخسی) وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ وقف کسی شرط کے اوپر معلق نہ ہو لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ اگر میرا لڑکا آ جائے تو یہ گھر مساکین کے لئے صدقہ موقوفہ ہے پھر اس کا لڑکا آ جائے تو یہ گھر وقف شمار نہ ہوگا۔ (فتح القدیر) خصافؒ "کتاب الوقف" کے اندر فرماتے ہیں اگر اس طرح کہے کہ اگر کل کا دن ہو تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہو جائے گی تو اس طرح وقف کرنے کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا (محیط) اگر کوئی شخص کہے کہ اگر تم چاہو یا پسند کرو تو میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے اس صورت میں بھی یہ وقف باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی) اگر واقف کہے کہ یہ میری زمین موقوفہ ہے بشرطیکہ میں چاہوں اس کے بعد از خود کہے کہ میں چاہتا ہوں تو اس وقف کو باطل قرار دیں گے۔ اگر اس طرح کہے کہ "میں چاہتا ہوں اور اسے صدقہ موقوفہ کرتا ہوں تو اس متصل اور بلا فصل کلام کے باعث وقف کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر) اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں چاہے تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اور فلاں شخص کہہ دے کہ "میں چاہتا ہوں" تو اسے باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) کوئی شخص کہے کہ یہ گھر میری ملکیت میں ہونے کی صورت میں صدقہ موقوفہ ہے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر اس گفتگو کے وقت یہ گھر اس کی ملکیت میں ہو تو شرط کے فوری طور پر پائے جانے اور معلقانہ ہونے کے باعث وقف درست ہو جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کسی شخص کا مال ضائع ہو جائے اور

۱؎۔ مثلاً کسی مدرسہ یا مسجد پر وقف کرے۔

وہ کہے کہ اگر وہ مجھے مل جائے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زمین وقف کر دینی واجب ہے اس کے بعد اسے وہ مال مل جائے تو اس کے اوپر لازم ہے کہ مستحق زکوٰۃ لوگوں پر وقف کر دے اگر غیر مستحق زکوٰۃ لوگوں کے اوپر وقف کرے تو وقف درست ہو جائے گا۔ لیکن نذر کے جز ہوں گے تو اس پر واجب رہنے اور ادا نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (سراجیہ) اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں کے آنے یا میری فلاں سے گفتگو کرنے کی صورت میں میری یہ زمین صدقہ ہے تو اسے قسم و نذر کے درجہ میں شمار کریں گے اور شرط کے پائے جانے کی صورت میں اس پر زمین کو صدقہ کر دینا لازم ہو گا۔ البتہ یہ زمین وقف شمار نہ ہو گی۔ (محیط) کوئی شخص کہے کہ اگر میں اپنی اس بیماری کے اندر موت کی آغوش میں سو گیا تو یقیناً یہ میری زمین وقف شمار ہو گی تو چاہے وہ مر جائے یا تندرست ہو جائے۔ وقف درست نہ ہو گا۔ کوئی شخص کہے کہ اگر میں اس بیماری کے اندر موت کی آغوش میں سو جاؤں تو تم میری اس زمین کو وقف کر دینا۔ وقف کی یہ صورت درست ہو گی۔ فرق دونوں کے اندر یہ ہے کہ آخر شکل میں وقف کی خاطر وکیل کیا اور وکیل بنانے کو اپنے مرنے پر معلق و مشروط کیا وقف کو نہیں کیا لہٰذا یہ صورت درست و جائز ہوئی (جوہرہ نیرہ) وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ وقف کرتے وقت یہ نہ کہے کہ بوقت ضرورت اسے بیچ کر اس کی قیمت اپنی ضرورت میں صرف کروں گا۔ اگر اس طرح کہے گا تو درست و راجح قول کے مطابق اس وقف کو درست قرار نہ دیں گے۔ بزازیہ کے اندر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے (نہر الفائق) وقف کے صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ بوقت وقف خیار (یعنی مقررہ وقت میں وقف کو ختم کرنے) کی شرط نہ لگائے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس طریقہ سے وقف کرے کہ مجھ کو خیار حاصل ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک چاہے وقت مقرر و متعین ہو یا نہ ہو یہ وقف درست نہ ہو گا۔ ہلال رحؒ کا اختیار کردہ مسلک بھی یہی ہے (بحر الرائق) امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ واقف کے لئے تین دن کا خیار درست ہے (شرح نقایہ البرالمکارم) اگر وہ کہے کہ میں اپنے خیار کو باطل و کالعدم کرتا ہوں تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ذکر کردہ وقف منقلب ہونے اور بدل جانے کی صورت میں جائز نہ ہو گا ہلالؒ نے وقف کے بیان میں اسے ذکر فرمایا ہے (ذخیرہ) نوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کو اس شرط کے ساتھ مسجد بنا دے کہ مجھ کو تین دن کا خیار حاصل ہو گا تو سب ائمہ کے نزدیک مسجد ہونا درست ہو گا اور شرط باطل قرار دی جائے گی (تاتارخانیہ) وقف صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ دائمی طور پر وقف ہو بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک یہ شرط ہے مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا ذکر کرنا شرط نہ ہو گا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (کافی) اگر کوئی شخص اپنا گھر ایک دن یا ایک ماہ یا کسی متعین وقت کے لئے وقف کرے اور بجز اس کے اور کچھ نہ کہے تو یہ وقف درست اور دائمی طور پر ہو گا اگر اس طرح کہے کہ میری یہ زمین ایک ماہ کے لئے وقف ہے پھر ایک ماہ گزر جائے تو وقف کے باطل ہونے کا حکم ہو گا۔ ہلالؒ کے نزدیک یہ وقف شروع ہی سے باطل ہو گا۔ کیونکہ وقف تا وقتیکہ دائمی طور پر نہ ہو باطل ہوتا ہے لہٰذا جب تک مخصوص وقت کے لئے وقف رہے اور دائمی طور پر نہ ہو وقف باطل ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد سال بھر تک صدقہ موقوفہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہ کہے تو کیونکہ اس قول کے اندر وصیت کے معنے موجود ہیں اس لئے یہ وقف دائمی طور پر مساکین کے لئے جائز ہونے کا حکم ہو گا (محیط سرخسی) اگر کوئی شخص کہے کہ میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد میری یہ زمین فلاں شخص کے اوپر سال بھر تک وقف رہے گی اور سال بیت جانے پر یہ وقف باطل و کالعدم ہو گا۔ تو اس صورت میں حسب وصیت یہ زمین سال بھر تک فلاں شخص کے لئے ہو گی اور اس کے بعد یہ وصیت مساکین و محتاجوں کے لئے شمار ہو گی لہٰذا اس کے غلے اور اس کی آمدنی کو مسکینوں پر

بانٹا جائے گا۔ اگر کہے کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد فلاں شخص کے اوپر سال بھر کے لئے وقف کر دی گئی اور اس کے علاوہ وہ کچھ نہ کہے تو ایک سال تک اس کی آمدنی فلاں شخص کے لئے ہوگی اور اس کے بعد یہ زمین اور اس کا غلہ ورثاء کے لئے ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) وقف صحیح ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ وقف کی آمدنی اجرت اور غلہ وغیرہ جو کچھ بھی ہو وہ اس قسم کی جہت و چیز کے لئے ہو جو ہمیشہ جاری رہنے والی ہو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ بھی فرماتے ہیں اگر یہ شرط نہ ذکر کی جائے تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وقف کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کے ذکر و بیان کو شرط نہیں قرار دیا گیا بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر واقف ایسی جہت بھی بیان کر دے جو کسی وقت منقطع ہو جاتی ہو تب بھی وقف درست ہو جائے گا البتہ اس جہت و شے کے منقطع و ختم ہو جانے پر اس موقوفہ کو فقیروں و محتاجوں کے لئے قرار دینے کا حکم ہوگا۔ خواہ واقف نے فقیروں و محتاجوں کا بوقت وقف کچھ ذکر نہ کیا ہو کیونکہ واقف کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ اس کی اجرت فقراء کے لئے ہو جاتا ہے اسے ذکر نہ بھی کرے لہٰذا دلالۃً اس شرط کا ذکر ثابت ہو گیا (بدائع) وقف کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ موقوفہ شے گھر میں ہو یا عقار[۵۱] ہو۔ لہٰذا منتقل ہو سکنے والے مال کا وقف درست نہ ہوگا۔ البتہ گھوڑا خچر اور اونٹ وغیرہ اور ہتھیاروں کا حکم اس سے الگ ہے اور ان کا وقف کرنا درست ہے (نہایہ)

فصل۔ وقف کو پورا کرنے اور پورا نہ کرنے والے الفاظ کا ذکر۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میری زندگی میں اور میرے انتقال کے بعد میری یہ زمین صدقہ محرمہ موبدہ ہے یا کہے کہ میری زندگی میں اور میرے مرنے کے بعد میری یہ زمین صدقہ محبوسہ موقوفہ موبدہ ہے یا لفظ "موقوفہ" نہ کہے تو اس صورت میں سارے ائمہ کے نزدیک اس وقف کے فقراء و محتاجوں کے لئے درست و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط) مگر امام ابو حنیفہؒ کے قول کی رو سے تاوقتیکہ وہ زندہ رہے اس زمین کی آمدنی اس کی جانب سے صدقہ کرنے کی نذر لازم ہوگی۔ لہٰذا اس نذر کا پورا کرنا اور اس آمدنی کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔ وصیت کے معنیٰ کے لحاظ سے اس کو رجوع کرنے اور لوٹانے کا حق حاصل ہوگا۔ وصیت کے معنیٰ اس کے اس جملہ "میرے انتقال کے بعد" میں موجود ہیں اگر وہ رجوع نہ کرے تو وقف کے اس کے تہائی ترکہ سے جائز و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ) اگر کوئی شخص کہے کہ "صدقہ موقوفہ مؤبدہ ہے" تو بیشتر فقہاء کے نزدیک درست و جائز ہے مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وقف کا وقف کئے گئے کو حوالہ و سپرد کرنا ضروری ہے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی رو سے زمین کی آمدنی صدقہ کر دینے کی نذر شمار ہوگی اور واقف کی ملکیت بدستور اس زمین پر باقی رہنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اس کے انتقال کے بعد یہ زمین اس کی جانب سے میراث قرار دی جائے گی (فتاویٰ قاضی خان) اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین میری جانب سے صدقہ محبوسہ یا صدقہ حبیسہ یا صدقہ موقوفہ ہے اور "دائمی طور" کے الفاظ نہ کہے تو بیشتر فقہاء جو وقف کو درست قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ صدقہ دائمی طور پر ہوا کرتا ہے اور اس کے اندر فسخ و ختم ہونے کا احتمال نہیں ہوتا۔ امام خصافؒ اور اہل بصرہ فرماتے ہیں کیونکہ وقف ہمیشگی پر موقوف ہے اس لئے اس

---

۵۱ منتقل نہ ہو سکنے والی شے مثلاً زمین وغیرہ۔
۵۲ بند کی ہوئی یا رکی ہوئی یعنی یہ زمین نہ بیچی جا سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتی ہے اور نہ بطور میراث اسے منتقل کیا جا سکتا ہے۔

صورت میں وقف درست نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین مسکینوں پر صدقہ موقوفہ ہے تو کیونکہ مسکینوں کا ذکر بھی گویا تابید (ہمیشگی) کا بیان ہے اس لئے بالاتفاق اس وقف کے صحیح و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین نیکی کے راستہ یا ثواب کے راستہ یا خیر کے راستہ یا نیکی و ثواب کے راستہ میں صدقہ موقوفہ ہے تو اس وقف کو جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (وجیز) اگر وقف کرتے ہوئے صدقہ کا لفظ نہیں بلکہ وقف کا لفظ کہے اور کہے کہ یہ میری اپنی زمین وقف ہے یا میں نے اپنی اس زمین کو وقف کر دیا یا یہ میری اپنی زمین موقوفہ ہے تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ یہ وقف فقراء و محتاجوں کے لئے ہو جائے گا۔ شیخ صدر اور مشائخ (فقہاء) بلخ کے یہاں امام ابو یوسفؒ کا قول مفتیٰ بہ ہے اور وہ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا کرتے ہیں۔ عرف کے باعث ہم بھی امام ابو یوسفؒ کے قول ہی پر فتویٰ دیتے ہیں یہ حکم اس شکل میں ہے کہ واقف وقف کرتے ہوئے فقراء کا لفظ ذکر کرے اگر فقراء کا لفظ بھی ذکر کرے اور اس طرح کہے کہ میری یہ اپنی زمین فقراء کے اوپر وقف یا وقف کی گئی ہے یا کہے کہ میں نے یہ زمین فقراء کے اوپر وقف کر دی تو امام ابو یوسفؒ اور ہلالؒ کے نزدیک اس زمین کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا کیونکہ فقراء کی صراحت و وضاحت کر لینے کے بعد دوسرا احتمال باقی نہیں رہا۔ (خلاصہ) اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے موقوفہ ہے تو خواہ اس نے صدقہ کا لفظ نہ کہا ہو مگر وہ مساکین پر صدقہ شمار ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر محض لفظ وقف استعمال کرے یا اس کے ساتھ ساتھ "حبس" کا لفظ بھی کہے تو راجح قول کے مطابق وقف کے ثابت ہو جانے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ بھی یہی فرماتے ہیں (غیاثیہ) اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اس زمین کو (اپنے اوپر) حرام کر لیا۔ یا میری یہ زمین (اپنے اوپر) حرام کردہ ہے تو فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے اس کا حکم "موقوفہ" کہنے کا سا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین موقوفہ حبیسہ محرمہ ہے یا یہ زمین موقوفہ محرمہ حبیسہ ہے تو اس صورت میں نہ یہ زمین فروخت کی جا سکتی ہے نہ ہبہ اور نہ بطور میراث مل سکتی ہے اس میں مذکورہ بالا فقہاء کا اختلاف (رائے) ہے راجح و پسندیدہ امام ابو یوسفؒ کا بیان کردہ قول ہے (غیاثیہ) اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ اپنی زمین حبیسہ صدقہ ہے تو اس صورت میں شیخ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم "صدقہ موقوفہ" کہنے کا سا ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص کہے کہ میری یہ اپنی میری اولاد کے اوپر یا فلاں شخص کے اوپر یا میرے رشتہ دار فقراء پر موقوفہ ہے۔ درآنحالیکہ ان لوگوں کو اگر شمار کیا جائے تو (بآسانی) گنتی ہو سکتی ہو۔ یا کہے کہ یہ زمین رشتہ دار یتیموں کے اوپر وقف ہے اور اس کا مقصود اس سے نہ کہ زمین کا وجود اثبات وقف ہے حبس (روکنا) نہ ہو تو کیونکہ یہ وقف ایسی شے پر ہے جو منقطع ہونے والی اور باقی نہ رہنے والی ہے دائمی طور پر نہ رہے گی۔ اس لئے امام محمدؒ کے نزدیک اس وقف کے صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ وقف درست ہو جائے گا۔ کیونکہ جس کے اوپر وقف کیا ہے اس کا دائمی طور پر باقی و جاری رہنا ان کے نزدیک وقف کی صحت کے لئے شرط نہیں (محیط سرخسی) کوئی شخص کہے کہ میرا یہ گھر یا میری یہ زمین فلاں اولاد یا فلاں شخص کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو ان لوگوں کے بقید حیات رہنے تک اس زمین سے حاصل ہونے والی اشیاء (یا رقم) انہیں ملنے کا حکم کیا جائے گا اور ان کے انتقال کے بعد انہیں فقراء و ضرورت مندوں پر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ (وجیز کردری) اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین اللہ تعالیٰ کے لئے موقوف ہے یا اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے تو چاہے دائمی طور پر کے الفاظ ذکر کئے ہوں یا نہ کئے ہوں بہر صورت وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی) اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہے یا اللہ تعالیٰ ثواب طلب کرنے کی غرض سے صدقہ موقوفہ

ہے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (ذخیرہ) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین خیر و ثواب کی خاطر موقوف ہے تو درست ہے اور اس کا حکم "صدقہ موقوفہ" کہنے کا سا ہوگا۔ (ظہیریہ) کوئی شخص کہے کہ میری زمین سبیل کیلئے ہے پس اگر وہ ایسی جگہ اور ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ اسے لفظ "موقوفہ" کے قائم مقام سمجھتے ہوں اور اسی معنے میں یہ استعمال ہوتا ہو تو مذکورہ زمین کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس جگہ وقف اور موقوف کے معنی متعارف نہ ہو تو واقف سے اس کا مقصد معلوم کریں گے۔ اگر اس کا مقصود (نیت) وقف کرنا ہو تو زمین کے وقف ہو جانے کا حکم کیا جائے گا اور اگر وہ صدقہ کی نیت کرے یا کسی طرح کی نیت نہ کرے تو یہ نذر قرار دی جائے گی۔ لہٰذا اس زمین یا اس کی قیمت کے صدقہ کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ کہے کہ میں نے اسے فقراء کیلئے وقف کر دیا۔ لہٰذا اگر اس شہر کے لوگوں میں یہ جملہ وقف کے لئے مروج و متعارف ہو تو اس جملہ کے ذریعہ وقف ہو جانے کا حکم ہوگا اور وقف کے واسطے مروج و متعارف نہ ہونے کی شکل میں اس سے معلوم کریں گے اگر واقف کہے کہ اس کی وقف کی نیت تھی تو وقف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ کہے کہ صدقہ کی نیت تھی یا کسی طرح کی نیت نہیں تھی تو اسے صدقہ کی نذر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی) اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ اپنی زمین سبیل ہے تو اسے وقف قرار نہ دینگے۔ البتہ اگر واقف ایسے شہر کا باشندہ ہو جہاں کے باشندے اس کلام کے ذریعہ دائمی طور پر وقف اس کے شرائط سمیت سمجھتے ہوں تو اس صورت میں اس کو وقف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (سراجیہ) کوئی شخص کہے کہ میں نے فلاں مسجد کو یہ گھر اپنے نماز روزوں کی طرف (وسبب) سے سبیل کر دیا تو خواہ یہ وقف کرنا نماز، روزوں (کے ترک کی تلافی) کی وجہ سے نہ ہو مگر وقف کے صحیح ہو جانے کا حکم ہوگا (بحر الرائق) کوئی شخص کہے کہ میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد میرا یہ گھر فلاں مسجد کے لئے سبیل ہے تو اگر یہ گھر اس کے تہائی ترکہ کے بقدر (یا کم) ہو اور وہ مسجد متعین کر چکا ہو تو وقف کے صحیح ہونے ورنہ صحیح نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ) کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس حجرہ کو مسجد کا تیل رکھنے کیلئے وقف کرتا ہوں اور اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہ کہے تو فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں حجرہ کے مسجد پر وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس نے متولی کے حوالہ کر دیا ہو اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص بحالت بیماری کہے کہ میرے اس گھر کی آمدنی سے ہر ماہ دس درہم کی روٹیاں خرید کر مسکینوں کو تقسیم کر دیا کرو تو اس صورت میں ذکر کردہ گھر کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی)

نوازل کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس چہار دیواری والے انگور کے باغ کے پھلوں کو وقف کر چکا تو اس صورت میں چاہے وہ انگور کا باغ پھل دار ہو یا نہ ہو مگر اس کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں نے اس سے حاصل ہونے والی اشیاء وقف قرار دیں تو باغ کے وقف ہو جانے کا حکم کیا جائے گا (فتح القدیر)

کوئی شخص کہے کہ میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد وقف ہے یا وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد وقف کر دینا تو وقف درست ہوگا اور تہائی ترکہ سے یہ وقف قرار دیا جائے گا۔ (تہذیب)

وقف ہلالؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ میری یہ تہائی زمین میرے انتقال کے بعد دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہے تو یہ اس کی وصیت فقراء کے لئے شمار ہوگی اور یہ فقراء و محتاجوں پر وقف

۱ؔ مگر ہمارے عرف کے لحاظ سے وقف ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

قرار دی جائے گی (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میرا یہ تہائی مال وقف ہے اور اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہے تو شیخ ابونصرؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس کے پاس (محض) نقد مال موجود ہو تو وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگا اور زمین ہو تو وقف کے صحیح ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اسے فقراء کے لئے وقف قرار دیں گے بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ فتویٰ اس پر ہے کہ دا وقف تاوقتیکہ مصرف وقف بیان نہ کرے وقف کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا (ذخیرہ)

فتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ اپنی زمین صدقہ ہے تو اسے صدقہ کرنے کی نذر قرار دیں گے یہاں تک کہ اگر وہ بعینہٖ وہی زمین یا اس زمین کی قیمت صدقہ کر دے تو نذر کے ادا ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ) اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ زمین مسکینوں کے اوپر صدقہ کر دی تو اسے وقف قرار نہ دیں گے بلکہ یہ نذر شمار ہوگی اور اس کے اوپر بعینہٖ اسی زمین یا اس قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ ایسا کر دیگا۔ تو وہ نذر سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ ورنہ اس کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد میراث قرار دی جائے گی۔ (فتح القدیر) کیونکہ اس زمین کا حکم نذر کا سا ہے اسلئے قاضی جس طرح نذر کی ادائگی پر مجبور نہیں کر سکتا اسی طرح یہ زمین اسے صدقہ کرنے پر مجبور نہ کر سکے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس زمین کو نیکی اور ثواب کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں تو اسے وقف نہیں بلکہ نذر قرار دینے کا حکم ہوگا (ظہیریہ)

کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس گھر کے غلہ اور آمدنی کو مسکینوں کے لئے کرتا ہوں تو اس آمدنی کو صدقہ کرنے کی نذر شمار کریں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس گھر کو مسکینوں کے لئے کرتا ہوں تو یہ باعتبار عرف ذکر کردہ مساکین پر صدقہ کرنے کی نذر شمار ہوگی۔ (فتاویٰ صغریٰ) اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ صدقہ ہے بیچا نہیں جائے گا تو اسے وقف نہیں بلکہ صدقہ کرنے کی نذر قرار دیں گے اور اگر اس کے علاوہ یہ بھی کہے "اور ہبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ یہ میراث قرار دیا جائے گا تو اس صورت میں اس کے مسکینوں پر وقف ہونے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق)

دوسرا باب

مشترک وقف اور ان اشیاء کا ذکر جن کا وقف جائز یا ناجائز ہے

عقار مثلاً زمینیں دوکانیں، مکان (وغیرہ) کا وقف درست ہے (حاوی) اس طرح ایسی منتقل ہونے والی اشیاء جو عقار کے زمرہ و شمار میں اور اس کی تابع ہوں ان کا وقف بھی تابع ہونے کے باعث درست و جائز ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص زمین کے ساتھ اس میں کام کرنے والے غلام و بیل اور اس میں کام آنے والے کاشتکاری کے آلات بھی وقف کرے تو زمین کے ساتھ ان سب کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام خصافؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زمین مع اس میں کام کرنے والے غلاموں کے وقف کرے تو اسے ان غلاموں کے نام ذکر کر دینے چاہئیں اور ان کی تعداد بیان کر دینی چاہئے اسی طرح اگر زمین کے ساتھ بیل بھی وقف کر رہا ہو۔ تو ان کی تعداد اور تفصیل ذکر کر دے اور صدقہ کرتے ہوئے یہ شرط لگا دے کہ ان غلاموں کا نفقہ اور بیلوں

بیلوں کا چارہ (وغیرہ) اسی زمین کی آمدنی سے ادا کیا جائے گا۔ اگر صدقہ کرتے ہوئے اس نے یہ شرط بھی کی ہو تو شرط کے مطابق اسی زمین کی آمدنی سے ان غلاموں کا نفقہ اور بیلوں کا چارہ ادا کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

کے اندر ہے کہ اگر واقف یہ شرط کرے کہ ان غلاموں کا نفقہ اور بیلوں کا چارہ زمین کی آمدنی اور محصول سے ادا کیا جائے، اس کے بعد ان میں سے غلام یا بیل بیمار پڑ جائیں تو بیماری (اور کام نہ کرنے) کے باوجود انہیں زمین کی آمدنی سے نفقہ ملے گا۔ اور تازندگی ان کا نفقہ اس زمین کی آمدنی سے ملنے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف یہ کہے کہ اس زمین میں کام کرنے کی شرط پر انہیں اس آمدنی سے نفقہ ملے گا۔ تو اس صورت میں جو غلام (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) کام نہ کرسکا ہو اسے اس زمین کی آمدنی سے کوئی نفقہ نہیں ملے گا۔ (بحر الرائق) اگر غلام کام کے قابل نہ رہے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت سے دوسرا غلام جو اس کی جگہ کام کرسکے خرید لے پھر اگر اس کی قیمت کے اندر دوسرا غلام نہ مل سکے اور وہ یہ چاہے کہ اس کی قیمت کے اندر زمین کی آمدنی میں سے کچھ ملا کر دوسرا غلام خرید لے تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا اسی طریقے سے وہ جانور جو زمین اور کاشتکاری کے آلات کے ساتھ وقف کئے گئے ہوں ان میں سے کوئی بیکار ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا خریدنے اور لینے کے لئے بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ صدقہ کے متولی کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہوگا (ذخیرہ)

اگر وقف کے غلاموں میں سے کوئی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور اس کی دیت (خون بہا) لے لی گئی ہو تو متولی (ومنتظم) کو اس کی دیت سے اس کی جگہ دوسرا غلام خریدنے کا حق حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر) اسعاف کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ان غلاموں میں سے کوئی غلام جنایت (شرعی جرم) کا ارتکاب کرے اور جس کی جنایت کی ہو اس کا ولی دعویٰ کرے تو متولی کے اوپر لازم ہے کہ اس کے نزدیک اگر جرم کرنے والے غلام کو سپرد کرنا مناسب و بہتر ہو تو غلام اس کے حوالہ کردے اور فدیہ دینا موزوں ہو تو فدیہ دیدے اگر وہ جرم کرنے والے غلام کا فدیہ جنایت کے جرمانہ سے زیادہ دے تو وہ زیادہ ادا کردہ مال کے اندر بہتر ہے واحسان کرنے والا شمار ہوگا لہٰذا زیادہ ادا کردہ کا ضامن وہ اپنے مال سے قرار دیا جائے گا۔ اگر جن لوگوں کے اوپر یہ وقف ہو وہ اس جرم کرنے والے غلام کا فدیہ ادا کردیں تو وہ احسان وتبرع کرنے والے شمار ہوں گے اور ذکر کردہ غلام وقف کے اندر جس کام کے لئے تھا اس پر بدستور باقی رہے گا (بحر الرائق)

اگر منتقل کئے گئے مال کا ہی وقف کرنا مقصود ہو تو اس کے اندر دو شکلیں ہیں (۱) اگر یہ منتقل کیا گیا مال ہتھیار یا کراع ہو تو اس کا وقف کرنا درست و جائز ہوگا (۲) ان کے علاوہ ہونے کی صورت میں پھر دو شکلیں ہیں۔ (۱) اگر یہ ایسی شے ہو جسے باعتبار عرف وقف کرنے کا رواج نہ ہو مثلاً جانور اور کپڑے تو ہمارے (احناف) کے نزدیک اسے درست قرار دینے کا حکم نہ ہوگا (۲) اور اگر ایسی چیز ہو کہ اس کا وقف کرنا باعتبار عرف مروج ہو مثلاً آرہ، لبولہ، جنازہ (جس پر میت کو رکھ کر لیجاتے ہیں) جنازے کے کپڑے اور دوسری اشیاء مثلاً میت کو نہلانے کے لئے برتن دیگچہ وغیرہ جن کی ضرورت پڑتی ہے اور قرآن شریف وغیرہ تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یہ وقف درست نہ ہوگا اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جائز و درست ہوگا ائمہ مشائخ (فقہاء) امام سرخسیؒ وغیرہ کا اختیار کردہ قول بھی یہی ہے (خلاصہ) اسی قول کو پسندیدہ و راجح قرار دیا گیا ہے شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کے قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (مختار الفتاویٰ) اگر کوئی شخص جنازہ اور غسل (نہلانے کی جگہ) اور ملات ایک محلہ کے لئے وقف کرے پھر اس محلہ کے سارے لوگ موت سے ہمکنار ہو جائیں تو اس صورت

میں واقف کے ورثاء کو نہیں لوٹائیں گے بلکہ اس محلے سے جو مقام سب سے نزدیک ہوگا یہ وقف ادھر منتقل کر دینگے (خلاصہ)

کوئی شخص قرآن شریف اس غرض سے اہل مسجد کو وقف کرے کہ وہ اس میں تلاوت کیا کریں یا حفظ کیا کریں تو وقف کرنا درست ہوگا۔ اور اگر مسجد کے اوپر وقف کرے تب بھی جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا اور اس قرآن شریف کی تلاوت اسی مسجد میں ہوا کرے گی۔ بعض جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ محض اسی مسجد میں تلاوت نہیں کی جائے گی بلکہ دوسری مسجد میں بھی (لیجاکر) اس میں تلاوت کی جا سکتی ہے (وجیز کردری) کتابوں کے وقف کے بارے میں لوگوں کی رائے مختلف ہیں فقیہ ابو اللیث اسے جائز بتاتے ہیں اور اسی کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص اپنی جانور کی سواری لینا اور اپنے غلام کے کمائے ہوئے پیسہ کو مساکین کے لئے وقف کر دے تو ہمارے علمائے احناف کے قول کی رو سے اس وقف کو درست قرار دیں گے (محیط) کوئی شخص اس شرط کے ساتھ ایک گائے وقف کرے کہ اس کے دودھ، گھی اور مٹھے کو مسافروں کو دیا جائے گا لہٰذا اگر وہ ایسی جگہ پر ہو جہاں کے باشندوں میں اس طرح وقف کرنا متعارف و مروّج ہو تو درست قرار دیں گے جس طرح سقایہ[1] کے پانی (کے وقف) کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ (ظہیریہ) کوئی شخص بیل یا بکرے کو مادہ کے گابھن کرانے کی خاطر وقف کرے تو یہ وقف جائز نہ ہوگا (تنبیہ) واقعات کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ہلال بصری اپنے وقف میں بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص محض عمارت بغیر اس (زمین) کے وقف کرے تو اسے جائز قرار نہ دینگے اس قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے اسی طریقے سے گھر کا وقف کرنا عقار (زمین) کے بغیر جائز نہ ہوگا۔ اس قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (محیط) ایسی عمارت جو عاریۃً یا اجارہ بڑکی ہوئی زمین پر ہو۔ اس کا وقف جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) خصاف فرماتے ہیں کہ بازار کی دوکان کا وقف اس شرط کے ساتھ درست ہے کہ زمین اجارہ کے اوپر ایسے لوگوں کے پاس ہو جنہوں نے یہ دوکانیں تعمیر کی ہوں اور بادشاہ ان کے قبضہ سے نکال نہ سکے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ محتکرہ[2] زمین کی عمارت کا وقف کرنا جائز و درست ہے (نہر الفائق) کوئی شخص وقف کردہ زمین کے قطعہ میں کوئی عمارت (بلڈنگ) بنائے اور اسے اسی کام کیلئے وقف کر دے جس کے لئے یہ قطعۂ زمین وقف ہو تو اس کے تابع قرار دیکر اس کا وقف بھی بالاتفاق جائز و درست قرار دیا جائے گا اور اگر وہ قطعۂ مذکورہ جس کے لئے وقف ہو یہ عمارت کسی اور جہت و کام کے لئے وقف کرے تو اس کے جائز و درست ہونے کے بارے میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں زیادہ درست قول کے مطابق یہ وقف درست و جائز نہ ہوگا (غیاثیہ) اگر کوئی شخص کسی درخت کو جمانے کے بعد وقف کر دے لہٰذا اگر اس کو غیر وقف شدہ زمین میں لگایا ہو اور یہ زمین زمین کے اس حصہ سمیت جس میں وہ درخت لگا ہوا ہو وقف کرے یا جتنی زمین کے اوپر اس کا قیام (یا پھیلاؤ) ہو تو زمین کے تابع اور اس سے متصل قرار دے کر اس درخت کو بھی وقف قرار دیں گے اور اگر اصل زمین کو چھوڑ کر محض درخت وقف کرے تو وقف کرنا درست نہ ہوگا، اگر وقف شدہ زمین میں درخت لگایا ہو تو اگر اسی جہت اور اسی کام کے لئے یہ درخت وقف کرے جس کے لئے یہ زمین وقف کی گئی ہو تو عمارت کی طرح یہ وقف بھی جائز ہوگا۔ اور اگر اس جہت اور کام کے علاوہ دوسری جہت و کام کے لئے وقف کرے تو اس کے اندر بھی اسی نوع کا اختلاف رائے ہوگا۔ جیسا کہ عمارت کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے (ظہیریہ) یہ جائز و درست ہے کہ رباط کے کام کی خاطر

[1] پانی کا بڑا ڈول۔

[2] روکی گئی زمین

غلام اور باندیوں کو وقف کردیا جائے۔ اگر حاکم وقت اس وقف شدہ باندی کا کسی کے ساتھ نکاح کردے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس وقف کے غلام کی شادی کردے تو اسے جائز قرار نہ دینگے کیونکہ اس صورت میں غلام کے اوپر مہر ولفقہ کا وجوب ہو جائے گا اگر اس وقف کے غلام کا نکاح اس وقف کی باندی کے ساتھ کردے تو اسے کبھی جائز قرار دینے کا حکم نہ ہوگا (وجیز کردری) جو اشیاء ایسی ہیں کہ ان کا عین (اصل ذات) تلف کئے بغیر ان سے نفع اٹھانا ممکن نہیں مثلاً کھانے پینے کی اشیاء اور سونا چاندی وغیرہ تو عام فقہاء (بیشتر فقہاء) کے نزدیک اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ چاندی اور سونے سے دینار اور درہم اور وہ مراد ہیں جو زیورات کے علاوہ ہوں (فتح القدیر) اگر کوئی شخص پیمانہ سے دی جانے والی شے یا کپڑے یا درہم وقف کرے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ بعض کے نزدیک جس جگہ اس کا رواج ہو وہاں اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیں گے پوچھا گیا کہ اس کا کیا سبب ہے تو جواب میں فرمایا کہ دراہم فقیروں اور ضرورت مندوں کو بطور قرض دے کر ان سے وصول کریں گے یہ مضاربت کے اوپر دینے اور ان کے نفع کے صدقہ کا حکم ہوگا۔ اور گندم فقیروں و محتاجوں کو زراعت کی خاطر قرض دے کر پھر ان سے وصول کرلیں گے اور کپڑے (اور کوئی دوسرا لباس) ضرورت مندوں کو بوقتِ ضرورت پہننے کی خاطر دیں گے اور ضرورت پوری ہونے پر ان سے وصول کر لینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ عتابیہ) دواؤں کا وقف کرنا محض اس صورت میں درست ہے جبکہ وہ یہ کہے کہ محتاجوں اور مال داروں سب کے لئے وقف ہیں مال دار لوگ فقیروں اور ضرورت مندوں کے تابع قرار دیکر اس وقف میں داخل شمار ہوں گے (معراج الدرایہ) ناطفی فرماتے ہیں کہ اگر مساجد کی مرمت کے لئے مال وقف کرے تو درست و جائز ہوگا۔ اگر پلوں کی تعمیر اور راستوں کی درستگی اور قبریں کھودنے مسلمانوں کے سقایہ (پانی پلانے کا انتظام) سرائے کی تعمیر یا مسلمان میت کے کفن خریدنے کی خاطر وقف کرے تو جائز نہ ہوگا مگر مفتی بہ قول کی رو سے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

(متصلات)

بغیر ذکر کے وقف میں داخل ہونے والی اور نہ داخل ہونے والی اشیاء کا بیان

امام خصافؒ کتاب الوقف کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بحالت تندرستی اپنی زمین بعض چیزوں پر جنھیں جمع کیا جاچکا ہے وقف کرے اور ان چیزوں (یا اشخاص) پر وقف کے بعد فقراء کے اوپر وقف کرے[۱] تو اس وقت سے (کھجور) کے اور دوسرے درخت جو موجود ہوں اور جو کچھ بنا ہوا ہو (بلڈنگس) سارے بغیر ذکر کے اس زمین کے وقف کے ساتھ داخلِ وقف شمار ہوں گے (محیط)

امام خصافؒ فرماتے ہیں کہ درختوں کو وقف کرنے کی شکل میں جو درختوں کے اوپر بوقتِ وقف موجود ہیں داخلِ وقف نہیں ہوں گے۔ اکثر مشائخ (بیشتر فقہاء) یہی فرماتے ہیں۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (غیاثیہ) کوئی شخص کہے کہ میں

---

[۱] یعنی مثلاً ان افراد کے فوت ہونے کے بعد فقراء کے لئے یہ زمین وقف شمار ہوگی۔

اپنی اس زمین اس کے سارے حقوق اور ساری اس شے کے ساتھ جو اس کے اندر یا اس سے حاصل شدہ ہے صدقہ موقوفہ قرار دیتا ہوں اور وقف کرتا ہوں درآنحالیکہ وقف کے دن اس زمین کے درخت پھلدار ہوں تو اس صورت میں ہلال فرماتے ہیں کہ استحساناً اس کے اوپر ان پھلوں کو فقراء و مساکین کو صدقہ کرنا بطور نذر کے لازم ہوگا۔ بطور وقف لازم نہ ہوگا۔ البتہ اس کے بعد آنے والے پھل واقف کے بیان کردہ مصارف کے مطابق صرف کئے جائیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ یہ میری اپنی زمین میرے مرنے کے بعد صدقہ موقوفہ ہے اس طریقہ سے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اس سے غلّہ وغیرہ آمدنی کرے وہ عبداللہ کے لئے ہے اس کے بعد وقف کرنے والا موت کی آغوش میں سو جائے درآنحالیکہ اس زمین کے درخت پھلدار ہوں تو فرماتے ہیں کہ یہ پھل عبداللہ کے لئے نہیں ہوں گے کیونکہ اس کے لئے وقوف کا وجوب اب ہوا لہٰذا یہ ایسی صورت ہوگئی گویا اس نے ایک پھلدار زمین وقف کی لہٰذا وقف کی وصیت کے اندر پھلدار درخت داخل شمار نہ ہوں گے۔ اس کے بعد مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ قیاس کی رو سے یہ موجود پھل واقف کے ورثاء کے قرار دیئے جائیں گے۔ اور استحساناً انہیں فقیروں کے اوپر صدقہ کر دینے کا حکم ہوگا۔ ہم نے استحساناً اس قول کو اختیار کیا ہے فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اگر واقف کے الفاظ اس طرح کے ہوں جو ذکر کئے گئے ہیں تو قیاس اور استحسان دونوں کی رو سے یہ پھل ورثاء کے ہونے چاہئیں کیونکہ واقف نے اپنے مرنے پر وقف کو موقوف کیا ہے لہٰذا ذکر کردہ زمین اس کی زندگی میں وقف شمار نہیں ہوئی۔ جب یہ صورت ہے تو یہ آنے والے پھل مرنے والے کی ملکیت کی حالت میں آئے ہیں لہٰذا یہ پھل اس کے ورثاء کی ملکیت قرار دیئے جائیں گے۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص زمین وقف کرے اور اس کے اندر کھیتی موجود ہو تو وہ موجودہ کھیتی وقف کے اندر شامل نہ ہوگی۔ چاہے زراعت کے لئے متعینہ قیمت (نرخ) ہو یا نہ ہو[۱] (مضمرات)

فقیہ ابواللیثؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے (ذخیرہ) خصافؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس زمین میں سبزیاں یا خوشبودار پھل پھول ہوں تو انہیں اس وقف میں شامل و داخل قرار نہ دیں گے اگر اس کے اندر نرکل وغیرہ (بانس وغیرہ) ہوں تو ان میں سے جن کو ہر برس کاٹا جاتا ہو انہیں وقف میں داخل قرار نہ دیں گے اور جنہیں دو سال یا تین سال بعد کاٹا جاتا ہو وہ وقف میں داخل شمار ہوں گے۔ (محیط) اسی طرح آئندہ پیدا ہونے والے پھل (وغیرہ) بھی تو وقف کے اندر داخل شمار ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں) رطاب[۱] کا اُگنے والا رطبہ[۲] واقف کا شمار ہوگا اور اس کی جڑیں وقف میں داخل قرار دی جائیں گی۔ ولایتی بینگن اور روئی کا بھی یہی حکم ہے البتہ اگر روئی کے درختوں کو ہر برس جھاڑا جاتا ہو تو وقف کے اندر داخل شمار نہ ہوں گے (ظہیریہ) زعفران، پیاز، نرگس از زمین وقف کرنے کی صورت میں وقف کے اندر داخل شمار نہ ہوں گے۔ اس طرح چمبیلی اور گلاب کے درخت بھی زمین کے ساتھ وقف میں شامل ہوں گے۔ البتہ نیشکر (گنا) ہو تو وقف میں داخل قرار نہیں دیا جائے گا (ذخیرہ) مگر گلاب اور چنبیلی کے پھول جو بوقت وقف موجود ہوں وہ اور مہندی کے پتے واقف کے شمار ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

---

[۱] یعنی چاہے کوئی ایسی معمولی چیز ہو کہ اسے لوگ اہمیت نہ دیتے ہوں اور بازاری نرخ بھی اس کے لئے متعین نہ ہو۔

اگر کوئی شخص ایسی زمین کو وقف کرے جس کے اندر چکی گڑی ہوئی ہو تو اس چکی کو وقف میں داخل قرار دینگے چاہے دستی چکی یا وہ پن چکی ہو اسی طریقہ سے کنوئیں کی چرخی (گھرّی) وقف میں داخل قرار دی جائے گی البتہ چرس (پانی کا بڑا ڈول) وقف میں داخل شمار نہ ہوگا۔ (محیط) کوئی شخص حمام وقف کرے تو اس کے اندر موجود دیگیں (جن میں پانی رہتا ہے) وقف میں داخل قرار دی جائیں گی وہ جگہ جہاں اس کے (گرم کرنے کی خاطر) گوبر (وغیرہ) ڈالتے ہوں اور جہاں اس کی راکھ ڈال جاتی ہو اور وہ نالی جس کے ذریعہ پانی بہتا ہو جو کہ حماو کہ زمین کے اندر ہو، نیز آمد ورفت کا راستہ وقف میں داخل نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر) کوئی شخص کہے کہ میری زمین فقراء کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور واقف زمین کے پانی کے حصہ اور اس کے راستہ کو بیان نہ کرے تو اس صورت میں استحساناً وقف کے اندر اس کا پانی کا حصہ اور راستہ وقف کے اندر داخل شمار ہوگا کیونکہ زمین وقف کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کے اندر غلہ وغیرہ کی پیداوار ہو اور یہ پانی اور راستہ کے بغیر ممکن نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص گھر وقف کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ گھر اپنے حقوق سمیت وقف کرتا ہوں اور نہ یہ بیان کرے کہ اس کے سارے کم وبیش حقوق جو اس گھر سے متعلق ہیں یا جن باتوں کا اس گھر میں اسے حق ہے ان سب کے ساتھ وقف کرتا ہوں تو اس صورت میں وہی اشیاء وقف میں داخل شمار ہوں گی جو گھر کی بیع کے اندر بغیر ذکر کے بھی داخل و شامل شمار ہوتی ہیں۔ دوکان کے وقف کے اندر وہ اشیاء داخل شمار ہوں گی جو بیع کرتے وقت داخل شمار ہوتی ہیں۔ مٹکے بنانے والوں کے مٹکوں اور چمڑا کمانے والوں کی دیگوں کو وقف کے اندر داخل قرار نہ دینگے چاہے یہ عمارت (دیوار وغیرہ) کے اندر جمی ہوئی ہوں یا جمی ہوئی نہ ہوں (ذخیرہ) شیخ نصیرؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنا گھر وقف کرے اور اس کے اندر ایسے کبوتر ہوں جو اڑ جاتے ہوں اور پھر آجایا کرتے ہوں تو شیخ نصیرؒ نے جواباً فرمایا کہ گھر کے وقف کے اندر یا لتو کبوتر داخل قرار دیئے جاتے ہیں پس فتاویٰ ابو اللیثؒ کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص کبوتروں کے برج (خانہ) وقف کرے تو مجھکو اس کے درست ہونے کی توقع ہے کیونکہ کبوتروں کا شمار اگرچہ مالِ منقول میں ہے مگر وہ اس گھر کے تابع قرار دے کر وقف میں داخل شمار کئے جائیں گے۔ جس طرح اگر کوئی شخص زمین اس کے بیلوں اور کام کرنے والے غلاموں سمیت وقف کرے تو بیلوں اور غلاموں کے وقف کو جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اس طریقہ سے اگر کوئی شخص ایسا گھر وقف کرے جس کے اندر شہد کی مکھیوں کے چھتے ہوں تو جائز و درست قرار دیں گے اور شہد کی مکھیوں کو شہد اور گھر کے تابع قرار دیں گے واضح رہے کہ وقف کے تابع ہونے کا یہاں مطلب یہ ہے کہ گھر کو اس کے اندر موجود شہد کی مکھیوں سمیت یا کبوتروں کے برج ان کے اندر موجود کبوتروں سمیت وقف کرے جس طرح کہ زمین اس کے اندر کام کرنے والے غلاموں اور بیلوں سمیت وقف کی جاتی ہے (المحیط)

فصل۔ مشترک وقف کا ذکر۔

اگر کوئی شخص ناقابل تقسیم[1] مشترک شے کا کوئی حصہ وقف کرے یعنی اس حصہ میں سب حصہ دار شریک ہوں تو یہ وقف بالاتفاق جائز ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کل کا آدھا حصہ وقف کیا جائے تو خواہ مشترک ہی کیوں نہ ہو مگر اس کو

---

[1] ایسی چیز جو منتقل نہ ہو سکے مثلاً گھر یا زمین وغیرہ۔

جائز قرار دیتے ہیں (ظہیریہ) امام محمدؒ فرماتے ہیں اگر وہ شے قابل تقسیم ہو تو اس کا مشترک طور پر وقف کرنا جائز نہ ہوگا۔ بخاری کے مشائخ (فقہائے ماسبق) اسی قول کو اختیار کیا ہے اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (سراجیہ) امام ابویوسفؒ اسے جائز قرار دیتے ہیں اور متاخرین مشائخ (بعد کے فقہاء) کا مفتیٰ بہ قول یہی ہے اور اس کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (خزانۃ المفتین)

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ غیر تقسیم شدہ زمین (وغیرہ) کو مقبرہ یا مسجد بنادینا ناجائز ہے چاہے وہ شے قابل تقسیم ہو یا ناقابل تقسیم (فتح القدیر) اگر کوئی قاضی غیر تقسیم شدہ کے وقف کے درست ہونے کا حکم دیدے تو سب کے نزدیک اس کے حکم کے نافذ و جاری ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ جیسا کہ اور مسائل کے اندر جن میں فقہاء کا باہم اختلاف رائے ہو حکم ہے (شرح نقایہ ابوالمکارم) ایسی مشترک شے جو قابل تقسیم ہو اس کے وقف کے درست و صحیح ہونے کا کوئی قاضی حکم دیدے اس کے بعد بعض شریک (تقسیم کی) درخواست کریں تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تقسیم کے نامنظور ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ وہ لوگ باری (اور ایام وغیرہ) متعین کرلیں۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کردینے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ساری چیز وقف ہو اور پھر بعض یا سب کے سب تقسیم چاہیں تو نہ تقسیم کرسکیں گے۔ اور نہ باری مقرر کرنی درست ہوگی۔ (فتح القدیر) اگر عقار[1] کے اندر دو آدمی شریک ہوں اس کے بعد ایک شریک اپنے حصہ کو وقف کرے تو اپنے آپ اپنے شریک کے تقسیم کرلے اس کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد اس کے وصی (جسے وصیت کی ہو) یہ حق ہے کہ تقسیم کرالے اگر وہ اپنے عقار میں سے آدھا وقف کردے تو قاضی اس سے تقسیم کرائے گا۔ یا وہ اپنا باقی ماندہ حصہ کسی کو بیچدے لہٰذا خریدنے والا اس سے تقسیم کرائے گا۔ (ہدایہ) اگر دو آدمیوں میں ایک زمین مشترک ہو اور ہر ایک اپنا حصہ ایک متعین و مقرر قوم و گروہ کو وقف کردے تو اسے جائز قرار دینگے اور دونوں کو آپس میں یہ زمین تقسیم کرلینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا ہر ایک اپنے اپنے وقف کردہ حصہ کو الگ کرکے اس پر اپنا قبضہ رکھے گا۔ اور اس کا وہ خود ہی متولی قرار دیا جائے گا۔ (ظہیریہ) اگر سارے کو وقف کردے اس کے بعد اس میں سے ایک غیر معین حصہ کا کوئی شخص حقدار ثابت ہوجائے تو امام محمدؒ کے نزدیک باقی ماندہ وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ بوقت وقف شیوع موجود تھا لہٰذا اگر کوئی شخص اس کے اندر کسی متعین و مقررہ جز کا حقدار ثابت ہوجائے تو باقی کے وقف کے باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا (ہدایہ)

اگر کوئی شخص اپنی ساری زمین وقف کردے اس کے بعد اس زمین میں سے غیر متعین آدھی زمین کا کوئی شخص حقدار ثابت ہوجائے اور قاضی حقدار کے لئے آدھی زمین کا حکم کردے اور باقی ماندہ آدھی زمین اپنی حالت پر وقف ہی رہے تو امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ واقف کو یہ حق ہوگا کہ حقدار کے ساتھ بٹوارہ کرلے اور زمین تقسیم کرے (محیط) اس کے بعد یہ بات واضح رہے کہ امام محمدؒ کے قول کی رو سے اگر ایک زمین دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو۔ اور دونوں بطور صدقہ موقوفہ یہ زمین مساکین پر یا جن خیر کی راہوں میں وقف جائز و درست ہے ان میں سے کسی راستہ میں وقف کردیں اور دونوں اسے قیم و نگراں کے حوالہ کردیں جو وقف کے امور کی نگہداشت کرتا ہو تو اسے جائز و درست قرار دیں گے کیونکہ امام محمدؒ اس شیوع کو وقف کے جائز ہونے سے روکنے والا قرار دیتے ہیں جو بوقت قبضہ ہو یا ایسا شیوع جو بوقت عقد ہو اور اس شکل میں شیوع بوقتِ وقف نہیں پایا گیا کیونکہ دونوں نے زمین ساتھ ساتھ وقف کی اور قیم و نگراں و متولی کے حوالہ کرتے وقت پایا گیا کیونکہ دونوں نے ساتھ ساتھ ہی یہ زمین اس کے حوالہ کی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

[1] ایسی چیز جو منتقل نہ ہوسکے مثلاً گھر یا زمین وغیرہ۔

سی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنے اپنے حصہ کو الگ الگ وقف کرے اور مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ کردے اور دونوں شریکوں نے قیم و متولی و نگران ایک ہی کو مقرر کیا ہو۔ اور ذکر کردہ قیم دونوں کے حصوں پر بیک وقت باالگ الگ قبضہ کرلے تب بھی وقف کے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) اسی طریقہ سے اگر دونوں واقف بیک وقت دو آدمیوں کو متولی مقرر کریں تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (وجیز) اسی طریقہ سے اگر جہت وقف متفرق و مختلف ہو۔ مثلاً ایک تو اپنی اولاد کے اوپر نسلاً بعد نسلٍ وقف کرے اور کہے کہ جب ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہے تو مساکین کے اوپر وقف ہوگا اور دوسرا واقف حج کے لئے وقف کرے کہ اس کے ذریعہ ہر برس حج کیا کریں۔ اس کے بعد دونوں واقف بیک وقت ایک ہی متولی کے حوالہ کردیں تو اسے درست و جائز قرار دینگے۔ اسی طرح اگر واقف ایک ہو اور وہ نصف زمین غیر تقسیم شدہ اور غیر معین فقراء و مساکین کے اوپر وقف کرے اور باقی آدھی زمین دوسرے کام کے لئے وقف کرے تب بھی وقف درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر متولی دونوں میں سے ایک واقف کے حصہ کے اوپر قبضہ کرے اور دوسرے کے حصہ پر قابض نہ ہو تو وقف درست نہ ہوگا یہاں تک کہ جس کے حصہ کے اوپر قابض ہوا ہے اسے اس سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا کہ لوٹا کر اسے بیچ ڈالے (محیط سرخسی) اگر دو شریکوں میں سے ہر شریک آدھی زمین مشترک غیر تقسیم کردہ صدقہ موقوفہ کردے اور ہر ایک اپنے وقف کی خاطر الگ الگ متولی مقرر کردے تو جائز و درست نہ ہوگا۔

وجہ یہ ہے کہ بوقت عقد شیوع پایا گیا کیونکہ ہر ایک نے الگ عقد و معاملہ کیا۔ نیز قبضہ کے وقت بھی شیوع موجود تھا اس واسطے کہ ہر متولی مشترک آدھے کے اوپر قابض ہوا۔ اگر دونوں شریکوں میں ہر شریک اپنے متولی سے قابض ہونے کے وقت کہے کہ تو میرے حصہ کے اوپر میرے شریک کے حصہ سمیت قابض ہو جا تو وقف ہونے کا حکم ہوگا امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق ان ساری شکلوں میں وقف درست و جائز ہوگا۔ کیونکہ امام ابویوسفؒ بلاقبضہ کرائے بھی وقف کو درست فرماتے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک غیر تقسیم شدہ کا وقف بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص اپنے گھر یا زمین سے ہزار گز وقف کردے تو امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ وقف درست و جائز ہوگا۔ لہٰذا سارے گھر یا زمین کی پیمائش کی جائے گی لہٰذا اگر ہزار گز یا ہزار گز سے کم نکلے تو سب کو وقف قرار دینگے۔ اور دو ہزار گز ہونے کی صورت میں آدھی یعنی ہزار گز کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا اگر ڈیڑھ ہزار گز نکلے تو اس صورت میں دو تہائی کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور زمین کے بعض حصہ میں خرما (کھجور) کے درخت ہونے اور بعض حصہ کے اندر نہ ہونے کی شکل میں وقف اس حصہ میں سے ہوگا۔ جس میں خرما کے درخت موجود ہوں۔ (محیط) کوئی شخص ایک مشترک جریب ایک زمین میں سے وقف کرے اس کے بعد زمین باہم تقسیم ہو جائے اور مگر تقسیم کا باعث وقف کے اندر ایک جریب (باعتبار قیمت یا رقبہ) کم ہو جائے کیونکہ وقف شدہ حصہ کی زمین عمدہ تھی لہٰذا دوسرے حصہ کے رقبہ میں اضافہ کردیا جائے۔ یا صورت واقعہ اس کے برعکس ہو تو دونوں صورتوں میں وقف کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا (ظہیریہ)

کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے حصہ کو اس گھر میں سے وقف کیا اور یہ وقف شدہ حصہ سارے گھر کا تہائی ہونے کے بعد اس کا کل گھر میں نصف یا دو تہائی حصہ نکلے تو اس سب کو وقف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اور دو آدمیوں کے درمیان زمین اور گھر مشترک ہوں اس کے بعد ان میں سے ایک شخص اپنے حصہ کو وقف کردے پھر اپنے شریک سے بٹوارہ کرنا چاہے اور سارے وقف کو ایک گھر یا ایک زمین میں اکٹھا کردے (یعنی متعین کردے) تو امام ابویوسف و ہلالؒ کے قول کی رو سے اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ (ظہیریہ)

اگر دو آدمیوں کے درمیان ایک زمین مشترک ہو۔ لہٰذا ایک شریک اس زمین میں سے اپنے حصہ کو وقف کر دے تو امام ابو یوسفؒ اسے جائز قرار دیتے ہیں اس کے بعد اگر واقف اپنے شریک سے تقسیم کروالے اور تقسیم کے اندر تقسیم باعتبار قیمت صحیح کرنے کی خاطر) کچھ دراہم کی متعین مقدار بڑھادی تو اس کے اندر دو شکلیں ہیں۔ (۱) اگر واقف زمین کے ایک حصہ کو ان دراہم سمیت لے تو جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ وقف شدہ میں بعض کو دراہم کے بدلہ بیچنے والا ہوا۔ اور یہ صورت فاسد ہے (۲) اگر وقف کرنے والا دراہم دے تو درست ہوگا۔ اور یہ ایسا ہوگا گویا اس نے وقف کے حصہ کو لے لیا اور اس کے ساتھ ایک حصہ کو اور دراہم کے بدلہ شریک سے خرید لیا لہٰذا جائز قرار دیں گے پھر واقف کا جتنا حصہ ہوگا وہ وقف شمار ہوگا۔ اور جتنا حصہ اس نے دراہم کے بدلہ لیا ہو وہی اس کا مالک شمار ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر تقسیم کے اندر کچھ دراہم کا اس طرح اضافہ کر دیا گیا ہو کہ دو حصوں میں سے ایک حصہ کی زمین تو عمدہ ہو اور زمین کا دوسرا حصہ اس سے کمتر و خراب ہو لہٰذا عمدگی کے اعتبار سے کچھ دراہم کا اضافہ کر دیا ہو تو یہ دیکھیں گے کہ اگر واقف نے دراہم لئے ہوں تو جائز نہ ہوگا اور اگر دراہم شریک نے لئے ہوں تو وقف کے جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتح القدیر) کوئی دکان دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔ اور ان میں سے ایک شریک اپنے حصہ کو وقف کر دے اس کے بعد واقف یہ چاہے کہ اس حصہ کے دروازہ پر وقف کی تختی (بورڈ) لگادے اور دوسرا شریک اس کو اس فعل سے رد کے تو اسے وقف کی تختی لگانی درست نہ ہوگی۔ البتہ اگر قاضی وقف کی حفاظت کی خاطر اس کی اجازت اس کو عطا کر دے تو اور بات ہے یہ مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے عین مطابق اور مشائخ (فقہاء) بلخ کا اختیار کردہ ہے (مضمرات) کسی گاؤں کا کچھ حصہ وقف ہو اور کچھ شاہی زمین ہو اور کچھ کے مالک دوسرے لوگ ہوں۔ اس کے بعد وہ اس زمین میں تھوڑی زمین مقبرہ بنانے کی خاطر تقسیم کرنا چاہیں تو انہیں اس کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر ساری تقسیم کرنا چاہیں تو تقسیم درست و جائز ہوگا (و جیز)

تیسرا باب

مصارف[۱] کا ذکر

یہ آٹھ فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل میں اس کی تفصیل ہے کہ کس شکل میں وقف کا مصرف درست و صحیح ہوگا اور کس شخص کے اوپر وقف کردہ مال صرف کیا جا سکتا ہے اور کس پر صرف کرنا درست نہیں۔ وقف کی آمدنی (انکم) میں سے اول وقف کی تعمیر کے اوپر صرف کریں گے چاہے واقف یہ شرط لگائے یا نہ لگائے۔ اس کے بعد جو کام تعمیر کام سے ملتا جلتا اور باعتبار مصلحت عام و مفید ہو۔

۱؎ یعنی مال کس کس جگہ صرف کرنا درست ہے۔

مثلاً مسجد کے لئے امام کا تقرر اور مدرسہ (دینی) کے لئے مدرس رکھنا۔ پس انھیں بقدر ضرورت وقف سے دینگے۔ اس کے بعد وقف کا مال بوریا فرشش وغیرہ پر صرف کریں گے۔ اس طریقے سے اخیر تک۔ مصالح (اور عام فائدہ) کا خیال رکھیں گے۔ یہ حکم وقف کا مصرف (جائے صرف) متعین نہ ہونے کی شکل میں ہے اگر وقف کا مصرف متعین و نامزد ہو تو محض وقف کی تعمیر پر صرف کرنے کے بعد معین و نامزد مصرف کے اوپر صرف کیا جائے گا۔ (حاوی قدسی) اگر کوئی شخص آمدنی وقف سال بھر یا دو برس کے واسطے فلاں شخص کے لئے اور اس کے بعد فقراء و ضرورت مندوں کے لئے وقف کردے اور وقف کرتے ہوئے اس کی تعمیر میں صرف کرنے کی بھی شرط کردی گئی ہو تو ایسی شکل میں فلاں شخص کے حق کو تعمیر وقف پر توقیت دی جائے گی۔ اور اس کے حق کو مقدم رکھا جائے گا۔ البتہ اگر تعمیر وقف میں تاخیر سے وقف کو کسی کھلے[۱] اور بڑے نقصان کا اندیشہ معلوم ہوتا ہو تو اس صورت میں فلاں شخص کے حق پر تعمیر کو مقدم رکھنے کا حکم ہوگا۔ (حاوی) مصارف کی خاطر وقف کی ساری آمدنی وقف کے ہر ہر مصرف پر تقسیم کردی جائے گی۔ البتہ اگر عمارت کی تاخیر سے عمارت کو کوئی کھلا اور بڑا نقصان پہنچ رہا ہو تو اس شکل میں تعمیر مقدم ہوگی رہ گئی منتظم و نگران وقف کی بات تو اگر اس کے لئے وقف ہی سے وقف کرتے ہوئے کچھ شرط رکھی گئی ہو تو گویا وہ بھی حقداروں میں سے ایک حقدار ہوگا اگر وقف کرتے وقت کوئی شرط نہ رکھی ہو تو وہ کام کرنے کی شکل میں اپنے کام کی اجرت کے بقدر لے گا اور کچھ کام نہ کرنے کی صورت میں اس کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر) اگر واقف ایک متعین شخص یا کئی متعین و نامزد اشخاص کے اوپر وقف کرے اور اخیر میں (یعنی ان کے بعد) فقراء کے لئے کیا ہو تو واقف کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اپنی زندگی تک اپنے جس مال میں سے چاہے انہیں عطا کرے، پھر اس کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد انہیں وقف شدہ کی آمدنی سے عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ تعمیر وقف اسی حد تک واجب ہے کہ وقف شدہ شے اس تعمیر کی وجہ سے نہ بدلے بلکہ جیسے وقف کی تھی۔ ویسی ہی جوں کی توں باقی رہے اور اس کے اندر اس سے زیادہ اضافہ لازم نہیں لہٰذا متولی وقف کو جس کے اوپر وقف ہوا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے زیادہ تعمیر وقف کے اوپر صرف کرنا درست نہ ہوگا۔ اگر وقف فقراء کے اوپر ہو۔ تو بعض فرماتے ہیں کہ متولی وقف کو کسی صورت میں بھی اس سے زیادہ تعمیر کا جس شرط و وصف کے ساتھ واقف نے وقف کیا ہے حق و اختیار نہ ہوگا۔ اسی قول کو زیادہ درست قرار دیا گیا ہے (فتح القدیر) اگر کوئی شخص اپنے گھر کو اپنی اولاد کی سکونت و قیام کی خاطر وقف کرے تو اس مکان کی مرمت و تعمیر اس میں قیام کرنے والے اور رہائش اختیار کرنے والے پر لازم ہوگی۔ اس کے بعد اگر وہ اس سے منکر ہو یا وہ محتاج و ضرورت مند ہو تو قاضی یہ گھر کرایہ پر دے کر اس کے کرایہ سے گھر کی مرمت و تعمیر کا حکم کرے گا۔ اس کی مرمت (وغیرہ) کے بعد جس کے اوپر یہ مکان وقف ہوا اس کو لوٹا دیگا اور منکر پر تعمیر و مرمت کی خاطر جبر نہیں کریں گے۔ اگر اس میں سکونت و رہائش اختیار کرنے والا ہی یہ گھر کرایہ کے اوپر دیدے تو اس کا کرایہ پر دے دینا صحیح و درست نہ ہوگا (ہدایہ) اگر گھر میں سکونت کا مستحق تعمیر وقف میں اپنا مال لگا دے۔ لہٰذا اگر اس تعمیر کا کچھ حصہ جوں کا توں موجود ہو تو وہ تعمیر کرنے والے کے ورثاء کا ہوگا۔ لہٰذا اس کے ورثاء کو اس کے لے لینے کا حق حاصل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس کی وجہ سے وقف کرنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے (حاوی) اس کے ورثاء سے کہا جائے کہ وہ اپنی یہ عمارت (بشکل ملبہ) کہیں اور لیجائیں اگر وہ لے جائیں تو فبہا ورنہ ان کے اوپر زور دیا جائے گا ان ورثاء کے مورث (جس سے وراثت ملی ہو) کے بعد جس شخص کے اوپر یہ وقف ہو۔ اگر ورثاء یہ عمارت اس کی ملکیت

۱؎ اور وقف میں کوئی کھلی خرابی واقع نہ ہو۔

بنا دیدیں اور اس کے بدلہ قیمت لے لیں تو دونوں فریقوں کی آپس کی رضامندی سے یہ شکل درست و جائز ہے اگر دونوں فریقوں میں سے ایک اس کے اوپر آمادہ نہ ہو تو اس کے اوپر اس کی خاطر جبر نہیں کریں گے۔ (محیط) اگر اس عمارت کا کچھ حصہ جوں کا توں باقی نہ ہو تو اس صورت میں تعمیر کرنے والے کے ورثاء اس میں قطعاً حقدار نہ ہوں گے (حاوی) اگر وہ شخص جس کے لئے قیام اور رہائش کی شرط کی گئی ہو موقوفہ گھر کی دیوار میں پکی اینٹیں لگا دے اور اس کے اوپر گچ کرے یا اس گھر (کی چھت) میں شہتیر یا کڑی ڈالے۔ اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے اور ان میں کسی شے کو الگ کرنے میں عمارت وقف کو نقصان پہنچتا ہو اور نقصان کے بغیر علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اس کے ورثاء اس میں سے کسی چیز کو الگ کر کے لینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ مگر جسے شرط کے باعث اس میں رہائش کا حق حاصل ہو گیا ہو اس سے کہیں گے کہ وہ ورثاء کو عمارت کی قیمت ادا کر دے اور تجھے رہائش کا حق حاصل ہوگا۔ اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہو تو مذکور گھر کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ ان ورثاء کو عمارت کی پوری قیمت کی ادائیگی تک دیا جائے گا۔ اور قیمت کی پوری ادائیگی کے بعد ذکر کردہ گھر رہائش کا حق رکھنے والے کو دینے کا حکم ہوگا اور ایسی شکل میں جسے اب رہائش کا حق حاصل ہے اسے یہ حق نہ ہوگا کہ وہ ورثاء کے ساتھ اس معاملہ پر رضامند ہو جائے کہ وہ اپنی عمارت کھود کر اور توڑ کر لے جائیں (ظہیریہ)

عمارتِ وقف میں سے جتنا حصہ گر پڑے تو قاضی اسے تعمیر وقف میں لگا دے گا بشرطیکہ وقف کو اس کی احتیاج ہو اور احتیاج نہ ہونے کی صورت میں وقف کو جب بھی احتیاج ہوگی قاضی اس میں صرف کر دیگا اگر جوں کے توں اسے تعمیر وقف میں صرف کر دینا دشوار ہو تو اسکو بیچ کر اس کی قیمت مرمت میں لگا دے گا۔ اس کے لئے اسے وقف کے مستحقین میں بانٹ دینا درست نہ ہوگا۔ (ہدایہ) اگر کسی رباط (سرحدی چوکی یا کمرہ) کی چھت گر جائے یا دیوار گر جائے اور وقف کے مستحقین اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو ان کو یہ حق حاصل نہ ہوگا البتہ اگر اس کی تعمیر سے ناامیدی ہو جائے اور مستحقین وقف ضرورت مند ہوں تو بعض فقہاء کے نزدیک اس صورت میں ان کو اس کی اجازت ہوگی۔ یہ حکم امام ابو یوسفؒ کے قول پر قیاس کرتے ہوئے کیا گیا ہے بعض کے نزدیک واقف کے ورثاء کو ملنے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم امام محمدؒ کے قول پر قیاس کرتے ہوئے کیا ہے (تہذیب) کسی رباط کے دروازہ کے اوپر کسی بڑے نہر کا پل ہو اور تاوقتیکہ پل کو عبور کر کے نہ جائیں اس رباط سے کوئی نفع ممکن نہ ہو اور پل کی کسی طرح کی آمدنی (انکم) نہ ہو تو اس صورت میں پل کی تعمیر کے سلسلہ میں رباط کی آمدنی میں سے خرچ کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ واقف یہ شرط کرے کہ وقف کی آمدنی ایسے کاموں میں صرف ہو جن میں رباط کی بہبودی ہو۔ اور اگر واقف وقف کرتے ہوئے یہ شرط نہ کرے بلکہ محض رباط کی مرمت کے متعلق بیان کیا ہو تو پل کے اوپر اس کی آمدنی میں سے خرچ کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ رباط کی مرمت پر صرف کرنا نہ ہوا البتہ رباط کی آمدنی سے پل کی مرمت نہ کرنے کی صورت میں رباط کے خراب ہونے اور ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو رباط کی آمدنی سے پل کی تعمیر جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی) مختصر الفتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں (سادات) پر وقف کرنا جائز و درست ہے[ف۱] سید امام ابو القاسمؒ اس کے اوپر فتویٰ دیتے ہیں (سراجیہ) راجح و پسندیدہ قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت (سادات) پر وقف کرنا درست و جائز ہوگا (غیاثیہ) محض مالداروں کو وقف کر دینا جائز و درست نہیں ہے اگرچہ چند متعین مالداروں اور ان کے بعد فقیروں و مفلسوں کے لئے وقف کرے تو وقف درست ہوگا اور

ف۱، وقف بطور صدقہ ہو تو محل اشکال ہے کیونکہ سادات کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں سے دینا جائز نہیں۔ مفتی بہ قول یہی ہے۔

وقف کے مطابق اول حق مالداروں کا ہوگا۔ اور پھر فقیروں و مفلسوں کا۔ (محیط سرخسی) مسافروں کے اوپر وقف کرے تو درست ہوگا اور یہ وقف محض فقیر و مفلس مسافروں کے لئے ہوگا۔ مالدار مسافر اس میں شامل نہ ہوں گے (خلاصہ) اگر واقف کہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کی آمدنی کے ذریعہ ہر برس میری جانب سے حج یا عمرہ کیا جاتا رہے یا میرے قرض کی ادائیگی کی جائے تو اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ اگر امورِ خیر کے اوپر وقف کرے پس وقف نامہ میں ذکر کرے کہ اس کی سالانہ آمدنی کے ذریعہ مٹکے خرید کر اس میں پانی بھروا دیا کریں یا اس کے ذریعہ یتیموں اور عورتوں کا سامان کر دیا کریں یا اس کی آمدنی سے کپڑے خرید کر مفلسوں کو پہنا دیا کریں یا ہر برس صدقہ کیا کریں بجز ان گناہوں (گناہوں کے کاموں) کے جن میں حد سے تجاوز اور نافرمانی ہو تو اسے درست قرار دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے اخیر میں اس طرح کا مصرف متعین کردے جو دائمی طور پر فقیروں و مفلسوں کے لئے ہو۔

اگر کوئی شخص اپنی زمین اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ ہر برس میری جانب سے کامل حج یا پانچ ہزار دراہم سے کیا جایا کرے درآنحالیکہ سواری کے ساتھ محض ہزار دراہم حاجی کا خرچہ ہو تو ان پانچ ہزار میں سے ہزار دراہم صرف کرنے کا حکم ہوگا اور باقی رقم مساکین کو دی جائے گی۔ (حاوی)

اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین جہاد اور مجاہدین کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے یا مرنے والوں کے کفنوں یا قبور کے کھودنے کے اوپر یا ان سے مشابہ کسی کام کے لئے صدقہ موقوفہ ہے تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا (ذخیرہ) امام خصافؒ کتاب الوقف کے اندر فرماتے ہیں کہ وہ وقف جو مصرف کے اعتبار سے ناجائز و نادرست ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح کہے "میری یہ زمین اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ ہے لوگوں کے اوپر ہمیشہ کیلئے" تو اس وقف کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ یہ زمین اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ ہے ہمیشہ کے لئے بنی آدم (اولادِ آدمؑ) پر یا بغداد کے باشندوں پر۔ اور ان لوگوں کے مرجانے کے بعد مساکین کے لئے وقف ہوگی تو وقف کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ نابینا لوگوں اور لنجوں کے اوپر وقف ہے تو وقف کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا امام خصافؒ نے نابینا لوگوں اور لنجوں کے اوپر وقف کا مسئلہ ایک اور جگہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقف کی آمدنی کے مستحق مساکین ہوں گے اور وہ آمدنی نابینا اور لنجوں کے لئے خاص نہ ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر قرآن شریف کے قاریوں اور فقہاء کے اوپر وقف کرے تو اس وقف کو بھی باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ ہلالؒ کی کتاب الوقف کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ نابینا لنجوں اور اپاہج لوگوں (جو کمانے کے لائق نہ رہے ہوں) پر وقف درست ہے لہٰذا ان میں سے محتاج مستحق ہوں گے۔ مالداروں کو کچھ نہ ملے گا۔ ہمارے مشائخ (فقہائے احنافؒ) فرماتے ہیں کہ مسجد کا معلم (مسجد میں لڑکوں کو پڑھانے والا) اس کے اوپر وقف صحیح نہ ہوگا۔ مگر ہمارے بعض مشائخ (فقہاءؒ) فرماتے ہیں کہ جائز ہوگا۔ شیخ شمس الائمہ حلوائیؒ فرماتے ہیں کہ قاضی امام استاذ نسفیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر کوئی شخص فلاں شہر کے طلباء پر وقف کرے تو وقف کے جائز ہونے کا حکم ہوگا خواہ طلباء کو وقف کرتے ہوئے فقر و تنگدستی کی شرط و قید نہ لگائی ہو شیخ شمس الائمہ سرخسیؒ شرح کتاب الوقف میں ذکر فرماتے ہیں کہ اس نوع کے مسائل کے اندر بنیادی قاعدہ و اصول یہ ہے کہ اگر واقف ایسا مصرف بیان کرے جس سے اس کے فقیروں اور ضرورت مندوں پر وقف ہونا صاف معلوم ہو رہا ہو تو وقف درست ہوگا چاہے ان لوگوں کا شمار کرنا اور گننا ممکن ہو یا ناممکن۔ اور اگر ایسا مصرف ذکر کرے کہ اس کے اندر مالدار اور مفلس برابر ہوں اور (محض فقیروں کے لئے وقف) صاف معلوم نہ ہوتا ہو۔ لہٰذا اگر ان لوگوں کو شمار کیا جاسکتا ہو تو ان کے اعیان (افراد) کے اعتبار سے یہ وقف صحیح ہوگا۔ یہ ایسا ہوا گویا ہر متعین فرد کو مالک بنا دیا

اور اگر ان لوگوں کو شمار کرنا ممکن نہ ہو تو وقف کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں کہ اگر لفظ کے اندر لوگوں کے استعمال کے لحاظ سے یہ دلالت و اشارہ پایا جائے کہ ضرورت ہونے پر ان کو دیا جائے خواہ لفظ کی حقیقت کے اعتبار سے نہ ہو مثلاً ''یتیموں'' کا لفظ کہ لوگ اسے بے کس و محتاج و ضرورت مند کے لئے استعمال کرتے ہیں اس صورت میں دیکھیں گے کہ اگر ان لوگوں کا شمار کرنا ممکن ہو تو ان میں مالدار و فقیر سب داخل ہوں گے۔ اور سب کا حکم یکساں ہوگا۔ اور اگر شمار ممکن نہ ہو تب بھی وقف کے درست و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ لیکن اس صورت کے اندر ان میں سے محض فقیروں اور ضرورت مندوں کو دینگے مالداروں کو وقف میں سے کچھ نہ ملے گا۔ (ظہیریہ) اگر کوئی شخص حدیث پر کام کرنے والوں (محدثین و طلباء حدیث) کے اوپر وقف کرے تو شافعی مذہب و مسلک والا اگر حدیث کا طالب علم نہ ہو تو وہ اس وقف میں داخل شمار نہ ہوگا۔ اور حنفی مذہب و مسلک والا اگر طلب حدیث اور تحصیل حدیث میں لگا ہوا ہو تو وہ (بہر صورت) داخل قرار دیا جائے گا۔ (خلاصہ) اگر کوئی شخص اپنا گھر یا زمین ہر اس شخص کے لئے وقف کردے جو اس مخصوص مسجد موذن یا امام متعین و مقرر کیا جائے تو شیخ اسماعیل زاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح وقف کرنا جائز و درست نہ ہوگا۔ خواہ موذن فقیر و ضرورت مند کیوں نہ ہو تب بھی جائز قرار نہ دینگے اس کے جائز و درست ہونے کا حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ وقف نامہ کے اندر اس طرح لکھے کہ میں نے یہ گھر اس مسجد یا محلہ کے ہر اذان دینے والے مفلس و ضرورت مند کیلئے وقف کیا۔ اگر مسجد ویران ہو جائے اور نمازی باقی نہ رہیں تو اس کی آمدنی مسلمان فقراء و ضرورت مندوں کے لئے ہوگی۔ تو یہ وقف جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر اس طرح کہے کہ میں نے ہر فقیر و مفلس موذن کے اوپر وقف کیا تو یہ وقف مجہول و غیر متعین ہے (لہذا باطل ہوگا) (ظہیریہ) ایسا آدمی کے اوپر وقف کرنا جو واقف کی قبر کے پاس (ہمیشہ) قرآن شریف کی تلاوت کیا کرے درست نہ ہوگا (قنیہ) شیخ ابو بکرؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنی زمین موقوفہ مصاحف (قرآن) مسجد پر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ ان مصاحف میں سے جو پھٹ جائے اس زمین کی آمدنی سے اسے درست کیا کریں تو فرماتے ہیں کہ اس وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ) اگر وقف صوفیوں (طبقۂ صوفیاء) کے اوپر وقف کرے تو فقہاء ناجائز اور بعض جائز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں جو مفلس و ضرورت مند ہوں ان کے اوپر صرف کریں گے۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔

دوسری فصل

اپنے اوپر اور اپنی اولاد کی نسل پر وقف کا ذکر[۵]

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری یہ زمین میری ذات کے اوپر وقف ہے تو راجح و پسندیدہ قول کے مطابق اسے درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا (خزانۃ المفتین) اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ زمین اپنی ذات کے اوپر اور اپنے بعد فلاں کے اوپر اور اس کے بعد فقراء کے اوپر وقف کردی تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ یہ وقف جائز ہوگا (حاوی) اگر کوئی شخص کہے کہ میری

---

۵ (ا) لواجب فی الوقف علی نفسہ و... لولدہ ولولدہ و نسلہ و عقبہ جعل ریعہ لنفسہ ایام حیوتہ ثم و ثم جاز عند الثانی وبہ یفتی لجعلہ لولدہ الخ (در مختار ج ۳ ص ۴۲۳)

زمین فلاں کے اوپر فلاں پر اور فلاں کے بعد میری ذات پر وقف ہے یا کہے کہ میرے اوپر اور فلاں کے اوپر وقف ہے تو راجح و پسندیدہ قول کے مطابق اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا (غیاثیہ) کوئی شخص اپنی زمین کو اپنے لڑکے اور لڑکے کے بعد مساکین وقف کے شرائط کے مطابق وقف کرے تو وقف میں اس کا وہ لڑکا داخل شمار ہوگا جو اس دن موجود (پیدا ہو چکا) ہو جس دن کہ زمین سے آمدنی ہوئی ہو۔ چاہے وہ بوقت وقف موجود ہو یا اس کی پیدائش اس کے بعد ہوئی ہو۔ شیخ ہلال بھی فرماتے ہیں مشائخ بلخ کا اختیار کردہ قول یہی ہے (محیط) اس قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (غیاثیہ) اسی طریقہ سے اگر یوں کہے کہ میرے لڑکے پر اور میرے جس لڑکے کی پیدائش اس وقف کرنے کے بعد ہو اس کے اوپر وقف ہے اور ان سب کے انتقال کے بعد یہ وقف مساکین کے لئے ہوگا تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے پیدا ہونے والے لڑکے کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ واقف کرتے وقت اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو یہ وقف درست ہو جائے گا۔ اس کے بعد زمین کی جو آمدنی ہوگی (اور غلہ وغیرہ ہوگا) اسے ضرورت مندوں اور مفلسوں پر تقسیم کردیں گے۔ پھر بانٹ دینے کے بعد اگر اس کا لڑکا پیدا ہو تو اس کے بعد ہونے والی آمدنی (وغیرہ) اس لڑکے کو تا زندگی دی جائے گی۔ پھر اس کے کسی بھی لڑکے کے زندہ نہ رہنے پر اور سب کے موت کی آغوش میں سو جانے پر اس کی آمدنی فقراء پر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ زمین اپنی اولاد کے اوپر وقف کردی تو اس کے اندر لڑکے لڑکیاں اور خنثیٰ (جسکے مرد و عورت دونوں کی علامات موجود نہ ہوں) سارے داخل شمار ہوں گے۔ اگر لڑکوں کے اوپر وقف کرے تو اس کے اندر خنثیٰ داخل نہیں ہوں گے اور لڑکیوں کے اوپر وقف کرنے کی صورت میں خنثیٰ داخل شمار نہ ہوں گے کیونکہ خنثیٰ کے فی الحقیقت لڑکا یا لڑکی ہونے کا (صحیح) علم نہیں۔ اگر لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے اوپر وقف کرے تو اس صورت میں خنثیٰ بھی داخل شمار ہوں گے (سراج الوہاج) جہاں اولاد کے لئے حق ثابت ہو وہاں محض وہ اولاد داخل شمار کی جائے گی جس کا نسب واقف سے ثابت و معروف ہو اور اگر معروف نہ ہو۔ محض واقف کے قول سے اس کا علم ہو تو استحقاق کے زمرہ میں یہ لوگ نہ آئیں گے اور ان کا حق ثابت نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد کے اوپر وقف ہے اس کے بعد واقف کی کسی باندی کے بچہ پیدا ہو اور زمین کی آمدنی (اور غلہ وغیرہ آنے کے وقت سے) چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا ہو اور واقف اس کے نسب کا مدعی ہو تو وہ بچہ اسی واقف سے ثابت النسب ہوگا مگر اس آمدنی میں سے یہ حصہ دار نہ ہوگا۔ اگر اس کی زوجہ یا ام ولد کو آمدنی اور غلہ وغیرہ کی آمد کے وقت چھ ماہ سے کم مدت گذرنے پر بچہ پیدا ہو تو اس شکل میں یہ اس آمدنی میں حصہ دار ہوگا (حاوی) اگر چھ ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ مدت گزرنے پر بچہ پیدا ہو تو اس صورت میں وہ آمدنی میں سے حصہ دار نہ ہوگا (محیط) اگر زمین کی آمدنی (غلہ وغیرہ) کے وقت واقف موت کی آغوش میں سو گیا ہو اس کے بعد اس کی زوجہ غلہ تیار ہونے کے وقت سے دو سال کے اندر اندر بچہ کو جنم دے تو اس بچہ کو پہلی اولاد کے ساتھ شریک و حصہ دار قرار دیں گے اسی طریقہ سے اگر واقف موت کی آغوش میں تو نہ سوئے مگر طلاق بائن دیدے اور مطلقہ عورت عدت بیت جانے کا اعتراف و اقرار نہ کرے تو اس شکل میں یہی حکم ہوگا۔ اور رجعی طلاق ہونے کی صورت میں ایسا ہی حکم ہوگا جیسا منکوحہ ہونے کی شکل میں ہوتا ہے (ظہیریہ) اگر واقف زمین سے غلہ حاصل ہونے کے بعد وقف کرنے والا بقید حیات رہے اور بیوی کے پاس جانے (صحبت کرنے) کے قابل ہو۔ اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے اور جس وقت

غلہ پیدا ہوا تھا، اس وقت سے دو سال کے دوران عورت بچہ کو جنم دے تو یہ بچہ اس غلہ میں کسی طرح کا حقدار نہ ہو گا اس واسطے کہ یہ محض وہم (کی حد تک) ہے کہ غلہ کے حاصل ہونے کے بعد اس کے نطفہ ٹھہرا ہو۔ لیکن اگر غلہ حاصل ہونے کے بعد چھ ماہ سے کم کے اندر بچہ کی پیدائش ہوئی ہو تو اس صورت میں پہلی اولاد کے ساتھ یہ بچہ بھی حصہ دار اور شریک قرار دیا جائے گا اگر غلہ کے حصول اور آنے کے ایک یا دو دن بعد واقف موت کی آغوش میں سو گیا ہو اور اس کی زوجہ غلہ حاصل ہونے کے وقت سے دو سال کے اندر اندر بچہ کو جنم دے تو اس صورت میں یہ بچہ اس غلہ میں سے حصہ دار و حقدار ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں) اس کے بعد مشائخ (فقہاء) کا آمدنی میں حق کے واجب ہونے کے دن کے اندر اختلاف ہے۔ شیخ ہلال ذکر کرتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے جس دن غلہ ایسا ہو گیا ہو کہ اس کی کچھ قیمت ہو سکتی ہو۔ خرچہ یا زیادہ قیمت کا ہونا شرط قرار نہیں دیا گیا بعض فرماتے ہیں کہ اس دن سے وہ دن مراد ہے جبکہ اس کی کچھ قیمت ہو گئی ہو لیکن یہ قیمتِ غلہ اس پر واجب ہونے والے خراج، خرچہ اور قرض وغیرہ کو وضع کر کے ہو (محیط سرخسی) متاخرین (بعد کے) مشائخ بخاری کا اختیار کردہ قول یہی ہے (حاوی) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد میں سے نابینا اور کانوں (ایک چشموں) کے اوپر وقف ہے تو اس طرح کی اولاد کے اوپر وقف شمار ہو گی اور دوسری اولاد اس میں داخل نہ ہو گی۔ وقف کے وقت سے نابینا اور کانا ہونے کا اعتبار ہو گا۔ آمدنی کے دن نابینا اور کانا ہونا قابلِ اعتبار نہ ہو گا کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری نابالغ اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو صدقہ (وقف) خاص طور پر نابالغ اولاد کے لئے ہو گا اور محض وہی حقدار ہو گا جو بوقتِ وقف نابالغ ہو۔ غلہ کے حصول کے وقت نابالغ ہونا شرط نہ ہو گا۔ (ظہیریہ) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین بصرہ شہر میں قیام پذیر اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے تو اس کی آمدنی کے حقدار بصرہ میں رہائش رکھنے والے ہوں گے دوسرے حقدار نہ ہوں گے اور بصرہ کی رہائش حصول غلہ کے دن کی قابلِ اعتبار ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں)

خلاصہ یہ کہ اگر ایسے وصف و صفت کے ذریعہ حق ثابت ہو رہا ہو جو ختم و زائل ہونے والی نہ ہو یا ختم ہونے والی ہو اور ختم و زائل ہونے کے بعد لوٹنے والی نہ ہو تو حق ثابت ہونے کے لئے اس صفت کا بوقت وقف موجود ہونا قابلِ اعتبار ہو گا اور اگر ایسی صفت کے ذریعہ حق ثابت ہو رہا ہو جو زائل ہونے والی اور زائل ہونے کے بعد لوٹنے والی ہو تو غلہ کا حقدار اس صورت میں ہو گا جبکہ غلہ آنے اور تیار ہونے کے وقت یہ صفت پائی گئی ہو۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین لڑکوں کے اوپر وقف کرے تو محض لڑکوں کے اوپر وقف ہو جائے گی۔ اور لڑکیاں اس وقف میں داخل و حصہ دار نہ ہوں گی کیونکہ اس نے اولاد کا ذکر نہ زائل ہونے والی صفت کے ساتھ کیا (محیط سرخسی)

کوئی شخص کہے کہ میری اولاد یا میری اولاد کے بیٹوں کے اوپر وقف ہے تو اس کی شرط کے مطابق حکم کیا جائے گا اور انہی لوگوں کو داخل شمار کیا جائے گا جو وقف کے دن اس صفت کے حامل ہوں۔ (یعنی اس کی اولاد کے بیٹے ہوں) (حاوی)

کوئی شخص کہے کہ جو میری اولاد میں سے اسلام قبول کرلے یا جو نکاح کرلے اس کے اوپر وقف ہے تو وقف کے بعد مسلمان ہونے والے یا وقف کے بعد نکاح کرنے والے اس میں داخل شمار ہوں گے اور وہ جو وقف کے دن مسلمان ہوں یا ان کا نکاح ہو چکا ہو انہیں اس میں داخل و حصہ دار قرار نہیں دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی) کوئی شخص محض اتنا کہے "میری فقیر و مفلس اولاد کے اوپر" تو اس صورت میں غلہ کی آمد پر جو ضرورت مند و مفلس ہو گا۔ وہ اس میں داخل قرار دیا جائے گا (حاوی) اگر کوئی شخص کہے کہ میری اولاد میں سے جو محتاج و مفلس ہو اس کے اوپر وقف ہے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اولاد میں سے صرف وہ داخل ہو گا جو پہلے مالدار ہو اور پھر مفلس ہو گیا ہو۔ امام محمدؒ کے علاوہ دوسرے علماء (فقہاء) فرماتے ہیں کہ غلہ آنے

کے وقت جو مفلس و ضرورت مند ہو وہ داخل شمار ہوگا۔ چاہے وہ اول مالدار ہو اور پھر مفلس ہوگیا ہو یا سرے سے مالدار ہی نہ ہوا ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (فتح القدیر) اگر واقف یہ کہے کہ میری اولاد جو مفلس ہو جائے اس پر وقف ہے تو غلہ کی آمد کے وقت جو مفلس ہو وہ داخل قرار دیا جائے گا (حاوی) اگر کوئی شخص اپنی زمین اپنی عالم اولاد کے اوپر اور اولاد کی اولاد پر بشرطیکہ وہ بھی عالم ہو وقف کرے۔ پھر اس کی اولاد میں سے کوئی ایک نابالغ لڑکے کو چھوڑ کر موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ نابالغ لڑکا بعد میں عالم ہو جائے تو اس کا حصہ اس کی نابالغی کے زمانہ اور عالم ہونے سے پہلے نہیں رکھینگے اور عالم ہونے سے قبل اسے کسی طرح کا حق اس میں سے نہیں ملے گا۔ (قنیہ) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے لڑکے کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس کی آمدنی (اور غلہ) اس کی اپنی اولاد پر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا چاہے وہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں جب اس طرح وقف کرنا درست ہوگیا تو تاوقتیکہ اس کی اپنی اولاد میں سے کوئی باقی رہے گا اس وقت وہ آمدنی اس کو ملے گی اور کوئی دوسرا اس کا حقدار نہ ہوگا اور اس کی اولاد میں کوئی باقی نہ رہنے کی صورت میں اس کی آمدنی فقراء کو دی جائے گی۔ اور اس کے بیٹے کی اولاد اس وقف کی حقدار نہ ہوگی اور وقف کی آمدنی اس پر صرف نہ کریں گے اگر بوقتِ وقف کوئی لڑکا (یا لڑکی) موجود نہ ہو بلکہ اس کے بیٹے کی اولاد موجود ہو تو بیٹے کی اولاد حقدار ہوگی اور جو لوگ ان کے بعد اس کی پشت اور نسل میں ہوں انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور بوقتِ وقف اس کا کوئی فرزند موجود نہ ہونے کی شکل میں اس کے بیٹے کی اولاد کا حکم اس کی اپنی اولاد کا سا ہوگا۔ اور اس کے اندر بیٹی کی اولاد روایت کے ظاہر کے مطابق داخل شمار نہ ہوگی۔ ہلال رح نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور روایت کے ظاہر کے مطابق اس کو صحیح قرار دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) پھر اگر واقف کے نطفہ سے کسی لڑکے یا لڑکی کی پیدائش ہو تو آئندہ جو غلہ آئیگا وہ اس کے اپنے لڑکے کو دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ) اگر واقف کے پہلی پشت (لڑکوں) اور دوسری پشت (پوتوں) میں سے کوئی باقی نہ رہے اور تیسری و چوتھی پشت (پڑپوتے اور ان کی اولاد) موجود ہو اور ان کے بعد کی پشتوں کی اولاد بھی موجود ہو تو تیسری پشت اور اس کے بعد کی ساری پشتیں اس غلہ میں شریک قرار دی جائیں گی خواہ کثیر تعداد میں ہوں یا نہ ہوں۔ (محیط سرخسی) جو حکم اپنے لڑکے کے اوپر وقف کرنے کی شکل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اسی طرح اگر فلاں کے لڑکے کے اوپر وقف کردے تو اس تفصیل کے مطابق ہوگا۔ (ذخیرہ) اگر واقف یہ کہے کہ میری یہ زمین میرے لڑکے اور میرے لڑکے کی اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو بوقتِ وقف اس کی جو اولاد اور اولاد کی اولاد موجود ہوگی اور جن کی پیدائش بعد میں ہوئی ہو ان سب کو اس میں داخل قرار دیں گے اور اس کی آمدنی میں سے حقدار شمار کریں گے۔ البتہ اولاد اور اولاد کی اولاد کے علاوہ جو پشتیں ان کے نیچے ہوں یعنی ان کی اولاد وہ اس کے اندر حصہ دار نہ ہوں گی روایت کے ظاہر کے مطابق لڑکیوں کی اولاد اس میں داخل قرار نہیں دی جائے گی اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (محیط سرخسی) اگر واقف کہے کہ میرے لڑکے، لڑکے کی اولاد اور لڑکے کی اولاد کی اولاد پر وقف ہے یعنی بوقتِ وقف تیسری پشت کی بھی صراحت کرے تو اس صورت میں آمدنیٔ وقف دائمی طور پر اس کی اولاد کے اوپر نسلاً بعد نسلٍ تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اور تاوقتیکہ اس کے نامزد کردہ میں سے ایک بھی بقیدِ حیات رہے گا فقیروں اور ضرورت مندوں پر صرف نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اور اس کے اندر اس کے قریب و بعید سب عزیزوں کا حکم یکساں ہوگا۔ البتہ اگر واقف یہ کہدے کہ الاقرب فالاقرب۔ یعنی پہلے میری اپنی اولاد اور پھر ان کی اولاد یا کہے کہ میرے لڑکے کے لڑکے (پوتے پر) پھر اس کے بعد میرے لڑکے پر یا اس طرح کہا ہو پشت کے بعد پشت تو اس شکل میں واقف نے جس سے آغاز کیا ہو اول وہی حقدار و مستحق ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو کیونکہ لفظ اولاد عام ہے اس لئے اس کے اندر

ساری پشتوں کے داخل ہونے کا حکم ہوگا۔ مگر تاوقتیکہ واقف کی پہلی پشت یعنی اس کی اپنی اولاد میں سے کوئی بقیدِ حیات رہے گا۔ ساری آمدنی کا وہی حقدار ہوگا۔ پھر پہلی پشت کے سب افراد موت کی آغوش میں سو جائیں تو دوسری پشت یعنی اولاد کی اولاد اس کی حقدار ہوگی۔ دوسری پشت کے موت کی آغوش میں سو جانے پر تیسری چوتھی پانچویں جتنی پشتیں موجود ہوں سب برابر کی حقدار ہوں گی اور دور و نزدیک کے عزیزوں کا حکم اس سلسلہ میں یکساں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اپنی اولاد کے اوپر وقف کرتا ہوں درآنحالیکہ غلہ کے وقت اس کا لڑکا موجود ہو تو آدھا غلہ لڑکے کو اور آدھا فقیروں و مفلسوں کو دیئے جانے پر حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص یہ کہے کہ یہ ایک لڑکے کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ اس کے محض ایک لڑکا ہو تو سارا اسی کے اوپر وقف قرار دیا جائے گا۔ اسی طریقے سے اگر اس کے اولاد تھی لیکن سب مر گئی ہو محض ایک بقیدِ حیات ہو تو اسی کو عطا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ (حاوی) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین دونوں لڑکوں میں سے میری ہر اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر صدقہ موقوفہ نسلاً بعد نسل ہے تو ان دونوں کے اوپر آمدنی وقف صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد اگر ایک ان دونوں میں سے موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ ایک لڑکا چھوڑ جائے تو اس صورت میں بقیدِ حیات لڑکے کو آدھا ملنے کا حکم ہوگا۔ اور آدھا فقراء و مفلسوں میں بانٹا جایا کرے گا۔ حتیٰ کہ دوسرا لڑکا بھی موت سے ہم کنار ہو جائے اس دوسرے لڑکے کے مرنے کے بعد دونوں لڑکوں کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے اوپر خواہ جتنی ہو نسلاً بعد نسل دائمی طور پر صدقہ جاریہ رہے گا۔ (واقعات حسامیہ) کوئی شخص کہے کہ یہ زمین میری محتاج و ضرورت مند اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور اس کی اولاد میں بجز ایک اور کوئی ضرورت مند و محتاج نہ ہو تو آدھی آمدنی اس محتاج و ضرورت مند کو عطا کی جائے گی۔ اور باقی آدھی فقیروں و ضرورت مندوں پر صدقہ کرنے کا حکم ہوگا (خزانۃ المفتین) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے لڑکوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ اس کے دو یا دو سے زیادہ لڑکے ہوں تو سب کے سب اس آمدنی کے حقدار ہوں گے اگر غلہ پیدا ہونے کے وقت اس کے محض ایک لڑکا موجود ہو تو آدھے کا مستحق اور آدھے کے حقدار فقیر و مفلس ہوں گے اگر واقف کے لڑکے اور لڑکیاں موجود ہوں تو شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں ان تمام کو غلہ برابر برابر ملے گا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے جیسے مثلاً اگر واقف یہ کہے کہ میری یہ زمین میرے بھائیوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ اس کے بھائی اور بہنیں دونوں موجود ہوں تو سارے بہن بھائی برابر کے شریک قرار دیئے جائیں گے (ظہیریہ) کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین بنی فلاں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ فلاں شخص کے لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں تو بحوالہ امام ابو یوسفؒ امام ابو حنیفہؒ سے مروی و منقول ہے کہ یہ صدقہ خاص طور پر لڑکوں کے لئے شمار ہوگا لڑکیاں اس میں داخل نہ ہوں گی اور بحوالہ یوسفؒ ابن خالدؒ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں دونوں داخل ہوں گے۔

اگر فلاں ذکر کردہ شخص کی اولاد (کثرت کے باعث) ایک بڑا قبیلہ بن جائے اور شمار نہ ہو سکے تو اس صورت میں یہ صدقہ مذکر و مؤنث ساری اولاد کے لئے ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر واقف کہے کہ یہ زمین میرے لڑکوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ اس کے لڑکے نہیں بلکہ لڑکیاں ہوں تو ساری آمدنی فقیروں پر صدقہ کی جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر کہے کہ میری لڑکیوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ لڑکیاں نہیں بلکہ محض لڑکے موجود ہوں تو آمدنی فقیروں کو دی جائے گی اور لڑکے حقدار نہ ہوں گے (وجیز)

کوئی شخص اپنے ایک لڑکے اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے اوپر نسلاً بعد نسل وقف کرے تو ان تمام کے درمیان یہ آمدنی بانٹی جائے گی یعنی اس لڑکے کی اولاد خواہ مؤنث ہو یا مذکر سب پر برابر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اور لڑکی کی اولاد

اس میں داخل شمار نہ ہوگی (خزانۃ المفتین) اگر کوئی شخص اپنی ذریت یا اپنی نسل کے اوپر وقف کرے تو اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی اولاد چاہے نزدیک کی ہو یا دور کی ساری داخل شمار ہوں گی اگر کوئی شخص اپنی عترت کے اوپر وقف کرے تو ابن الاعرابی اور ثعلب کے نزدیک عترت ذریت ہی کو کہتے ہیں اور عینی لکھتے ہیں کہ اسے عشیرہ[1] کہا جاتا ہے اگر کہے کہ ان کے اوپر وقف ہے جن کا نسب مجھ سے ثابت کیا جائے تو اس کے اندر لڑکیوں کی اولاد کے داخل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (سراج الوہاج) کوئی شخص کہے کہ میری زمین میری نسل اور میری اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو وقف کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اس کے اندر اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد چاہے مذکر ہو یا مؤنث یعنی لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور خواہ قرابت نزدیکی ہو یا دور کی۔ نیز لڑکوں اور لڑکیوں کی اولاد چاہے مملوک ہوں یا آزاد سب کے اس میں داخل ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ جو مملوک ہوں ان کا حصہ ان کے آقا کا ہوگا اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میری ذریت اور میری نسل کے اوپر وقف ہے تو اسے جائز و درست قرار دیں گے اور اس کا حکم بھی پہلی صورت کا سا ہوگا (حاوی) کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنی اولاد اور اپنی نسل کے اوپر وقف کیا درآنحالیکہ اس کے لڑکے کا لڑکا موجود ہو پھر وقف کے بعد اس واقف کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہو تو اس صورت میں یہ سب اس وقف کے حقدار شمار ہوں گے اگر کہے کہ میرے پیدا شدہ لڑکوں اور میری نسل کے اوپر وقف ہے تو اس کا جو لڑکا اس کے مرنے کے بعد پیدا ہوگا تو وہ میری نسل کے اوپر وقف ہے کہنے کے باعث اس وقف میں حقدار و حصہ دار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری اس اولاد پر جو پیدا ہو چکی اور اس کی نسل کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس صورت میں اس کی پیدا شدہ اولاد اور اس کی اولاد داخل قرار دی جائے گی اور اس کے وہ لڑکے جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں داخل شمار نہ ہوں گے اور نہ لڑکوں کی نسل داخل شمار ہوگی۔ (محیط سرخسی) اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میری اس اولاد پر جو پیدا ہو چکی اور اس کی اولاد کے اوپر صدقہ ہے بجز اس طریقہ سے وقف کر دینے کے بعد اس کے نطفہ سے کوئی لڑکا پیدا ہو تو اسے اس میں سے کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر واقف کہے کہ میری اس اولاد پر جو پیدا ہو چکی اور ان کی اولاد کی اولاد اور ان کی نسل کے اوپر صدقہ ہے تو واقف کی پیدا شدہ اولاد اور اولاد کی اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ حق حاصل رہے گا اگر کہے کہ میری پیدا شدہ اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد پر صدقہ ہے اور پھر خاموشی اختیار کرے تو اس صورت میں اس کے لڑکے کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا (محیط) اگر کہے کہ میری وہ اولاد جو پیدا ہو چکی اور ان کی نسل کے اوپر اور میری آئندہ پیدا ہونے والی اولاد کے اوپر وقف ہے تو اس آئندہ پیدا ہونے والی اولاد کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا البتہ ان کی اولاد حقدار ہوگی۔ اگر کہے کہ میری اولاد کے اوپر اور ان کی اولاد کے اوپر تاوقتیکہ نسل باقی رہے صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ وقف سے قبل اس کی اولاد موجود ہو لیکن بوقت وقف محض اولاد چھوڑی ہو اور خود کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کی اولاد کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ اگر کہے کہ میری اولاد کے اوپر اور میری اولاد کے اوپر اور ان کی اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس صورت میں ان لوگوں کو وقف میں سے حصہ ملے گا۔ (حاوی) کوئی شخص بحالت تندرستی کہے کہ میں نے یہ زمین دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ کردی اپنی اولاد کے اوپر اور اولاد کی اولاد کے اوپر اور ان کی اولاد کی اولاد کے اوپر اور ان کی نسل کے اوپر تاوقتیکہ ان کی نسل باقی رہے تو اس طرح کے صدقہ وقف کی آمدنی کے اندر اس کا ہر وہ لڑکا جو وقف کے دن

[1] باپ کی جانب سے قریبی لوگ

موجود ہو اور ہر وہ لڑکا جو بعد وقف غلّہ پیدا اور تیار ہونے سے قبل موجود ہو اور اولاد کی اولاد دائمی طور پر سب اس میں شامل قرار دیئے جائیں گے اور ان میں سے جن کا انتقال غلّہ پیدا ہونے سے قبل ہو گیا ہو اس کے حصہ کے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا اور جس کا انتقال غلّہ پیدا ہونے کے بعد ہوا ہو اس کے حصہ کے حقدار اس کے ورثاء ہونگے وجہ یہ ہے کہ مرنے والے کو اپنے حصہ کا حق حاصل ہو چکا تھا اس صدقہ کے اندر نیچے اور اوپر کی ساری پشتیں مساوی ہوں گی لیکن اگر وہ وقف کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ اول یہ صدقہ ان میں سے پہلی پشت (یعنی مثلاً اس کی اولاد) شروع کریں اس کے بعد جو اس سے متصل ہو (یعنی اولاد کی اولاد) بالترتیب تو اس کے بیان کے مطابق کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر اس کے اس طرح کہنے کے بعد بجز ایک کے پہلی پشت کے سب افراد کا انتقال ہو گیا ہو تو ساری آمدنی کا حقدار یہی ایک باقی ماندہ شخص ہو گا۔ اور دوسری پشت والوں میں کوئی حقدار نہ ہو گا۔ اگر اس طرح کہے کہ اس کی آمدنی (کی تقسیم) کا آغاز پہلی پشت سے کیا جائے پھر ان کے انتقال کے بعد دوسری پشت کے افراد کو عطا کی جائے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان میں مذکر (مرد) کو مؤنث (عورت) سے دوگنا (ڈبل) دیتے رہیں اس کے بعد وقف کی آمدنی ہوا اور پہلی پشت میں سارے مذکر (مرد) ہوں یا سب مؤنث (عورتیں) ہوں کوئی مرد نہ ہو تو اس صورت میں سارا غلّہ ان میں برابر تقسیم کر دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ و محیط) اگر واقف کہے کہ میری اولاد کے اوپر اور اولاد کی اولاد کے اوپر دائمی طور پر تا وقتیکہ نسل چلتی رہے صدقہ موقوفہ ہے اور بطناً بعد بطن (نسلاً بعد نسل) نہ کہے لیکن یہ کہے کہ ان میں سے جو موت کی آغوش میں سو جائے تو اصل آمدنی میں سے اس کے حصہ کی حقدار اس کی اولاد ہو گی۔ تو اس صورت میں ان میں سے کسی کے موت سے ہمکنار ہونے پر وہی حکم ہو گا جو بیان کیا جا چکا یعنی اس کی ساری آمدنی اولاد کی اولاد اور نسل کے اوپر برابر برابر تقسیم ہو گی اس کے بعد اگر اس کا کوئی (؟) کا ایک لڑکا چھوڑ کر مر جائے اور پھر زمین سے آمدنی ہو تو ان تمام پر یعنی اولاد کی اولاد خواہ جتنی نیچی اور بعد کی پشت کے ہوں برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا پھر جتنے حصہ کا حقدار یہ مرنے والا ہوا ہو وہ اس کی اولاد کو دیدینے کا حکم ہو گا لہٰذا مرنے والے کی اولاد کے لئے دو حصے ہو جائیں گے ایک تو ان کا اپنا وہ حصہ جو واقف کی شرط کے مطابق انہیں ملا اور دوسرا ان کے باپ کا (خلاصہ)

اگر واقف کہے کہ میری اولاد کے اوپر اور اولاد کی اولاد کے اوپر اور ان کی نسل کے اوپر اور ان کی اولاد کے اوپر تا وقتیکہ نسل چلے وقف ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ دینے کا آغاز پہلی پشت سے ہو اور ان کے مرنے پر دوسری پشت کو جس کا نمبر اس کے بعد ہے دیا جائے اسی ترتیب کے مطابق بطناً بعد بطن عطا کیا جائے۔ جب ان میں سے کوئی لڑکا چھوڑ کر موت کی آغوش میں سو جائے تو مرنے والے کا ترکہ اس کے لڑکے اور لڑکے کی نسل کو تا وقتیکہ نسل چلتی رہے ملے گا۔ اس شرط کے ساتھ کہ بطن اعلیٰ (یعنی جس کا نمبر باعتبار رشتہ اول ہو) کو مقدم کریں گے اگر ان میں سے کوئی موت کی آغوش میں سو جائے اور نہ اس نے اپنے بعد کوئی لڑکا چھوڑا ہو اور نہ پوتا اور نہ نسل باقی رہی تو صدقہ میں سے اس کا جو حصہ ہو گا۔ اسے اہل صدقہ کی جانب لوٹا دیں گے۔ پس غلّہ کی تقسیم کئی برس تک بطن اعلیٰ (یعنی واقف کے لڑکے) پر ہوئی۔ اس کے بعد ان میں سے کوئی موت کی آغوش میں سو گیا۔ اور اس نے لڑکا اور لڑکے کا لڑکا چھوڑا تو آمدنی (وقف واقف کی) اولاد پر جو بوقت وقف وجود ہو یا وقف کے پیدا ہوئی ہو سب کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ پھر جتنے کے مستحق بقید حیات افراد ہوں وہ انہیں مل جائے گا اور جتنا حصہ مرنے والے کو پہنچ رہا ہو تو واقف کی شرط کے مطابق اس کا حقدار اس کا لڑکا ہو گا۔ اگر اس کا لڑکا اور لڑکے کا لڑکا موجود ہوں تو واقف کی شرط کے مطابق بطن اول (یعنی لڑکے) کو مقدم کریں گے اگر مرنے والا لڑکا کوئی لڑکا نہ چھوڑے بلکہ لڑکے کا لڑکا چھوڑ کر مرے تو آمدنی میں سے مرنے والے کا حصہ اس کے لڑکے کے لڑکے کو دینے کا حکم ہو گا۔ چونکہ واقف کی اولاد میں تیسری پشت سے ہے اسی طریقہ سے اگر تیسری پشت سے بھی نیچا ہو (یعنی چوتھی یا پانچویں پشت میں ہو) تب بھی واقف کی شرط کے مطابق وہ

حقدار ہوگا۔ اگر پہلی پشت کے افراد کی تعداد دس ہو اس کے بعد ان میں سے دو موت کی آغوش میں سو جائیں اور کوئی لڑکا یا لڑکے کا لڑکا (پوتا) وغیرہ چھوڑ کر نہ مریں۔ اس کے بعد دو اور آدمیوں کا انتقال ہو جائے اور ہر ایک لڑکا اور لڑکے کا لڑکا چھوڑ جائے پھر ان کے بعد دو کا اور انتقال ہوا اور وہ نہ کوئی لڑکا چھوڑیں اور نہ لڑکے کا لڑکا چھوڑیں پھر باقی ماندہ اور بقید حیات چار افراد اور دونوں مرنے والوں کی اولاد میں نزاع و جھگڑا پیدا ہو جائے تو غلہ آنے پر اس طریقہ سے بانٹیں گے کہ سارے غلہ کو چاروں باقی ماندہ افراد اور ان دونوں مرنے والوں پر جو کہ اولاد چھوڑ کر مرے ہیں تقسیم کریں گے یعنی کل چھ حصے کئے جائیں گے چاروں کے حصہ میں جو آئے گا وہ لے لیں گے اور وہ مرنے والے جو اولاد چھوڑ کر مرے ہیں ان کے حصہ میں جو کچھ آئے گا وہ ان کی اولاد کو مل جائے گا اور رہے باقی وہ چار مرنے والے جو اولاد چھوڑ کر نہیں مرے ہیں ان کے حصوں کے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین اپنی اولاد کے اوپر وقف کرے اور اخیر میں اس کی آمدنی فقراء کے لئے وقف کی ہو اور اس کے بعد اولاد میں سے بعض موت کی آغوش میں سو جائیں تو شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ ساری آمدنی باقی ماندہ اولاد پر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد جب باقی بھی موت سے ہمکنار ہو جائیں تو آمدنی وقف فقراء کے اوپر صرف کریں گے اور ان کی اولاد کی اولاد کو کچھ نہ ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ اپنی اولاد میں سے ہر ایک کا نام لے کر اور نامزد کر کے اس طریقہ سے وقف کرے کہ فلاں کے اوپر اور فلاں کے اوپر اور اخیر میں فقراء پر وقف کرے اس کے بعد ان میں سے کوئی موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے حصہ کو فقراء کے اوپر صرف کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر واقف اس طریقہ سے کہے کہ زید و عمرو و عبداللہ ان کی نسل کے اوپر وقف ہے تو اس صورت میں زید و عمرو و عبداللہ، ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کے دائمی طور پر جب تک کہ نسل چلتی رہے اس میں داخل و شامل ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر اس طرح کہے کہ زید و عمرو و عبداللہ اور اس کی نسل کے اوپر وقف ہے تو اس شکل میں زید و عمرو و عبداللہ اور جو خاص طور پر عبداللہ کی اولاد میں سے ہو ان کے داخل و شامل ہونے کا حکم ہوگا اگر واقف کہے کہ زید و عمرو و عبداللہ اور ان دونوں کی نسل کے اوپر وقف ہے تو زید و عمرو و عبداللہ اور عمرو و عبداللہ کی اولاد میں سے جتنے بھی ہوں سب کے شامل و داخل کئے جانے کا حکم ہوگا اگر واقف کہے کہ عبداللہ کی اولاد کے اوپر اور زید کی اولاد کے اوپر وقف ہے درآنحالیکہ زید کے کوئی لڑکا موجود نہ ہو تو اس صورت میں کل آمدنی عبداللہ کی اولاد کے لئے قرار دی جائے گی (محیط) اگر واقف زید کے ورثاء پر وقف کرے درآنحالیکہ زید بقید حیات ہو تو اس صورت میں اس کے ورثاء کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور سارا غلہ فقراء کے لئے ہوگا۔ اس کے بعد جب زید موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کردہ غلہ اس کے ورثاء میں ان کی تعداد کے لحاظ سے حصہ لگا کر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور مرد و عورت سب کو برابر ملے گا اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی موت سے ہمکنار ہو جائے تو اس کے حصہ کے ساقط و ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا اور جتنے افراد غلہ کی آمد کے وقت موجود و بقید حیات ہوں سارا غلہ ان کے اوپر تقسیم کر دینے کا حکم ہوگا اگر ان میں سے صرف ایک شخص زندہ رہ گیا ہو اور باقی مر گئے ہوں تو آدھا اس ایک شخص کا ہوگا۔ اور باقی آدھا فقراء پر تقسیم کیا جائے گا۔ اگر واقف کہے کہ زید کی اولاد کے اوپر فلاں و فلاں و فلاں و فلاں و فلاں کے اوپر وقف ہے۔ یعنی مثال کے طور پر پانچ شمار کرا دے تو بجز ان پانچ موجود افراد کے اور لوگ جو موجود و زندہ ہوں یا اس طرح وقف کر دینے کے بعد پیدا ہوتے ہوں اس غلہ میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر کہے کہ میری یہ زمین مسکینوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ میری پشت کی اولاد سے آغاز کیا جائے اور غلہ وقف ان کے لئے جاری رہے، اس کے بعد ان کی اولاد اور ان کی نسل پر یہ وقف باقی

رہے تو اس صورت میں اس کی پشت کی اولاد غلہ کی حقدار ہوگی۔ اور سارا غلۂ وقف کی شرط کے مطابق اس کی اولاد کی اولاد کے لئے ہوگا۔ اور ان کے بعد مساکین پر بانٹا جایا کرے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میرے اس صدقہ کا غلہ مسکینوں کے لئے ہے کہ انہیں ملتا رہے گا اور ملنے کا حق ان سے لیا نہیں جائے گا اور اس جملہ کے بعد یہ کہے کہ بشرطیکہ جب تک میرے قرابت والوں میں سے کوئی باقی رہے غلۂ وقف اس کے لئے جاری رکھا جائے تو اس صورت میں غلۂ وقف اس کے قرابت دار کے لئے رہے گا، اس کے بعد جب قرابتداروں میں سے کوئی بھی قرابت داروں میں سے کوئی بھی بقید حیات نہ رہے تو مسکینوں کیلئے جاری و نافذ ہونے کا . . . اگر واقف کہے کہ اس شرط کے ساتھ مساکین کے اوپر وقف ہے کہ جب تک عبداللہ ابن جعفر اور زید کی اولاد میں سے کوئی بقید حیات رہے یہ غلہ اس کے لئے ہوگا اور ان کے مرنے پر مسکینوں کے لئے وقف ہوگا تو ذکر کردہ غلہ عبداللہ ابن جعفر اور زید کی جتنی اولاد ہو ان پر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر اولاد زید کی تعداد پانچ ہو تو غلہ چھ حصوں پر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین میرے مرنے کے بعد میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور ان کی نسل کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے پھر وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کردہ وقف کی پشت کی اولاد (اپنی اولاد) کے لئے ناجائز اور اولاد کی اولاد کے لئے جائز ہوگا۔ لیکن جب تک اس کی اپنی اولاد بقید حیات رہے گی اس وقت تک پورا غلہ اولاد کی اولاد کے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر برس تقسیم اس طریقہ سے ہوگی کہ تمام کو شمار کر کے سالانہ غلہ کے حصے لگائے جائیں گے پس جتنا اولاد کی اولاد کو مل رہا ہو وہ ان کے لئے وقف شمار ہوگا۔ اور جتنے حصے وقف کرنے والے کے لڑکوں کو مل رہے ہوں وہ ورثاء کے درمیان تقسیم ہوں گے حتیٰ کہ خاوند اور بیوی بھی اور ورثاء کی طرح شریک ہوں[1] گے۔ اگر اس کے اپنے لڑکوں میں سے بعض موت کی آغوش میں سو گئے ہوں تو ذکر کیا گیا غلہ اس کے باقی ماندہ لڑکوں اور اولاد کی اولاد پر بانٹا جائے گا۔ اس کے بعد جتنا اس کے لڑکوں کو مل رہا ہو وہ سارا ورثاء کے درمیان باعتبار حصہ تقسیم کیا جائے گا چاہے یہ وارث بقید حیات ہوں یا موت کی آغوش میں سو چکے ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ وقف کرنے والے کے موت سے ہمکنار ہونے کے وقت زندہ ہوں (خلاصہ)

وقفِ ہلالؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کے اوپر وقف کرتے ہوئے کہے کہ یہ میری زندگی اور میرے مرنے کے بعد وقف ہے تو اس کے اس قول "میرے مرنے کے بعد وقف ہے" سے کوئی خرابی وقف میں واقع نہ ہوگی۔ اور وقف صحیح ہو جائے گا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے ایسا نہ ہوگا کہ اس کے اس کہنے کی بنا پر یہ وقف ورثاء کے لئے بمنزلہ وصیت کے قرار دیدیا جائے بلکہ اس کے قول کو اس پر محمول کریں گے اور سمجھیں گے کہ اس نے دائمی طور پر وقف اس رکھنے کا ارادہ کیا ہے (ذخیرہ)

تیسری فصل

اہلِ قرابت پر وقف اور قرابت کی پہچان کا ذکر

[1] یعنی اگر وقف کرنے والا خاوند ہو تو عورت حقدار ہوگی اور بیوی وقف کر رہی ہو تو خاوند حصہ دار ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایسا شخص قرابت دار کہلائے گا کہ جو اس کے سب سے اول مسلمان جدِّ اعلیٰ کے باعث اس کی جانب منسوب ہو۔ اور قرابت دار ٹھہرے۔ چاہے یہ قرابت اس کے والد کی وجہ سے ہو (یعنی سلسلۂ نسب والد سے لتا ہو) اور جدِ اعلیٰ اس کے والد کی طرف سے ثابت ہوتا ہو یا والدہ کی جانب سے۔ اور وہ قرابت دار اس کا محرم ہو یا غیر محرم۔ قرابت نزدیک کی ہو یا دور کی۔ قرابت دار ایک ہو یا کئی ہوں۔ سب کا حکم اس بارے میں یکساں ہوگا۔ لہٰذا اگر واقف اپنی قرابت (یعنی مثلاً اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد) پر وقف کرے یا (دوسرے) قرابت داروں کے اوپر وقف کرے تو دونوں شکلوں میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ سارے رشتہ دار جن کا ذکر ہوا مستحق وقف قرار دیئے جائیں گے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر بصیغۂ لفظ کے ساتھ وقف کرے مثلاً کہے "میری قرابت کے اوپر وقف ہے" یا میرے قرابت والے پر وقف ہے تو واقف کے جو محرمؑ اور زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں وہی اس میں داخل شمار ہوں گے اگر لفظ جمع کے ساتھ وقف کرے مثلاً کہے کہ میری قرابت والوں یا میرے اقرباء پر وقف ہے تو محرم اور قریبی رشتہ داروں دو یا دو سے زیادہ ہونا (صحتِ وقف کیلئے) معتبر قرار دیا جائے گا یعنی اس سے مراد دو یا دو سے زیادہ محرم اور قرابت دار ہوں گے مشائخ (فقہاء) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اس قول کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ "اسلام میں اس کے جدِ اعلیٰ" اس جملہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اجداد میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہو بعض کہتے ہیں کہ اس کے اجداد میں سے وہ جدِ اعلیٰ مراد ہے جسے زمانۂ اسلام ملا ہو خواہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اس اختلافِ فقہاء کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی علوی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد) اپنے قرابت دار پر وقف کرے تو دوسرے قول کی بنیاد پر حضرت عقیل ابن ابی طالب اور حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی اولاد وقف میں داخل ہوگی۔ اور پہلے قول کی بنیاد پر محض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد وقف میں داخل شمار ہوں گی۔ اگر وقف کرنے والے کے دو چچا اور دو ماموں ہوں اور وہ وقف کرتے ہوئے لفظ جمع استعمال کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق آمدنیٔ وقف کے مستحق اس کے دونوں چچا ہونگے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ نے قرابت کے اندر ترتیب (اور نزدیکی رشتہ داروں) کا اعتبار کیا ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ذکر کردہ آمدنیٔ وقف کے چار حصے کئے جائیں گے اور دونوں چچا اور دونوں ماموں حقدار ہوں گے کیونکہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ترتیب قرابت کا اعتبار نہ ہوگا۔ اگر واقف کے دو ماموں ہوں اور ایک چچا تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ آمدنیٔ وقف میں آدھے کا حقدار چچا اور باقی آدھے کے حقدار دونوں ماموں ہوں گے (محیط) سب ائمہ کے نزدیک قرابت کے حق کے اندر مرد و عورت مسلمان و کافر آزاد و مملوک تمام برابر قرار دیئے جائیں گے البتہ آمدنیٔ وقف میں جو مملوک کیلئے لازم ہوگا وہ اس کے اس آقا کو عطا کیا جائے گا جو غلہ پیدا ہونے کے دن اس مملوک کا مالک ہو لیکن حصہ قبول کرنے کا حق غلام کو ہوگا۔ اس کے آقا کو اس کا حق نہ ہوگا اور حلقۂ غلامی سے آزاد ہونے پر اس حصہ کا حقدار یہ خود ہو جائے گا (حاوی) اگر واقف یہ کہے کہ قریب پر وقف ہے تو قریب کے اوپر وقف ہونے کی شکل میں قرابت داروں کی تعداد کا لحاظ کرتے ہوئے غلہ بانٹا جائے گا اور اس کے اندر بالغ و نابالغ مرد و عورت مالدار اور فقیر سب کا حکم برابر ہوگا۔ اور کسی کے لئے کوئی فرق نہ ہوگا کیونکہ لفظ قریب تمام پر یکساں طور سے صادق ہوتا ہے (وجیز) واقف کا والد اور اس کی اپنی اولاد اس کے اندر داخل قرار نہیں دی جائے گی اور واقف کے دادا کے سلسلہ میں دو طرح کی روایتیں ہیں ایک روایت کی رو سے وہ داخل قرار دیا جائے گا اور روایت کے ظاہر کے مطابق داخل قرار نہیں دیں گے (فتح القدیر) کوئی شخص اپنے محتاج و مفلس قرابت داروں کے اوپر کچھ وقف کرے اس کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے تو کیا متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ واقف کے پوتے کو اس کے فقیر مفلس ہونے کی صورت میں اس میں سے عطا کر دے یا یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اسے دینے کا حق حاصل نہ ہوگا کیونکہ امام

ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پوتا قرابت کے زمرہ میں نہیں آتا[1]۔ (فتاویٰ قاضی خاں) قرابت دار اور اقرباء کے لفظ کا جو حکم ہم ذکر کر چکے ہیں وہی صاحبانِ ارحام، ارحام، انساب اور صاحبان انساب کے الفاظ سے وقف کرنے کی صورت میں ہوگا۔ (محیط) اگر کوئی شخص کہے کہ (یہ زمین) میرے " موجب قرابت کے اوپر وقف ہے تو قیاس کی رو سے یہ لفظ محض ایک کے لئے ہونا چاہیے حتیٰ کہ اگر اس کے دو ماموں ہوں اور ایک چچا تو ساری آمدنی وقف ایک چچا کو عطا کی جائے کیونکہ ذکر کردہ لفظ صیغہ کے لحاظ سے مفرد ہے اور استحساناً ان سب کو مساوی طور پر ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ کیونکہ اس سے جنس قرابت مراد لینگے (اس طرح سب شامل ہو جائیں گے) (حاوی)

اگر واقف اپنے قریبی عزیزوں یا اقرباء یا اپنے انساب یا ارحام کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ پہلے وہ حقدار ہوگا جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اور اس کے بعد جو اس سے قریب ہو علی الترتیب اس صورت میں جو ان میں اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہوگا۔ اس کے اوپر وقف ہو جائے گا۔ چاہے وہ ایک ہی کیوں نہ ہو اور اس کے اندر جمع کا لفظ معتبر نہ ہوگا بالاتفاق سب کے نزدیک یہی حکم ہے (ذخیرہ) اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے قرابت پر یا قرابت میں مگر یہ نہ کہے کہ " میری قرابت پر " تو فرماتے ہیں کہ معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے دونوں لفظوں میں کوئی فرق نہیں برابر ہیں لہٰذا اس کی قرابت پر وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ اقارب کے لئے یا ذوی الارحام کے لئے یا انساب کے لئے اور واقف اپنی جانب نسبت نہ کرے تو اس صورت میں بھی اس کی قرابت وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کیونکہ عرف میں اس طرح بولا جاتا ہے (محیط) اگر واقف کہے کہ والدہ اور والد کی طرف سے میری قرابت پر یا والدہ کی طرف سے میری قرابت پر وقف ہے تو حکم اس کے کہنے کے مطابق ہوگا اور آمدنی وقف ایسے ہی قرابتداروں کی تعداد کے اعتبار سے برابر تقسیم کی جائیگی اگر واقف کہے کہ والدین کی طرف سے میری قرابت کے اوپر وقف ہے تو آمدنی وقف ان تمام کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ خواہ والدین کی طرف کے قرابت دار ہوں یا والد کی طرف کے یا محض والدہ کی طرف کے ہوں۔ سب کا حکم یکساں ہوگا۔ اور جو قرابت دار والدین یعنی ماں اور باپ دونوں کی جانب سے ہوں گے انہیں اس کی بنیاد پر ترجیح حاصل نہ ہوگی۔ اگر واقف کہے کہ میرے والد کی طرف کے قرابتداروں اور میری والدہ کی طرف کے قرابت داروں کے اوپر وقف ہے تو اس صورت میں آدھی آمدنی وقف والد کی طرف کے قرابت داروں کے لئے اور آدھی آمدنی وقف والدہ کی طرف کے قرابت داروں کیلئے ہوگی (ذخیرہ)

اگر کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے میرے قرابت داروں میں سے اقرب (زیادہ قریبی) پر پھر اقرب پر (جو اس کے بعد زیادہ قریبی عزیز ہو) تو اس کے قرابت داروں میں جو سب سے زیادہ اس کے ساتھ قرابت رکھتے ہوں آمدنی وقف انہیں کے لئے لازم و واجب قرار دی جائے گی۔ پھر اگر سب سے زیادہ قریبی عزیز محض ایک ہو تو سارا غلہ اس کے لئے ہوگا خواہ دس ہزار درہم سے زیادہ (قیمت کا) کیوں نہ ہو۔ اور اگر بہت سے اس کے قریبی عزیز ہوں تو سارا غلہ ان میں برابر تقسیم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اس کے اندر مرد و عورت برابر کے حقدار شمار ہوں گے۔ ان لوگوں کے انتقال کے بعد جو لوگ مرنے والے واقف کے سب سے قریبی عزیز ہوں اگرچہ ان کا رشتہ واقف سے مرنے والے لوگوں کی بہ نسبت ایک درجہ دور کا ہو مگر وہی اس غلہ کے حقدار ہوں گے بالترتیب پہنچتے پہنچتے یہ وقف ایسے لوگوں تک پہنچے گا جو مرنے والے کے دور کے عزیز ہوں گے اگرچہ اس وقت اردو کے لحاظ سے وہ سب سے زیادہ قریبی عزیز شمار ہوتے ہوں۔ امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں اور ہلالؒ کا اختیار کردہ قول یہی ہے امام

---

[1] بلکہ وہ اولاد ہے یعنی اس کی پشت کی اولاد کی اولاد ہے۔

ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ قرابت داروں پر وقف کرنے کی صورت میں خواہ واقف کے قریبی عزیز ہوں یا دور کے سب کیلئے آمدنیٔ وقف یکساں لازم ہوگی اور ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر واقف کہے کہ میرے سب سے زیادہ قریبی عزیز پر پھر اسکے بعد جو قریبی عزیز ہو اس پر تب بھی اسی طرح کا اختلاف رائے ہوگا۔ اگر قرابت داروں میں سے کوئی قبول نہ کرے تو قبول نہ کرنے والے کا حصہ ساقط وختم ہو جائے گا اور غلّہ کے حقدار باقی قرابت دار ہوں گے (حاوی) اگر واقف کہے کہ اس شرط کے ساتھ وقف کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ پیدا فرمادے اس کی آمدنی میں سے اول سب سے قریبی عزیز کو پھر اس کے بعد جو سب سے زیادہ قریبی عزیز ہو اس کو دی کیا جائے تو اس صورت میں سارے غلّہ کا حقدار واقف کا سب سے قریبی رشتہ دار ہوگا (محیط) کوئی شخص زمین اپنی قرابت کے اوپر وقف کرے اس کے بعد ایک شخص مدعی ہو کہ میں واقف کا قرابت دار ہوں تو اس سے گواہ پیش کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ اور گواہوں کی گواہی مدعا علیہ یعنی واقف کی موجودگی کے (یعنی اگر وہ بقید حیات ہو) قابلِ قبول نہ ہوں گے۔ اور اگر وہ موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو اس کا وہ وصی جو اس کی زمین کے اوپر قابض ہو۔ مدعا علیہ قرار دیا جائے گا۔ اگر وصی کسی شخص کے متعلق واقف کے قرابت دار ہونے کا اقرار کرے تو اس کے اقرار کو درست قرار نہ دیں گے وہ مدعی کی طرف سے گواہ پیش کرنے کی شکل میں محض مدعا علیہ شمار ہو سکتا ہے (حاوی)

اگر واقف کے دو وصی ہوں اور اس کے بعد دعویٰ کرنے والے ایک وصی کے اوپر دعویٰ کرے تو اسے درست قرار دیں گے اور گواہ قائم کرنے میں یہ شرط نہ ہوگی کہ دونوں وصی اکٹھے ہوں۔ (ذخیرہ) واقف کا وارث اس مقدمہ کے اندر نالش کا حق نہ رکھے گا۔ بجز اس صورت کے جبکہ وہ متولی ہو اسی طریقہ سے جن لوگوں کے اوپر وقف کیا ہو انہیں بھی مدعی کے اوپر نالش کا حق نہ ہوگا (محیط) اگر مدعی یہ بات ثابت کرے کہ وہ متولی کی بہ نسبت واقف کا زیادہ قریبی عزیز ہے تو محض اس کا اتنا کہنا اور ثابت کرنا قابل قبول نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ گواہوں کے ذریعہ اس سے نسب اس طرح ثابت نہ کردے کہ وہ مثلاً ماں اور باپ دونوں کی طرف سے (یعنی حقیقی) یا محض باپ کی طرف سے (یعنی علاتی) یا محض ماں کی طرف سے (یعنی اخیافی) موت کی آغوش میں سونے والے واقف کا بھائی ہے اگر بھائی ہونا ثابت کرائے (اور نسب کی مذکورہ بالا تفصیل نہ کرے) تو اسے قابل قبول قرار نہ دینگے۔ اور چچا ثابت کرنے کی شکل میں بھی قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ اس کے بعد اگر گواہ یہ کہیں کہ ہمیں اس کے علاوہ دوسرے وارث کا علم نہیں تو اس صورت میں قاضی اس کو عطا کر دیگا۔ اگر گواہ اس طرح گواہی نہ دیں تو کچھ عرصہ انتظار کر کے (جبکہ کسی اور وارث کا پتہ نہ چلے) تو اسے عطا کر دے گا (ذخیرہ) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح میراث میں میراث لینے والے سے کفیل لیتے ہیں[1] اس طرح یہاں دینے کے وقت کفیل نہ لینگے (محیط) اگر گواہ یہ کہیں کہ واقف کے قریبی عزیز موجود ہیں بلکہ غائب ہیں تو قاضی ان کے حصوں کو بانٹ کر الگ رکھے گا۔ اگر گواہ یہ کہیں کہ ہمیں ان کی تعداد کا علم نہیں کہ وہ کتنے ہیں تو اس صورت میں قاضی ان لوگوں سے کہے کہ تم لوگ احتیاط کے پیش نظر گواہی سے اجتناب کرو اور محض اس کے متعلق گواہی دو جسکا تمہیں یقین ہو لہٰذا کہیں کہ ہم فلاں اور فلاں کے علاوہ اس کے کسی قریبی عزیز کے بارے میں نہیں جانتے (ذخیرہ) لہٰذا اگر ایک شخص اس بات کے گواہ پیش کرے کہ فلاں شہر کے قاضی نے یہ حکم دیا اور فیصلہ کیا ہے کہ یہ شخص واقف کا قریبی عزیز ہے تو شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ قاضی ان سے یہ پوچھے گا کہ قاضی نے اس کا کون سا رشتہ واقف سے قائم ہونے اور کیسا رشتہ دار ہونے کا فیصلہ کیا ہے کہ

---

[1] یعنی ایک شخص یہ کہے کہ اگر اس مال کا کوئی اور وارث نکلا تو میں اس کا کفیل و ضامن ہوں۔

پس اگر وہ ایسی قرابت بتائیں کہ جس سے وہ وقف کا حقدار ٹھہرتا ہو تو اسے وقف کا حقدار قرار دینے کا اور عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ اور اس طرح بیان کرنے سے پہلے اگر گواہ کی موت کی آغوش میں سو جائیں ...... تو مدعی سے پوچھیں گے اگر وہ ایسی رشتہ داری بیان کرتا ہو جس کے باعث وہ وقف کا حقدار ٹھہرتا ہو تو عطا کئے جانے ورنہ عطا نہ کئے جانے کا حکم ہوگا اور عطا نہ کئے جانے کے حکم سے پہلے قاضی کا حکم نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس نے محض اس کے قرابت دار ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہر قرابت دار وقف کا حقدار ہوتا بھی نہیں البتہ اگر وہ اس کو غلہ میں سے عطا کئے جانے کا حکم کرے یا یہ حکم دے کہ اس کے اوپر وقف کیا گیا ہے تو یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کرتے ہوئے اس کو عطا کرے گا۔ (وجیز کردری) اگر دعوی کرنے والا قرابت کی تفسیر نہ کرے یا وہ نابالغ (بچہ) ہو تو اس صورت میں شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ یہ دوسرا قاضی اسے وقف کا غلہ عطا کرے گا۔ اور پہلے قاضی کے حکم کو درست قرار دے گا۔ یعنی (وہ یہ کہے گا کہ) اس پہلے قاضی نے ایسی قرابت کا فیصلہ کیا ہے جس کے باعث وہ وقف کا حقدار قرار پاتا ہے (محیط) کوئی شخص واقف کے ساتھ اپنی قرابت قاضی کے سامنے ثابت کرے اور قاضی اس کے قرابت دار ہونے کا حکم کر دے اسکے بعد دوسرا شخص آ کر مدعی ہو کہ میں واقف کا قریبی عزیز ہوں۔ لیکن وہ قاضی کو نہ پائے تو جس کے واسطے قاضی نے حکم کیا اس کے ساتھ مخاصمہ و جھگڑا کرنا چاہے اس شکل میں یہ دیکھیں گے۔ کہ اگر وہ غلہ میں سے کچھ حقدار لے چکا ہے تو وہ دوسرے دعوی کرنے والے کے اعتبار سے خصم (مدعا علیہ) شمار ہوگا۔ اور اگر نہ لیا ہو تو خصم (مدعا علیہ) شمار نہ ہوگا۔ چاہے وہ دوسرا مدعی پہلے کو اس قاضی کے سامنے پیش کرے جو کہ اس کے نام کر چکا ہو یا کسی اور قاضی کے سامنے پیش کرے استحسانا یہی حکم ہے۔ شیخ ہلالؒ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے (ذخیرہ)

اگر اقرباء میں سے کوئی شخص اپنی قرابت واقف سے ثابت کرے اس کے بعد دوسرا شخص اس کے گواہ پیش کرے کہ یہ واقف کا لڑکا ہے یا اس کے لڑکے کا لڑکا (پوتا) ہے تو محض اسی کو کافی قرار دیں گے اور اسے مرنے والے سے اپنی قرابت کے بارے میں مزید تفسیر کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یعنی جس طرح پہلے کو اس کی تفسیر کی ضرورت پڑی تھی اسے نہ ہوگی اسی طریقہ سے اگر اس بات کے گواہ پیش کرے کہ یہ اس کا ماں اور باپ کی جانب سے بھائی ہے تو اس صورت میں بھی یہی حکم برقرار رہے گا (حاوی) اسی طریقہ سے وہ جس کے لئے پہلے حکم دیا گیا ہے کوئی مرد نہیں بلکہ عورت ہو اور مسئلہ کی باقی صورت اوپر ذکر کی گئی ہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا (ذخیرہ) اگر دوسرا شخص اس بات کے گواہ پیش کرے کہ وہ پہلا شخص جس کے لئے عطا کئے جانے کا حکم ہے وہ واقف کا علاتی بھائی ہے لہذا اگر قاضی پہلے کے لئے یہ حکم کر چکا ہو کہ وہ واقف کا علاتی بھائی ہے تو دوسرے کے لئے قرابت دار ہونے کا حکم کر دے گا اور اگر پہلے کے متعلق قاضی یہ حکم دے چکا ہو کہ وہ واقف کا علاتی بھائی ہے تو اس صورت میں دوسرا دعوی کرنے والا واقف کا اجنبی اور غیر شمار ہوگا۔ اس جنس کا اور اس طرح کے مسائل اسی طریقہ سے حل کرنے چاہئیں (محیط) اگر واقف کے دو لڑکے ایک مدعی کے متعلق شہادت دیں کہ یہ ہمارے والد کا قرابتدار ہے اور یہ کہکر اس کی قرابت بھی ذکر کر دیں تو ان کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ (ذخیرہ) اگر دو آدمیوں کے لئے یہ گواہی دیں کہ وہ واقف کے قرابت دار ہیں اور وہ دونوں آدمی ان دونوں کے قرابت دار ہونے کی شہادت دیں یعنی ہر فریق دوسرے کے حق میں شہادت دے تو اس کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی (حاوی) اگر قاضی پہلے گواہ دینے والے دونوں گواہوں کی شہادت پر دونوں دعوے داروں کے لئے حکم کر دے اس کے بعد دونوں دعوی کرنے والے ان دونوں گواہوں کے بارے میں شہادت دیں تو دعوی کرنے والوں کی شہادت شاہدوں کے حق میں قابل قبول نہ ہوگی۔ لیکن پہلے مدعیوں کے سلسلے میں پہلے شاہدوں کی شہادت بدستور درست اور باقی رہنے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ) اگر دو قرابت دار ایک شخص کے بارے میں قریبی عزیز ہونے کی گواہی دیں۔ لیکن گواہوں کا ثقہ یعنی عادل ہونا ثابت نہ ہو تو ان گواہی دینے والے اہل قرابت کے پاس جو وقف کا غلہ موجود ہوگا

اس کے اندر یہ گواہی دیا گیا شخص شریک ہو جائے گا۔ (حاوی) کوئی شخص اپنی زمین اپنی قرابت و رشتہ داروں کے اوپر وقف کرے اس کے بعد ایک شخص آ کر یہ دعویٰ کرے کہ میں واقف کا قرابت دار ہوں اور واقف اس کا اعتراف کرے اور اس کی قرابت معلوم و معروف نسب کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہے کہ یہ بھی اس میں سے جس کے اوپر میں وقف کر چکا ہوں (یعنی قرابت دار ہے) اس صورت میں واقف کے قرابت دار معروف اور جانے پہچانے لوگ ہوں اور اس شخص کا ان میں سے ہونا معروف نہ ہو تو اس کے اعتراف کو درست نہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ واقف وقف کے بعد اس طرح کا اعتراف و اقرار کرے اور اگر وہ بوقت وقف کا اقرار کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ اس کا شمار انہی لوگوں میں ہے جن پر میں وقف کر چکا ہوں تو اس کی جانب سے اس اقرار کو قابلِ قبول قرار دیں گے اور اگر واقف کے قرابت دار معروف اور جانے پہچانے لوگ نہ ہوں تو استحساناً اس کے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) اگر واقف یہ شہادت دیں کہ واقف نے اس کے متعلق یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ میرا قرابت دار ہے درآنحالیکہ واقف کے قرابت دار جانے پہچانے اور معروف ہوں تو ان کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ اور اس کے قرابتدار معروف نہ ہونے کی صورت میں یہ کہتا ہوں کہ استحساناً اسے غلّۂ وقف دیا جانا چاہیے مگر شرط یہ ہے کہ گواہ مرنے والے واقف کے اقرار قرابت کی تفسیر کے ساتھ شہادت دی ہو (حاوی) اگر واقف اپنی اولاد اور اپنی نسل کے اوپر وقف کرے اس کے بعد ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کرے کہ وہ میرا لڑکا ہے تو جو آمدنی ہو چکی اس کے متعلق اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی (یعنی اس کا حقدار بیٹا نہ ہوگا) البتہ آئندہ ہونے والی آمدنی میں اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا۔[51] (ذخیرہ) اگر کوئی شخص اپنے قرابت دار کے اوپر وقف کرے اس کے بعد ایک شخص آ کر دعویٰ کرے کہ میں واقف کا قرابت دار ہوں اور اپنے دعوے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے اور گواہ یہ گواہی دیں کہ واقف بحالتِ حیات دوسرے قرابت داروں کے ساتھ اس شخص کو بھی ہر برس عطا کیا کرتا تھا تو اس گواہی کی بنیاد اسے کچھ نہ ملے گا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ گواہی دیں کہ فلاں قاضی اس کو بھی دوسرے قرابتداروں کے ساتھ ہر برس کچھ عطا کیا کرتا تھا۔ تب بھی اسے کسی طرح کا حق نہ ہوگا۔ (محیط) اگر واقف سب لوگوں سے زیادہ قریبی عزیز کے اوپر وقف کرے اور اس کے بعد مسکینوں کے اوپر اور یہ قریبی عزیز اس کا باپ یا لڑکا ہو تو وقف کا مستحق (یہی) قرار دیا جائے گا اور اگر قرابت داروں میں سے زیادہ قریب کے اوپر وقف کرے تو اس صورت میں باپ یا لڑکا اس میں داخل شمار نہ ہوگا۔ اور انہیں اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر واقف کا لڑکا اور ماں باپ موجود ہوں تو غلّہ کا مستحق لڑکا ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر لڑکا نہ ہو بلکہ اس کی لڑکی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا۔ پھر جس وقت لڑکا یا لڑکی موت کی آغوش میں سو جائیں تو غلّہ کے حقدار مساکین ہوں گے اور اس کے ماں باپ کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر لڑکا لڑکی نہیں بلکہ محض ماں باپ موجود ہوں تو اس صورت میں آمدنی وقف دونوں کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہوگی۔ اس کے بعد اگر ماں باپ میں سے ایک موت کی آغوش میں سو جائے تو بقیدِ حیات کے لئے آدھا ہوگا۔ اور آدھے کو مساکین پر صدقہ کریں گے۔ اسی طریقہ سے اگر واقف کے دس بچے ہوں اس کے بعد ان میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو اس کے حصہ کو مسکینوں کے اوپر صدقہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف کی والدہ اور بھائی موجود ہوں تو غلہ کی مستحق والدہ ہوگی، بھائیوں کو کوئی حق نہ پہنچے گا۔ اسی طریقہ سے اگر واقف کا حقیقی دادا یا نانا اور والدہ موجود ہوں تو والدہ ان دونوں سے (باعتبار رشتہ) زیادہ قریب ہے، نیز بھائیوں کی بہ نسبت بھی زیادہ قریب ہے والد کا حکم بھی والدہ کا سا ہوگا۔ اگر دادا اور بھائی موجود ہوں تو اس صورت میں جس امام کے نزدیک دادا بمنزلہ والد کے ہے

---

[51] یعنی وہ آمدنی اسی بیٹا قرار دیئے جانے والے شخص کو دی جائے گی۔

اس کے قول کی رو سے غلہ کا حقدار دادا ہوگا۔ اور دوسرے علماء کے قول کے مطابق غلہ کے مستحق دادا نہیں بلکہ اس کے بھائی ہونگے (ذخیرہ)

اگر واقف دو بھائی رکھتا ہو ایک حقیقی اور دوسرا علاتی[1] یا اخیافی[2] تو حقیقی بھائی اس سے مقدم و قابلِ ترجیح ہوگا۔ اس طریقے سے بہنوں، بھائیوں، پھوپیوں، ماموں، خالہ اور چچا اور ان کی اولاد جو حقیقی ہوں یعنی جن کے والدین ایک ہوں انہیں علاتی یا اخیافی سے مقدم قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف تین ماموں رکھتا ہو۔ ایک حقیقی دوسرا علاتی اور تیسرا اخیافی اور ایک علاتی چچا تو اس صورت میں اول حقیقی ماموں (اس کی والدہ کا حقیقی بھائی) حقدار ہوگا۔ اور اگر وہ ایک علاتی بھائی اور ایک اخیافی بھائی رکھتا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے پہلے قول کے مطابق علاتی بھائی مقدم ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے قول کی رو سے دونوں بھائیوں کو برابر برابر ملے گا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ بھی یہی فرماتے ہیں اسی طریقہ سے وہ قرابت دار جو والد کی جانب سے ہوں امام ابو حنیفہ کے پہلے قول کے مطابق ماں کے رشتہ داری سے مقدم ہوں گے اور دوسرے قول کی رو سے یکساں ہوں گے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول بھی امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے قول کے مطابق ہے۔ (حاوی)

اگر واقف کا والد اور لڑکے کا لڑکا (پوتا) موجود ہو تو غلہ کا مستحق پوتا ہوگا۔ اور اگر اس کی لڑکی کی لڑکی (پوتی) ہو پڑپوتا یعنی باعتبار قرابت لڑکے سے اس کا ایک درجہ نیچا ہو تو غلۂ وقف کی حقدار لڑکی کی لڑکی (پوتی) ہوگی۔ یہ بات واضح رہے کہ اگر وقف نہ ہو وصیت ہو تو وصیت کے اندر بھی اس طرح کی تمام شکلوں میں یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر حقیقی بہن اور لڑکی کی لڑکی کی لڑکی (پڑپوتی) موجود ہوں تو پڑپوتی مقدم ہوگی اور مستحق قرار دیجائے گی۔ (محیط)

خلاصہ یہ ہے کہ واقف کی اولاد سے وقف کا آغاز ہوگا اور انہیں مقدم رکھنے کا حکم کیا جائے گا۔ ایکے نہ ہونے کی صورت میں والد کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے آغاز کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر نانا اور حقیقی بھائی کی لڑکی (بھتیجی) یا اخیافی بھائی کی لڑکی ہو تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نانا کو مقدم قرار دیں گے۔ اما ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بھائی کی لڑکی مقدم قرار دیجائے گی۔ اور اگر بھائی نہ ہو بلکہ اس کی بجائے لڑکی کی لڑکی کی لڑکی ہو تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک یہ مقدم قرار دیجائے گی۔ اگر علاتی یا اخیافی بھائی اور حقیقی بھائی کا لڑکا (بھتیجہ) موجود ہوں تو آمدنی وقف کا مستحق بھائی ہوگا۔ (ذخیرہ)

وقف کے استحقاق کے اندر اخیافی بھائی کا لڑکا علاتی چچا سے مقدم قرار دیا جائیگا۔ (حاوی)

اگر کوئی شخص اپنے ایسے رشتہ داروں کے اوپر وقف کرے جو فلاں شہر میں قیام پذیر ہوں اور ان کے بعد فقراء کے اوپر وقف کرے۔ لہٰذا اگر یہ لوگ مستحق قرار پانے ہوں تو ان کا حصہ بہر صورت ان کے ہمراہ رہے گا اور خواہ کہیں جائیں انہیں ان کا حصہ ملے گا۔ اور اگر یہ مستحقین میں داخل نہ ہوں تو ان میں سے جو آدمی دوسرے شہر اور دوسری جگہ کو وطن بنا لے گا اور قیام کرے گا وہ اس وقف کی آمدنی سے محروم قرار دیا جائے گا۔ اگر ان لوگوں میں کوئی بھی بقید حیات نہ رہا ہو تو غلہ کو فقراء کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ اسی سابق شہر میں لوٹ آئے گا تو وہ آئندہ غلہ کا حقدار ہوگا۔ البتہ پچھلے غلہ کا وہ حقدار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ غائثیہ)

کوئی شخص اپنی زمین وقف کرتے ہوئے حکم کرے کہ میرے قرابت داروں کو اتنا عطا کیا جائے کہ وہ انہیں

---

[1] باپ شریک [2] اخیافی ماں شریک۔

کافی ہو سکے درآنحالیکہ اس کے رشتہ دار اتنے زیادہ ہوں کہ شمار سے باہر ہو جائیں[1]۔ پس اگر واقف وقف کرتے ہوئے اولاد کی صراحت نہ کرے تو اقرباء کی اولاد و اولاد کی اولاد واقف کی قرابت دار ہونے کے باعث وقف میں داخل ہو گی۔ اگر وہ بیان کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ ان اقرباء کے بعد ان کی اولاد پائے تو اس صورت میں کوئی اولاد اپنے والد کی حیات میں داخلِ وقف نہ ہو گی۔ کافی ہونے کی مقدار اور حد یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی اور اس کے اہل و عیال و خادم کی ضرورت اور کام چلنے کی لائق عطا کیا جائے۔ (مضمرات)

کوئی وقف واقف کے قبضہ میں ہو اور وہ آمدنی وقف اور غلہ اپنے قرابت داروں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کے اوپر صرف کرتا ہو۔ اور ان میں سے بعض کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ عطا کرتا ہو اور حسب مرضی صرف کرتا ہو۔ اسکے بعد وہ موت کی آغوش میں سونے کے وقت کسی شخص کو وصی مقرر کر دے اور یہ نہ ذکر کرے کہ ذکر کردہ وقف کس طرح صرف ہوا کرتا تھا۔ تو مشائخ فرماتے ہیں کہ واقف جن لوگوں کو دیا کرتا تھا اس کا وصی بھی انہی کو عطا کیا کرے اگر وصی کے اوپر یہ امر واضح نہ ہو بلکہ مشتبہ ہو کہ واقف اپنے اقرباء اور آزاد کردہ غلاموں میں کسے زیادہ دیا کرتا تھا۔ تو اس صورت میں وہ زیادہ رقم (یا غلہ) فقراء کے اوپر بانٹ دیا کرے (فتاویٰ قاضی خاں)

چوتھی فصل

اہلِ قرابت میں سے فقراء پر وقف کرنے کا بیان

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے میرے قرابت دار فقراء و مفلسوں پر۔ یا کہے کہ میری اولاد میں سے جو فقیر و مفلس ہوں ان کے اوپر وقف ہے اور ان کے بعد مسکینوں کے اوپر تو اس وقف کو درست قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور وقف کا حقدار وہ ہو گا جو غلہ پائے جانے کے دن فقیر و مفلس ہو۔ ہلال بھی فرماتے ہیں۔ اور ہمارا اختیار کردہ قول یہی ہے (مضمرات)

اسی کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے میرے قرابت دار مساکین یا میرے قرابت دار محتاجوں کے اوپر تب بھی وہی حکم ہو گا جو قرابت دار فقراء پر صدقہ کرنے کی شکل میں بیان ہو چکا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین میرے قرابت دار فقراء کے لئے صدقہ موقوفہ ہے۔ یا کہے کہ میرے قرابت دار فقراء میں۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ میرے قرابت دار فقراء پر کیوں کہ صلات کے حروف[2] (ملانے والے حروف) ہر ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ میرے قرابت دار یتیموں کے اوپر وقف ہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر ان ذکر کردہ یتیموں میں سے کوئی یتیم غلہ حاصل ہونے کے بعد بالغ ہو تو وہ اس غلہ میں سے حصہ دار ہو گا۔ لیکن آئندہ وہ غلہ میں سے حقدار نہ ہو گا اگر اس کے اور دوسرے حقداروں کے درمیان کسی وجہ سے اختلاف درستگی ہو جائے اور دوسرا حقدار

---

[1] یعنی سو سے زیادہ ہوں [2] مثلاً میں، پر، ذ، واسطے، لئے وغیرہ۔

کہے کہ تو غلہ کے حصول سے قبل بالغ ہوا لہذا تو حصہ دار نہیں ہوگا۔ اور وہ کہے کہ نہیں۔ (یہ غلط ہے بلکہ) میں غلہ کے حصول کے بعد بالغ ہوا ہوں تو بحلف اسی کا قول قابل قبول قرار دیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر یتیم لڑکی کو ماہواری (حیض) آجائے اور اس کے اور دوسرے مستحقین کے درمیان اختلاف و رسہ کشی ہو گئی ہو تو بحلف لڑکی کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے۔ اگر قرابت داروں میں سے کوئی آدمی غلہ کے حصول اور آجانے کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے اور نابالغ اولاد چھوڑے جو کہ اس کے انتقال کے باعث یتیم ہو گئی ہو تو انہیں اس غلہ میں کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ آئندہ حقدار ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص اپنے قرابت دار محتاجوں و ضرورت مندوں کے اوپر وقف کرے اور آخیر میں اس وقف کو فقراء کے لئے قرار دے، پھر خود موت کی آغوش میں سو جائے در آنحالیکہ اس کا ایک بیٹا فقیر و مفلس ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک لفظ "قرابت" میں وہ داخل نہیں ہوگا۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا جائے گا۔ (فتاویٰ غیاثیہ)

کوئی شخص کہے کہ میرے فقیر و مفلس قرابت داروں صلحاء و نیک لوگوں کے اوپر وقف ہے تو صالح ہر وہ آدمی کہلایا جائے گا جس کا چال چلن ٹھیک ہو بظاہر اس میں کوئی برائی نظر نہ آتی ہو نیز سلامتی پسند ہو، کسی کو تکلیف پہونچانا معلوم و ظاہر نہ ہو، اس کا مادہ شر مغلوب ہو، شریعت کے حرام کردہ امر کی توہین کرنے والا نہ ہو، نہ زانی ہو کہ کھلا فاسق ہو جائے اور نہ پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا لگانے والا ہو، اس کا جھوٹ بولنا معروف و معلوم نہ ہو۔ لہذا جو آدمی ایسا ہو اسے صالح قرار دیں گے یعنی اس قسم کے لوگ جو واقف کے قرابت دار ہوں اور فقیر و مفلس ہوں وہ حقدار ہوں گے۔ اگر وہ کہے "اہل فضل پر" یا "اہل خیر پر" یا "اہل عفاف پر" تو اس کا حکم اہل الصلاح (صالح و نیک) کہنے کا سا ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف یہ کہے کہ میرے قرابت دار فقراء کے اوپر وقف ہے اور اس کے قرابت دار فقیر جس شہر میں واقف مقیم ہو اس میں نہ ہوں بلکہ دوسرے شہر میں قیام پذیر ہوں تو یہاں سے کسی اور شہر میں نہیں بھیجیں گے بلکہ جس شہر میں قرابت دار فقیر رہتے ہوں ان پر ہی تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر متولی اس جگہ سے اس شہر میں بھیج دے جہاں وہ فقیر مقیم ہوں تو متولی کے اوپر ضمان لازم نہیں آئے گا۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ میرے قرابت دار فقراء کے اوپر اس طرح وقف ہے کہ آغاز سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں سے کیا جائے، اس کے بعد جو لوگ باعتبار قرابت ان کے بعد ہوں (علی الترتیب) پھر غلہ وقف آئے، تو جو لوگ واقف کے سب سے قریبی عزیز ہوں آغاز ان سے ہی کیا جائے گا اور انہیں (فروخت کردہ غلہ کی آمدنی میں سے) دو سو دراہم عطا کئے جائیں گے، دو سو سے زیادہ عطا نہیں کریں گے۔ پھر جو ایکے بعد سب سے قریبی عزیز ہوں انہیں دو سو دراہم دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے بالترتیب اخیر تک تقسیم ہوگی لہذا اگر غلہ تین سو دراہم کا ہو تو جو سب سے قریبی عزیز ہوں ان کو دو سو دراہم اور ان کے بعد والوں کو سو دراہم ملنے کا حکم ہوگا۔ اگر کچھ غلہ ضائع ہو جائے تو جو سب سے قریبی عزیز ہوں ان کو پورا عطا کریں گے، اور جتنا ضائع ہو گیا ہو اس کی کمی ان کے بعد والے قریبی عزیزوں کے حصہ میں آئے گی۔ (حاوی)

لے اسے اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

(حاوی) اگر دونوں درجوں کے عزیزوں کو دو سو دو سو دراہم عطا کئے گئے اور پھر بھی آمدنی کی کچھ رقم باقی رہ گئی تو استحساناً مساوی طور پر تقسیم کردینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر وہ کہے کہ میرے قرابت دار فقراء کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ اول سارا غلہ سب سے قریبی عزیزوں کو دیا جاتا رہے۔ پھر جو ان کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہوں (بالترتیب) تو ایسی شکل میں ساری آمدنی سب سے قریبی عزیز کو دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر واقف کہے کہ میرے قرابت دار فقراء کے اوپر وقف ہے۔ اس طرح کہ اس کی آمدنی سب قریبی عزیزوں دی جائے پھر ان کے بعد جو سب سے بڑھ کر قریبی عزیز ہوں تو آمدنی موقوف سے سب سے قریبی عزیزوں کو دو سو دراہم عطا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اور انہیں پوری آمدنی وقف عطا نہیں کی جائے گی (تاتارخانیہ)

یہ بات واضح رہے کہ جو آدمی زکوٰۃ کے سلسلہ میں فقیر و مفلس (غیر صاحب نصاب) قرار دیا گیا ہو وقف کے اندر بھی فقیر و مفلس (مستحق) قرار دیا جائے۔ مشہور قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ (حاوی)

لہٰذا جو آدمی اپنی ملکیت میں رہائش کی جگہ رکھتا ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ نہ ہو یا جو رہائش کی جگہ (مکان) اور ایک باندی یا غلام کا مالک ہو اور ان دو کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اسے زکوٰۃ اور وقف دونوں کے سلسلہ میں فقیر و ضرورت مند قرار دیا جائے[1] گا۔ اسی طریقہ سے اگر رہائشی مکان اور غلام کے علاوہ وہ بقدر کفایت کپڑوں کا مالک ہو اور اس سے زیادہ اسکے پاس کپڑے نہ ہوں تب بھی فقیر شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر غلام رہائشی مکان اور بقدر کفایت کپڑوں کے علاوہ اس کے پاس گھریلو ضروریات کا ایسا سامان ہو کہ ان کے بغیر (روزمرہ کا) کام نہ چل سکتا ہو۔ تب وہ فقیر شمار ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر کسی قرابت دار کی ملکیت میں دو سو دراہم ہوں یا وہ بیس مثقال سونا رکھتا ہو تو وہ وقف میں سے کسی حصہ کا حقدار نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر وہ اپنی ملکیت میں گھریلو ضروریات کا سامان یا کپڑے کفایت کی مقدار سے زیادہ رکھتا ہو اور کم از کم اس کے پاس دو سو دراہم زیادہ ہوں تو وہ مالدار شمار ہوگا اور اس کے لئے زکوٰۃ اور وقف کا مال لینا جائز نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر وہ اپنی ملکیت میں دو غلام اور دو خادم رکھتا ہو اور جو مکان اور خادم اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اسکی قیمت دو سو دراہم ہو تو وہ مالدار شمار ہوگا اور اسے مال زکوٰۃ اور مال وقف میں سے لینا حلال نہ ہوگا۔ اگرچہ وہ اس اعتبار سے مالدار نہ ہو کہ اس کے اوپر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوتی ہو ہمارے اصحاب (احناف) کا مسلک و مذہب یہی ہے۔ (محیط)

اگر اس کی ملکیت میں کچھ کپڑے ضرورت سے زائد ہوں اور کچھ گھر کا سامان حاجت سے زائد ہو اور کچھ رہائشی جگہ ضرورت سے فاضل ہو اور ان میں سے کوئی بھی زائد شئے انفرادی طور پر دو سو دراہم کی قیمت کو نہ پہونچتی ہو لیکن سب کی مجموعی قیمت کم از کم دو سو دراہم ہو تو وہ اس سلسلہ میں (یعنی مال زکوٰۃ اور مال وقف لینے

---

[1] اور اسے زکوٰۃ اور وقف دونوں میں سے دینا درست ہوگا۔

[2] یعنی ایسا شخص جو مالدار ہو مگر بحالت سفر تنگدست اور غریب ہو جائے تو اسے بھی دینا درست ہوتا ہے۔

کے اندر) مال دار شمار ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر وہ اپنی ملکیت میں دو سو دراہم کی قیمت کی زمین رکھتا ہو درآنحالیکہ اس زمین سے اتنا غلہ نہ پیدا ہوتا ہو جو اس کے لئے کافی ہو سکے تو اس صورت میں بھی مختار دراجح قول کی بنا پر وہ مالدار شمار ہو گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر اس کی ملکیت میں کثیر مال ہو مگر سارا غائب وغیر موجود ہو یا لوگوں کے اوپر ..... قرض ہو اور اسے وصولیابی پر قدرت نہ ہو تو اسے مال زکوٰۃ اور مال وقف دونوں سے دینا درست ہو گا کیونکہ اس کا حکم مسافر کا سا ہے اور اگر اس کا مال غیر موجود وغائب ہو یا لوگوں کے اوپر قرض ہو اور اس کی وصولیابی پر قدرت نہ ہو مگر وہ قرض لے سکتا ہو تو اس کے لئے موزوں یہ ہے کہ بجائے صدقہ قبول کرنے کے بطور قرض لیلے۔ لیکن اگر وہ قرض لینے کے بجائے مالِ زکوٰۃ لیلے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ مال وقف ایسے فقیر (غیر صاحبِ نصاب) کو دینا جو کھاتا کماتا ہو درست ہے، کوئی حرج نہیں البتہ اس کے لئے مال زکوٰۃ لینا کراہت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی غریب ومحتاج شخص کے پاس اس شخص کا مال موجود ہو تو وہ محض اس قرضہ کے باعث مال دار شمار نہ ہو گا، بلکہ فقیر ومفلس ہی قرار دی جائے گا۔ اور اگر جس شخص کے پاس اس کا مال قرض ہو وہ مال دار ہے اور اسے اس قرض کا اقرار بھی ہے تو یہ شخص مال دار شمار ہو گا۔ اگر وہ مال دار شخص اس کے قرض کا منکر ہو لیکن اس کے پاس مال دار شخص پر قرضہ کے شاہد موجود ہوں تب بھی یہ شخص غنی ومال دار قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر شاہد بھی نہ موجود ہوں تو وہ مفلس ومحتاج قرار دیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص اپنی زمین اپنے احفاد[1] میں ان کے اوپر جو مفلس ہوں وقف کرے درآنحالیکہ اس کے بعض احفاد کے پاس گھوڑے موجود ہوں تو یہ دیکھیں گے کہ اگر حفید کا اس گھوڑے کے رکھنے کا مقصد جہاد کرنا ہو یا وہ کیونکہ خود لنجا ہو اس لئے اپنی سواری کی خاطر رکھ لیا ہو تو اسے مال وقف میں سے عطا کئے جانے کا حکم ہو گا۔ اور اگر اس کے رکھنے کا منشا محض اپنی بڑائی کا اظہار ہو تو مال وقف سے اسے عطا نہ کرنے کا حکم کیا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ یہ گھوڑا باعتبار قیمت دو سو دراہم کا ہو اور اس کے اوپر نہ کوئی قرضہ ہو اور نہ مہر کا وجوب ہو (مضمرات)

ہر وہ شخص جس کے نفقہ کا وجوب کسی دوسرے کے مال میں ہوتا ہو اور اسے بلا حکم قاضی اور اس شخص کی رضا کے بغیر بھی اس سے لینے کا حق ہو اور اس دوسرے مالک مال کی عدم موجودگی میں قاضی اس کے مال میں سے اس کو نفقہ عطا کئے جانے کا حکم کرتا ہو اور دونوں کے املاک کے منافع ملے جلے ہوں یہاں تک کہ اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں شہادت دے تو وہ قبول نہ ہو تو اس صورت میں نفقہ دینے والے شخص کے مال دار ہونے کے باعث یہ بھی مالِ وقف کا استعمال ناجائز ہونے کے سلسلہ میں مال دار شمار ہو گا۔ اور اس کے لئے وقف سے لینا درست نہ ہو گا۔ مثلاً ماں باپ اور اولاد اور دادا پردادا (وغیرہ) وہ آدمی جس کے نفقہ وجوب دوسرے شخص کے مال میں قاضی کے مقرر کر دینے کے باعث ہوا ہو اور اسے بلا حکم قاضی بذات خود اس شخص کے مال میں سے لینے یا اس شخص کی رضا کے بغیر لینے کا حق نہ ہو۔ نیز صاحبِ مال کے

---

[1] یعنی ایسا شخص جو مال دار ہو مگر بحالت سفر تنگدست اور غریب ہو جائے تو اسے بھی لینا درست ہوتا ہے۔
[2] پوتے

موجود نہ ہونے کی صورت میں قاضی اس کے مال میں سے [1] نفقہ عطا کرنے کا حکم نہ دیتا ہو اور دونوں املاک کے منافع غیر متصل اور الگ الگ ہوں یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک اگر دوسرے کے حق میں شہادت دے تو وہ قابلِ قبول ہو۔ اس صورت میں مالِ وقف سے لینے کے سلسلہ میں یہ آدمی اپنے نفقہ عطا کرنے والے کے مالداری کے باعث مال دار قرار نہیں دیا جائے گا۔ مثلاً بھائی بہن اور دوسرے محرم [1] اسی بنیاد اس طرح کے دوسرے مسائل کا حکم ہو گا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص اپنی زمین اپنے قریبی عزیزوں کو جو کہ مفلس ہوں وقف کر دے در آنحالیکہ اس کا ایک قریبی عزیز مال دار ہو اور اس کی اولاد مفلس ہو۔ اس صورت میں اگر اس شخص کی یہ اولاد نابالغ ہو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں یا بے خاوند والی بالغ عورتیں ہوں یا پاگل، معذور یا اپاہج بالغ مرد ہوں تو یہ وقف میں سے کچھ نہیں [2] پائینگے۔

اگر اس مال دار شخص کی بہنیں یا اس کے بھائی مفلس و ضرورت مند ہوں یا اسکی ایسی اولاد مفلس و بالغ ہو جو خود کمائی کرے (اور اپنے دست و بازو سے کما کر کھائے) تو ایسی اولاد کو مالِ وقف سے حصہ ملنے کا حکم ہو گا۔ (محیط سرخسی)

اگر کسی شخص کی زوجہ مفلس ہو اور اس کا خاوند مال دار ہو تو ایسی عورت کو وقف میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم [3] کیا جائے گا۔ البتہ اگر صورتِ واقعہ اس کے برعکس ہو یعنی خاوند مفلس اور عورت مال دار ہو تو اسے مال وقف سے ملنے کا حکم ہو گا۔ اگر واقف کے قریبی عزیز کا لڑکا جو بلوغ کو پہونچ چکا ہو اور اپاہج نہ ہو لیکن وہ مفلس ہو اور اس لڑکے کی نابالغ مفلس اولاد ہو تو اس لڑکے کی اولاد مالِ وقف میں سے حصہ نہیں پا ئے گی۔ کیونکہ ان کے دادا کے مال میں سے انہیں نفقہ دلائے گا۔ اور ان کے والد یعنی ان کے دادا کے لڑکے کا نفقہ بوجہ بلوغ اور اپاہج نہ ہونے کے کیونکہ ان کے دادا پر واجب نہیں اس لئے اسے مال وقف میں سے حصہ ملنے کا حکم ہو گا۔ اگر قریبی عزیزوں میں سے کسی کا لڑکا مالدار اور وہ عزیز خود مفلس و محتاج ہو تو اسے مالِ وقف میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہو گا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے قریبی عزیزوں کے اوپر وقف ہے اور ان کے اندر ایک شخص مفلس ہو اور وہ غلہ آنے کے وقت بھی مفلس ہی ہو لیکن وہ غلہ میں سے اپنا حصہ لینے سے قبل مال دار ہو جائے تو وہ اپنے حصہ کا حقدار [4] ہو گا۔ اگر واقف کی قریبی عزیزہ کوئی عورت غلہ آنے کے بعد چھ ماہ سے کم مدت کے اندر بچہ کو جنم دے تو اس آئے ہوئے غلہ میں سے بچہ کو کچھ نہ ملے گا۔ (محیط)

البتہ آئندہ کی آمدنی اور غلہ میں سے اس بچہ کو بھی ملے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین ہر اس آدمی کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے جو فلاں کی نسل یا فلاں کی اولاد میں مفلس و محتاج ہو در آنحالیکہ فلاں شخص اولاد یا نسل میں بجز ایک شخص کے کوئی مفلس نہ ہو تو اس صورت میں

---

[1] یعنی ایسے رشتہ دار جن کے ساتھ رشتہ دائمی طور پر حرام ہو۔ [2] کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں جن کا نفقہ اس مال دار کے اوپر لازم ہے اس لئے انہیں بھی اس مال دار کے تابع قرار دیتے ہوئے مال دار شمار کریں گے [3] کیونکہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہے۔ [4] وجہ یہ ہے کہ غلہ کے آنے کے وقت کی حالت کا اعتبار ہو گا۔ وہ غلہ کی آمد کے وقت غریب تھا۔ لہٰذا حقدار ہو گا۔

سارے غلہ کا حقدار وہی ایک شخص ہوگا اس کے برعکس اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص کی اولاد کے فقرا و مفلسوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس شکل میں وہ ایک شخص سب کا نہیں بلکہ آدھے کا حقدار ہوگا۔ (ظہیریہ)

دو حقیقی بھائی اپنے قریبی عزیزوں میں جو فقرا و محتاج ہوں ان کے اوپر وقف کریں اس کے بعد قریبی عزیزوں میں سے ایک مفلس شخص آئے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر دونوں بھائیوں نے اس زمین کو ان کے درمیان مشترک تھی وقف کیا ہے تو اس مفلس شخص کو ایک روزینہ بقدر کفایت عطا کریں گے۔ اور اگر ہر بھائی ایسی زمین وقف کرے جو غیر مشترک اور الگ ہو تو ہر ایک کی وقف شدہ زمین میں سے اسے بقدر کفایت روزینہ عطا کرنیکا حکم ہوگا قوت (روزی) کے لفظ سے اس نوع کی مسائل مقصود اتنا روزینہ ہوتا ہے جو اسے کافی ہو سکے۔ اگر وقف کردہ شئے زمین ہو تو اسے ایک برس کا روزینہ افراط تفریط سے بچتے ہوئے اوسط درجہ کا روزینہ (یعنی ایسا جو اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور نہ کم) عطا کیا جائے گا۔ اور اگر دکان وقف کی گئی ہو تو بقدر کفایت ایک ماہ کا روزینہ عطا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین اپنے قریبی عزیزوں میں جو مفلس ہوں ان کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد ایک شخص دعویٰ کرے کہ وہ واقف کا قریبی عزیز ہے اور مفلس ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قریبی عزیز ہونے اور مفلس ہونے کا ثبوت پیش کرے اور بہ ثبوت دونوں باتیں ثابت کرے۔ اگرچہ مفلسی بنیادی لحاظ سے ظاہر و ثابت ہو جاتی ہے۔ مگر ظاہری حالت محض عطا کرنے کے لئے حجت بن سکتی ہے فقط ظاہری حالت اس کے حقدار ہونے کے لئے حجت و دلیل نہ بنے گی۔ لہٰذا گر وہ اپنے قریبی عزیز ہونے کے گواہ پیش کرے تو تاوقتیکہ گواہ واقف سے اس کی قرابت معلوم و معروف نسب کے ساتھ بیان نہ کردیں اسوقت تک انکی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی اور اس کی قرابت واقف سے ثابت ہونے کا حکم نہ ہوگا، اگر وہ شخص اپنا مفلس ہونا بذریعہ گواہان ثابت کر رہا ہے تو گواہوں کو اس طرح تفسیر کرنی اور گواہی دینی چاہیئے کہ یہ شخص مفلس ہے اس کی ملکیت میں کچھ مال ہو ہم اس سے آگاہ نہیں اور نہ ہمیں کسی ایسے شخص کا علم ہے جس کے اوپر اس کا نفقہ واجب ہوتا ہو۔ اس کے بعد اگر قاضی اس کے مفلس ہونے کا حکم کردے تب بھی اس حکم کی وجہ سے وہ قرض کے سلسلہ میں نادار و مفلس شمار نہ ہوگا اگر قاضی قرض کے سلسلہ میں اس کے مفلس ہونے کا حکم کردے، اس کے بعد وہ مالِ وقف سے کچھ مانگنے آئے تو اسے عطا کریں گے۔ ہلالؒ یہی فرماتے ہیں، فقیر ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود اس بات کا ثبوت مہیا ہونا لازم ہے کہ اس کا کوئی ایسا عزیز موجود نہیں جس کے اوپر اس کا نفقہ لازم و واجب ہوتا ہو کیونکہ محض اس حکم قاضی کی بنا پر وہ قرض طلب کرنے اور مانگنے کے اندر مفلس کے حکم سے خارج ہے جبکہ مالِ وقف میں سے حقدار ہونے کے لئے اس کا ثابت کرنا ضروری ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر وہ گواہوں سے یہ بات ثابت کردے کہ وہ مفلس اور اس مالِ وقف کا ضرورت مند ہے اور اس کا کوئی آدمی موجود نہیں جس کے اوپر اسکے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو تو اس صورت میں قاضی اسے مالِ وقف میں سے عطا کرے گا۔ ہلالؒ فرماتے ہیں استحساناً یہ حکم ہے کہ قاضی اسوقت تک اسے وقف کے حقداروں میں شامل کرے

لے: یعنی قرض خواہوں کو اس سے اگر وہ مقروض ہو ہر صورت مطالبہ کا حق رہے گا اور ان کے حق میں وہ دیوالیہ یا تہی دست قرار نہیں دیا جائے گا۔

جب تک پوشیدہ طور پر یہ نہ معلوم کرے کہ وہ درست کہتا ہے۔ ہمارے مشائخ (فقہائے احناف) فرماتے ہیں کہ یہ موزوں ہے۔ ہلالؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر وہ شاہد جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں پیش کر دے اور قاضی نے بھی پوشیدہ طور پر معلوم کر لیا ہو اور اس کی پوشیدہ معلومات بھی شاہدوں کی شہادت کے مطابق ہوں یعنی یہ ثابت ہو جائے کہ یہ شخص مفلس ہے اور اس کا کوئی اس طرح کا آدمی موجود نہیں جس کے اوپر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو تو قاضی اس صورت میں اسوقت تک اسے وقف کا حق دار قرار نہ دے گا جب تک اس طرح حلف نہ لیلے کہ، واللہ تیری ملکیت میں کوئی مال موجود نہیں اور تو مفلس ہے۔ ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ یہ صورت بھی موزوں ہے۔ اسی طریقہ سے قاضی ہلالؒ کے قول کے مطابق اس سے یہ بھی حلف لے گا کہ، واللہ تیرا اس طرح کا کوئی آدمی موجود نہیں جس کے اوپر تیرے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو یہی بہتر ہے۔ (ذخیرہ)

لہٰذا اگر وہ اوپر ذکر کردہ باتوں پر گواہ پیش کر دے جیسا ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر دو عادل (شرعاً معتبر و قابلِ اعتماد) شخص یہ اطلاع دیں کہ یہ شخص مال دار ہے تو ان دو عادل آدمیوں کی اطلاع گواہی کے مقابلہ میں افضل و بہتر ہوگی اور اس شخص کو مال وقف کا مستحق قرار نہ دیں گے۔ شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں شہادت اور اطلاع دونوں کا کرابر ہے کیونکہ ذکر کردہ شہادت بھی حقیقتاً گواہی نہیں بلکہ (محض) اطلاع ہے۔ اگر دونوں گواہ یہ کہیں کہ ہمیں کسی ایسے شخص کا علم نہیں جس کے اوپر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو تو اتنا کہہ دینا اور گواہی دیدینا اس شخص کے لئے کافی ہوگا۔ اور دونوں کا اس طرح کہنا ضروری نہ ہوگا کہ اس شخص کا کوئی آدمی ایسا موجود نہیں۔ جس کے اوپر اس کے نفقہ کا وجوب ہو جس طرح کہ میراث کے اندر (بجز اس کے اور کوئی وارث نہیں کہنا) کافی ہوتا ہے[1]۔ (ذخیرہ)

واضح رہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے لڑکوں کو (زمین وغیرہ) وقف کرنے والے شخص سے اپنی قرابت اور ان لڑکوں کی مفلسی ثابت کرے تو ثابت کرنا درست (و قابلِ تسلیم) ہے مگر شرط یہ ہے کہ ذکر کردہ لڑکے نابالغ (یا پاگل) ہوں۔ اس کے برعکس اگر وہ بالغ ہو چکے ہوں (اور صحیح الدماغ ہوں) تو انہیں اپنی مفلسی و محتاجگی خود ثابت کرنی ہوگی۔ اس سلسلہ میں والد کے وصی کا حکم بھی والد کا سا ہوگا۔ اگر ان نابالغ لڑکوں کا نہ والد بقیدِ حیات ہو اور نہ والد کا مقرر کردہ وصی موجود ہو لیکن بھائی یا ماموں یا دادا کا چچا موجود ہو تو اس صورت میں استحساناً ان کو بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ان نابالغوں کی مفلسی ثابت کریں مگر شرط یہ ہے کہ نابالغ ان کے زیر پرورش ہوں۔ پھر اگر والدہ یا بھائی یا چچا ایسے قابلِ اعتماد ہوں (ان نابالغین کا غلہ وقف کا حصہ ان کے پاس رکھا جا سکتا ہو اور ان سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو) تو ان نابالغوں کو ملنے والا غلہ ان کو دے کر حکم کریں گے کہ اس کے اندر ان کے نفقہ میں خرچ کرتے رہیں۔ اگر یہ قابلِ اعتماد اور غلہ رکھنے کے لائق (ثابت) نہ ہوں تو اس صورت میں یہ غلہ ثقہ و معتبر شخص کے پاس رکھ کر یہ غلہ نابالغین پر خرچ کرنے کا حکم کریں گے۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین اپنے قرابت دار مفلسوں کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد اس کے بعض قرابت دار مفلس بعض دوسرے قرابت دار مفلسوں سے حلف لینا چاہیں کہ یہ لوگ مال دار نہیں۔ اس صورت اگر یہ لوگ دوسروں کے اوپر صحیح دعوی کریں۔ اس طریقہ پر کہ ان کے اوپر ایسے مال کی موجودگی کے مدعی ہوں جس کی وجہ سے مال دار ہو جاتے ہوں تو ان کو دوسروں سے حلف لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر جن لوگوں سے یہ لوگ حلف لینا چاہتے ہوں انہی کی جانب

---

[1] مگر وراثت میں اور اس مسئلہ میں اتنا فرق ضرور ہے کہ وارث ہونے کے ثبوت کے لئے شہادت قطعی کی ضرورت ہوتی ہے۔

متولی وقف کا میلان و رجحان ہو۔ لہٰذا اگر یہ لوگ متولی سے یہ حلف لینا چاہیں کہ، واللہ تجھے ان لوگوں کے مال دار ہونے کا علم نہیں تو انہیں یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ (واقعات حسامیہ) اگر کوئی شخص قاضی کے یہاں اپنے قرابت دار ہونے اور اپنی مفلسی کو ثابت کردے اور قاضی حکم دیدے اس کے بعد وہ ایک ایسے دوسرے وقف میں سے جو قرابت دار فقراء کے اوپر وقف ہو اسی اپنی قرابت اور مفلسی کے اظہار اور دعوے کے ذریعہ اپنے حق کو طلب کرے تو اسے اس کی ضرورت نہیں کہ ازسرنو شاہد پیش کرے کیونکہ جو آدمی ایک وقف کے سلسلہ میں محتاج و مفلس ہو وہ سارے اوقاف کے سلسلہ میں فقیر و مفلس شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ گواہوں کے ذریعہ اپنا قرابت دار ہونا واقف سے ثابت کرے اور قاضی حکم دیدے۔ اس کے بعد وہ واقف کے حقیقی بھائی کے وقف میں سے جو قرابت داروں پر وقف ہو اپنا حصہ مانگنے آئے تو اسے ازسرنو شاہد پیش کرنے کی حاجت نہیں ہوگی۔ اسی طریقہ سے اگر وہ آدمی جس کے لئے قرابت دار ہونے کا حکم کیا گیا ہو اس کا حقیقی بھائی آئے تو اسے بھی اس کی حاجت نہیں ہوگی کہ وہ قرابت دار ہونا ثابت کرے (ذخیرہ)

کوئی شخص قاضی کے یہاں شاہد پیش کرے کہ،، جو قاضی تیرے سے قبل تھا وہ اس شخص کے قرابت دار ہونے اور مفلس ہونے کا حکم اس مدت سے قبل دے چکا تھا تو قیاس کی رو سے یہ شخص وقف کے غلہ کا حقدار شمار ہوگا۔ خواہ طویل مدت کیوں نہ بیت گئی ہو مگر ہم استحساناً یہ کہتے ہیں کہ زیادہ عرصہ بیت گیا ہو تو اس سے اس کے مفلس ہونے کے ازسرنو گواہ طلب کرے گا۔ کیونکہ غلہ وقف کے اندر استحقاق کے لئے یہ شرط ہے کہ غلہ موجود ہونے کے وقت مفلس ہو۔ لہٰذا جو اس سے پہلے محتاج و مفلس ہوا اس برس کے اس غلہ میں حقدار ہوگا۔ اور جو اس کے بعد مفلس ہوا اسے اس میں سے کچھ نہ ملے گا البتہ آئندہ جو غلہ آئے گا اس کے اندر حقدار ہوگا۔ اس کے بعد اگر قاضی اس کے مفلس ہونے کا حکم کردے اور پھر وہ غلہ طلب کرتا ہوا آئے درآنحالیکہ وہ مال دار ہو اور وہ کہے کہ میں غلہ سے پیدا ہونے کے بعد مال دار ہوگیا (اس سے قبل مفلس تھا) اور اس کے شرکاء کہتے ہوں کہ یہ بات نہیں بلکہ تو غلہ پیدا ہونے سے قبل مالدار ہو چکا تھا تو قیاس کی رو سے اس شخص کا قول اور استحساناً اس کے شرکاء کا قول قابل قبول ہوگا۔ اگر قاضی اس کے مفلس ہونیکا حکم نہ دے اور پھر وہ غلہ طلب کرتا ہوا آئے درآنحالیکہ وہ مال دار ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں غلہ پیدا ہونے کے بعد مال دار ہوگیا تو نہ قیاساً اس کا قول قابل قبول ہوگا اور نہ استحساناً۔ اگر غلہ طلب کرتا ہوا آئے اور اپنے مفلس ہونے کا دعویٰ کرے، اور شرکاء اس کے مال دار ہونے کے مدعی ہوں اور اس سے حلف لینا چاہیں تو انہیں یہ حق حاصل ہوگا اور قاضی اس شخص سے یہ حلف لے گا کہ واللہ آج کے دن وقف کے مفلسوں کے لئے ہوتے اور اس غلہ وقف میں سے لینے سے بے نیاز نہیں، تو وہ داخل شمار ہوگا۔ اور اگر شاہد اس کے مفلس ہونے کی شہادت دیں اور یہ شہادت غلہ پیدا ہونے کے بعد دی گئی ہو تو وہ اس غلہ کے اندر دوسرے شرکاء کے ساتھ شریک نہ ہوگا البتہ آئندہ کے غلہ میں شریک قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر شاہد اس کے مفلس ہونے کا وقت بھی ذکر و متعین کردیں کہ یہ فلاں وقت سے مفلس ہوا ہے اور یہ وقت غلہ کی پیداوار سے قبل کا ہو تو اس شکل میں یہ بھی اس غلۂ وقف کا حقدار ہو جائے گا۔ (محیط)

اگر واقف قرابت دار فقراء کے اوپر وقف کرے اور بعض قرابت دار بعض کے متعلق قرابت دار ہونے کی گواہی دیں تو قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر گواہی دینے والے مال دار ہوں اور وہ اپنے قرابت دار میں سے ایک شخص کے بارے میں شہادت دیں کہ وہ واقف کا قریبی عزیز اور مفلس ہے اور وہ اس کا نسب بیان کریں تو امام خصافؒ کتاب الوقف کے،، باب الوقف علیٰ فقراء القرابۃ (قرابت دار فقراء پر وقف کا باب) کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ اگر

وہ شہادت کے ذریعہ نہ خود کوئی نفع اٹھائیں اور نہ اپنے سے کوئی نقصان دور کریں تو اس صورت میں ان کی شہادت قابل قبول ہوگی۔ اس باب سے متصل باب کے اندر امام خصافؒ بیان فرماتے ہیں کہ اگر دو ایسے آدمی جن کا ایک شخص کے ساتھ قرابت دار ہونا درست ہو اس کے لئے گواہی دیں کہ یہ آدمی واقف کے قریبی عزیزوں میں سے ہے اور وہ رشتۂ قرابت بیان کریں تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حق ہوگا۔ اس کے بعد اگر یہ گواہ غیر عادل ثابت ہوں اور قاضی ان گواہوں کی گواہی رد کر دے تو جس کے لئے انہوں نے واقف سے قرابت دار ہونے کی شہادت دی ہو وہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ، جب وقف سے ملنے والے مال کے اندر شریک و شامل کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

ہلالؒ نے اپنی کتاب ،، وقف ،، کے اندر بیان فرمایا ہے کہ اگر دو اجنبی شخص ایک آدمی کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ یہ واقف کا قریبی عزیز ہے اور قرابت داروں میں سے دو آدمی اس شخص کے مفلس و محتاج ہونے کی گواہی دیں تو انکی گواہی قابلِ قبول ہوگی اور اس سلسلہ میں (کہ معیار قبولیت کیا ہو) کوئی تفصیل ذکر نہیں کی۔ نیز شیخ ہلالؒ ،، وقف ،، کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر قرابت داروں میں سے ایک شخص اپنے مالدار ہونے کا اعتراف کرے اس کے بعد وقف میں سے حصہ طلب کرتا ہوا آئے اور کہے کہ میں مفلس ہوں اور میں غلہ کی پیداوار سے قبل ہی فقیر و مفلس ہو چکا تھا تو خواہ وہ اسوقت مفلس ہی کیوں نہ ہو مگر اس کے قول کو قابل قبول قرار نہ دیں گے البتہ اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ غلہ کی پیداوار سے قبل اپنے مال کو ضائع کر چکا تھا تو اس صورت میں وہ غلہ کا حقدار ہوگا۔ اس کے بعد اگر شاہد یہ کہیں کہ اس نے تلجیہ[1] کیا تھا اور قاضی بھی یہ سمجھتا ہو کہ اس نے تلجیہ کیا ہے تو اس صورت میں اسے مالِ وقف میں سے کچھ عطا نہیں کرے گا بشرطیکہ وہ یہ سمجھے کہ تلجیہ کے باعث اس کا مال اس کے پاس لوٹ آئے گا۔ (محیط)

پانچویں فصل۔ ہمسایوں پر وقف کا ذکر

اگر کوئی شخص اپنے ہمسایوں و پڑوسیوں کے اوپر وقف کرے تو قیاس کی رو سے اس سے مراد وہ لوگ ہوں گے جن کے گھر اس کے گھر سے ملے ہوئے اور متصل ہوں۔ اور استحساناً ان لوگوں کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی مراد ہوں گے جو اہل محلہ اور اس محلہ کی مسجد والے (آس پاس رہائش رکھنے والے) ہوں۔ (وجیز) اسی قول کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

امام ابوحنیفہؒ کے مسلک و مذہب کے ظاہر کی رو سے محض رہائش شرط ہے خواہ رہائش پذیر شخص خود اس کا مالک ہو یا گھر کا مالک نہ ہو (بلکہ کرایہ دار ہو) اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (محیط)

اگر رہائش پذیر شخص مالک مکان کے علاوہ کوئی اور ہو تو وقف کے اندر حق دار رہائش پذیر شخص ہوگا مالک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اس وقف کے اندر ہر پڑوسی اور ہمسایہ شامل و داخل ہوگا۔ چاہے پڑوسی مسلمان ہو یا کوئی کافر، مرد ہو یا عورت

---

[1] چھپانا، ظاہر نہ کرنا۔

آزاد شخص ہو یا کوئی غلام یا کوئی مکاتب[1] بالغ ہو یا نابالغ۔ وقف کا مال ان لوگوں کے اوپر برابر برابر بانٹا جائے گا اگر وصی (وصیت کردہ شخص) نے ان کے درمیان فرق برتا اور بعض کو بعض سے کم و بیش دیا تو وصی کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ (حاوی)

ام ولد[2] باندیاں یا مدبر[3] غلام و باندیاں اور فقط غلام اور باندیاں اس وقف کے اندر داخل و شامل نہ ہوں[4] گے۔ (خلاصہ)

اسی طریقہ سے جو مقروض واقف کے محلہ میں قرض کے باعث مقید ہوا ہے بھی اس کے اندر داخل قرار نہ دیں گے (وجیز) اس وقف کے اندر نہ واقف کی اولاد داخل ہوگی اور نہ اس کے باپ دادا اور نہ بیوی (حاوی)

وقف کی اولاد کی اولاد اگر پڑوسی ہو تو استحساناً اس کے داخلِ وقف نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتیین)

واقف کا ماموں اور چچا اور بھائی ہم سایہ ہوں تو داخلِ وقف قرار دیے جائیں گے۔ (ظہیریہ، محیط)

یہ بات واضح رہے کہ غلہ بانٹنے کے وقت جو ہمسایہ ہو وہی قابلِ اعتبار ہوگا۔ لہٰذا اگر واقف کے ہمسایوں اور پڑوسیوں میں سے بعض اپنے گھر بیچ ڈالیں اور اپنے گھر بیچ کر دوسرے محلہ میں جا بسیں اور ان کی جگہ دوسرے لوگ غلہ کی تیاری کے بعد اور غلہ کٹنے سے قبل آباد ہو جائیں تو یہ آباد ہونے والے لوگ غلہ کے حقدار ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف اپنے ہمسایوں اور پڑوسیوں کے اوپر وقف کرے اور اس کے پاس رہائش کے لئے ایک گھر ہو جس میں وہ رہائش رکھتا ہو اس کے بعد وہ یہ گھر چھوڑ دے اور کسی گھر میں جا کر کرایہ پر رہنے لگے حتیٰ کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس صورت میں غلہ وقف اس گھر کے پڑوسیوں کو عطا ہوگا جس میں وہ منتقل ہو کر موت کی آغوش میں سویا ہو۔ (محیط)

اگر واقف اپنے پڑوسیوں کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد مکہ معظمہ جا کر موت کی آغوش میں سو جائے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ مکہ معظمہ میں مکان لے چکا ہو تو آمدنی وقف ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اس کے مکہ معظمہ کے گھر کے پڑوسی ہوں اور اگر وہ بغرض ادائیگی حج یا عمرہ نکلے (اور مر جائے) تو غلہ اس کے اپنے شہر (کے مکان کے) پڑوسیوں کے لئے ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر واقف کے پاس دو گھر ہوں، ان میں سے ایک کے اندر اس کی رہائش ہو اور دوسرا کرایہ پر دے دیتا ہو تو اس صورت میں جس گھر میں واقف کی رہائش ہو۔ غلہ اسی گھر کے پڑوسیوں کیلئے ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف کے دو گھر ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں سے اس کی ایک ایک زوجہ کا قیام ہو تو اس شکل میں غلہ کے مستحق دونوں گھروں کے پڑوسی ہوں گے۔ خواہ وہ دونوں گھروں میں سے کسی بھی گھر میں موت سے ہمکنار ہوا ہو۔ (حاوی)

اسی طریقہ سے اگر وہ ایک گھر کوفہ میں اور دوسرا بصرہ میں رکھتا ہو اور ان دونوں گھروں میں سے ہر گھر میں اس کی ایک ایک زوجہ رہتی ہو تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اگر واقف اپنے پڑوس کے مفلسوں کے اوپر وقف کرے اور مر جائے اسکے بعد اسکے ورثاء یہ گھر بیچ دیں اور کسی اور محلہ میں جا کر بس جائیں تو اس صورت میں جس محلہ کے اندر واقف موت کی آغوش میں سویا ہو اسی محلہ کے مفلس پڑوسی غلہ کے حق دار قرار دیئے جائیں گے اور ورثاء کا گھر بیچ دینا کچھ معتبر نہ ہوگا۔ (اور

[1] : ایسا غلام جس کا آقا یہ کہدے کہ تو اتنا روپیہ ادا کرنے پر حلقۂ غلامی سے آزاد ہے۔ [2] : ام ولد ایسی باندی جس کے آقا کے نطفہ سے اولاد ہو۔ [3] : مدبر وہ غلام یا باندی جسے آقا یہ کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ [4] : یعنی ان کے وقف میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کچھ آزاد مرد و عورت بھی انکے ساتھ شریک ہوں۔ اور انہیں ہمسائیگی کی بنا پر حق پہونچتا ہو۔

مذکورہ حکم پر اثر انداز نہ ہوگا) (خزانۃ المفتین)

اگر واقف پڑوس کے مفلسوں کے اوپر وقف کرے اور یہ نہ کہے کہ میرے پڑوسی فقرار(مفلسوں کے اوپر یعنی اپنی جانب نسبت نہ کرے تو یہ اسی طرح ہے جیسے اپنے پڑوسی فقرار کے اوپر وقف کرے (یعنی اس سے حکم میں فرق نہ پڑے گا) (ظہیریہ)

اگر واقف کبھی بیمار پڑجانے کے باعث اس کا لڑکا اسے کسی اور محلہ یا گاؤں میں لیجائے اور واقف وہیں موت کی آغوش میں سو جائے تو غلۂ وقف کے حق دار اس کے پہلے پڑوسی ہوں گے اور اس کے اس طرح جانے کا حکم سکونت در ہائش منتقل کرنے کے لئے نہ ہوگا۔ (محیط)

کوئی عورت کسی گھر میں رہائش پذیر ہو اور وہ اپنے پڑوسیوں کے اوپر کچھ وقف کرے، اس کے بعد وہ کسی شخص کے ساتھ نکاح کرلے اور خاوند کے گھر چلی جائے اور خاوند کے گھر ہی وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو وقف کے حق دار اس صورت میں اس کے خاوند کے پڑوسی شمار ہوں گے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کسی عورت کو نکاح میں لائے درآنحالیکہ وہ شخص اپنے پڑوسیوں کے اوپر کچھ وقف کرچکا ہو اس کے بعد وہ اپنی زوجہ کے یہاں رہائش اختیار کرلے تو اس کے پہلے پڑوس کے بدل جانے کا حکم ہوگا[۱]۔ (ظہیریہ)

مشائخؒ فرماتے ہیں کہ اس کا خانہ داری کا سامان اگر پہلے مکان میں ہو (اور محض اس نے اپنی رہائش بدلی ہے) تو اس صورت میں اسی مکان کے پڑوسی وقف کے غلہ کے حق دار شمار ہوں گے۔ (محیط)

اگر اس نے اپنا گھر چھوڑ کر زوجہ کے گھر رہائش اختیار نہ کی ہو بلکہ محض آمد و رفت ہو تو اس کے پڑوسی وہی شمار ہوں گے جو اس کے اپنے گھر کے پڑوسی ہوں (اور وہی مستحق ہوں گے) زوجہ کے گھر کے پڑوسی اس کے پڑوسی قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ (حاوی)

اگر واقف اپنے گھر کے پڑوسیوں کے اوپر وقف کرے تو بغیر خاوندوں والی پڑوسی عورتیں (یعنی بیوہ یا کنواری یا مطلقہ) وقف کے اندر حق دار ہوں گی۔ اور اگر خاوندوں والی ہوں تو داخل نہیں ہوں گی۔ (بلکہ ان کے خاوند داخل ہوں گے) (ظہیریہ)

اگر یہ پتہ نہ چلے کہ کون لوگ واقف کے پڑوسی ہیں تو غلہ بانٹا نہیں جاتے گا تاوقتیکہ لوگ یہ شہادت نہ دیدیں کہ فلاں گھر میں اس کے پڑوسی ہیں۔ اس گواہی کے بعد غلہ اسی گھر کے پڑوسیوں کو بانٹا جائے گا۔ اگر کوئی پڑوسی اپنے مفلس ہونے کا مدعی ہو مگر اس کی مفلسی پہچانی اور جانی نہ جاسکے تو۔ اس کو یہ زحمت دیں گے کہ اپنی مفلسی گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے۔ اگر واقف یا وصی یہ کہے کہ میں نے غلۂ وقف پڑوسی فقرار کو عطا کیا ہے تو بحلف اسی کے قول کو قابلِ قبول قرار دیں گے خواہ پڑوسی فقرار اس بات کے منکر اور تسلیم نہ کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ (حاوی)

---

[۱] یعنی اب وقف کے حقدار اس کے موجودہ پڑوسی ہوں گے پہلے مستحق نہ ہوں گے۔

چھٹی فصل - اولاد، کنبہ والوں اور پسماندگان پر وقف کرنیکا ذکر

کوئی شخص اپنی زمین اپنے اہل بیت (کنبہ داری) کے اوپر وقف کرے تو اس وقف کے اندر ہر اس آدمی کو داخل قرار دیں گے جس سے اس کا رشتہ مسلمان اجداد کی جانب سے قریبی و متصل ہو۔ اس کے اندر مسلمان اور کافر، مرد، عورت، محرم غیر محرم نزدیکی عزیز دار دور کے عزیز سارے داخل قرار دیئے جائیں گے محض تمام سے اونچا باپ (جداعلیٰ) اس کے اندر داخل نہ ہوگا۔ اس طرح واقف کی صورت میں خود واقف کے والد اور اس کی اولاد کو بھی داخل قرار دیں گے۔ البتہ اس کی لڑکیوں اور بہنوں کی اولاد کو قرار نہ دیں گے۔ (مگر شرط یہ ہے کہ ان شادیاں کسی اور خاندان میں ہوئی ہوں) ان کے علاوہ دوسری عورتوں کی اولاد کو بھی اس میں قرار نہ دیں گے البتہ ان عورتوں کے خاوند اگر واقف کے دادا اور چچا وغیرہ کی اولاد میں سے ہوں تو اس صورت میں ان عورتوں کی اولاد کو بھی اس وقف میں داخل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

شمس الائمہ سرخسیؒ سیر کبیر کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر واقف کرتے ہوئے لفظ "اہل بیت" (کنبہ و خاندان والے) ذکر کرے مثلاً کوئی واقف کہے کہ میں اپنی یہ مقررہ اور حد کردہ زمین اپنے اہل بیت اور آخر میں فقراء کے اوپر وقف کرتا ہوں۔ تو واقف سے دریافت کیا جائے کہ اگر اس کی مراد زمین سے رہائشی گھر ہو یعنی مکان میں ہمراہ رہنے والے تو اسکی مراد اہل بیت سے ان لوگوں سے ہوگی جو اس کے زیر پرورش جنہیں اپنے گھر نفقہ عطا کرتا ہے خواہ ان سے اسکی قرابت نہ ہو اور اگر اس کی اس سے مراد یہ ہے کہ "میرے نسب کے لوگ" تو اس کے والد کی ساری اولاد جس کے نسب اس کے والد سے معروف و معلوم ہو اس کے اہلِ بیت میں داخل قرار دیجائے گی۔ قاضی علی سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اگر واقف کسی نسبتی اور جانے پہچانے و معروف خاندان کا فرد ہو تو اس کے اہلِ بیت کا اطلاق اس کے والد کی ساری اولاد پر ہوگا خواہ اس کی زیر پرورش (اور اس کے محتاج) نہ ہوں۔ اور اس کے خاندان کے نسبتی نہ ہونے کی شکل میں اس کے اہل بیت سے مقصود وہ لوگ ہوں گے جنہیں وہ اپنے مکان میں اپنے ہمراہ رکھتا ہو اور انہیں نفقہ دیتا ہو، ان کے علاوہ دوسرے لوگ خواہ اس کے قرابت دار کیوں نہ ہوں اس میں داخل قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (غیاثیہ)

اگر کوئی شخص اپنے اہل بیت کے اوپر وقف کرے تو وقف میں اس کے اہل بیت میں سے جو اس وقت موجود ہوں اور جن کی آئندہ پیدائش ہو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سب کو داخل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی آل (اولاد) کے اوپر یا اپنی جنس کے اوپر وقف کرے تو یہ اہل بیت پر وقف کرنے کے مانند ہوگا۔ اور اس کے اندر فقراء کی تخصیص نہ ہوگی (کہ محض وہی داخل ہوں) البتہ اگر واقف خود فقراء کی تخصیص کر دے تو اس صورت میں وقف خاص طور پر فقراء ہی کے لئے ہوگا اور انہی کو ملنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر اس طرح کہے کہ "ان میں سے فقراء پر" یا کہے "ان میں سے جو شخص مفلس ہو" تو ان دونوں جملوں کا حکم برابر ہوگا۔ کیونکہ غلہ کا حقدار وہی ہوگا جو غلہ حاصل ہونے کے وقت مفلس ہو اگرچہ وہ بوقتِ وقف مال دار ہو اور اس کے اندر اس کی قید نہیں لگائیں گے کہ مال دار ہونے کے بعد مفلس ہو گیا ہو۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (فتح القدیر)

کوئی عورت اپنی جنس کے اوپر یا اپنے اہل بیت کے اوپر وقف کرے تو اس صورت میں اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد اس وقف میں داخل قرار نہیں دیجائے گی۔ (خزانۃ المفتین)

اگر وقف کہے کہ، میں اہلِ عبداللہ، کے اوپر وقف کرتا ہوں، تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ وقف خاص طور پر اس کی زوجہ کے لئے ہوگا۔ شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک استحساناً یہ وقف ان سارے لوگوں کے لئے ہوگا جو آزاد افراد اس کے مکان میں اس کے زیر پرورش ہوں۔ (حاوی)

اسی قول کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

وقف کے تحت واقف کے مملوک داخل قرار نہیں دیئے جائیں گے (اور انہیں وقف میں سے کچھ نہ ملے گا) (محیط)

اور عبداللہ کو بھی اس وقف میں داخل قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے وہ شخص بھی داخل قرار نہیں دیا جائیگا۔ جو اسے دوسرے گھر میں اپنے عیال میں (زیر پرورش) رکھے (حاوی)

عیال ہر اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو کسی شخص کے نفقہ پر گزارا کرتا اور زندگی بسر کرتا ہو چاہے اس دینے والے کے گھر میں مقیم ہو یا اور جگہ ہو۔ باندی اور غلام کا شمار بھی عیال ہی میں ہوتا ہے (خزانۃ المفتین)

اگر فلاں شخص کے پسماندگان کے اوپر وقف کرے تو واضح رہے کہ کسی آدمی کے عقب (پسماندگان) وہی ہوا کرتے ہیں جن کے آباء (باپوں) کی نسبت (قرابت) اس شخص کی طرف ہو۔ اس کے اندر لڑکیوں کی اولاد کو داخل قرار نہ دینگے۔ البتہ اگر لڑکیوں کے خاوند بھی فلاں ذکر کردہ شخص کی اولاد میں ہی سے ہوں تو لڑکیوں کی اولاد بھی داخل شمار ہوگی۔ لڑکیوں اور بہنوں وغیرہ کی اولاد کی طرح دوسری عورتوں کی اولاد بھی اس وقف میں شامل و داخل شمار نہ ہوگی۔ لیکن اگر ان کے خاوند اس شخص کی اولاد میں سے ہی ہوں تو داخل قرار دیں گے۔ اگر کوئی شخص زید اور اس کے پسماندگان کے اوپر وقف کرے، زید بقید حیات ہو اور زید کی اولاد بھی موجود ہو تو اس صورت میں زید کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔ کیونکہ کسی شخص کی اولاد پر اس عقب (پسماندگان) کا اطلاق ہوا کرتا ہے جبکہ وہ شخص موت کی آغوش میں سو جائے۔ (محیط)

فصل ہفتم۔ مدبروں، آزاد کردہ غلاموں اور باندیوں اور ام ولد پر وقف کا ذکر

اگر کوئی اصل آزاد شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے آزاد کردہ غلاموں اور باندیوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور ان کے بعد فقراء کے اوپر وقف ہے اور واقف نے اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہے تو یہ وقف اس کے آزاد کردہ مملوکوں کے لئے ہو مگر شرط یہ ہے کہ اس کے آزاد کردہ مملوک موجود اور بقید حیات ہوں۔ اس وقف کے اندر وہ لوگ بھی داخل قرار دیئے جائیں گے جنہیں اس نے حلقۂ غلامی سے آزاد کیا ہے اور وہ بھی داخل شمار ہوں گے جو اس کی جانب وقف کے بعد حلقۂ غلامی سے آزاد ہو جائیں اور وہ افراد جو اس کی موت کی آغوش میں سونے کے بعد آزاد ہوں یعنی ام ولد اور مدبر اور انکو بھی داخل قرار دیں گے جو وصیت کے باعث اس کے مرنے کے بعد حلقۂ غلامی سے آزاد ہوں چاہے وہ مسلمان ہوں اور چاہے کافر، مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔ نیز اس کے آزاد کردہ مملوکوں کی اولاد کو بھی داخل قرار دیں گے کیونکہ بجز واقف کے ان کا کوئی مالک نہیں۔ (حاوی)

اگر آزاد کردہ عورتوں کی اولاد اپنے باپوں کی ولاء (آزاد کرنے کے باعث ملنے والا ترکہ) کے باعث واقف کی جانب لوٹتی ہو تو اس اولاد کو داخل قرار دیں گے اور ان کے باپوں کی ولاء اگر دوسروں کے لئے ہو تو اس صورت میں

یہ اولاد داخلِ وقف نہ ہو گی۔ (خزانۃ المفتین)

واقف کے آزاد کردہ غلاموں اور باندیوں کے آزاد کردہ اس وقف میں داخل قرار نہیں جائیں گے۔ البتہ اس وقف کے آزاد کردہ مملوک موت کی آغوش میں سو جائیں تو استحساناً اس غلہ کو وقف کے آزاد کردہ مملوکوں کے آزاد کردہ افراد پر صرف کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر واقف کا آزاد کردہ مملوک محض ایک ہو تو اسے نصف غلہ عطا کیا جائے گا اور نصف غلہ فقراء کے لئے ہو گا اور اس کے مملوکوں کے آزاد کردہ افراد کے لئے کچھ حصہ نہ ہو گا۔ اگر واقف کے آزاد کردہ دو مملوک موجود ہوں تو سارا غلہ ان دونوں مملوکوں کو عطا کئے جانے کا حکم ہو گا۔ (حاوی)

اگر واقف کے آزاد کردہ غلام بھی اور باندیاں بھی تو اس صورت میں غلہ ان تمام کے اوپر مساوی طور پر بانٹا جائے گا اگر آزاد کردہ محض باندیاں ہوں کوئی غلام ان کے ہمراہ آزاد نہ کیا گیا ہو تو سارے غلہ کی حق دار یہ آزاد کردہ باندیاں ہوں گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف کے آزاد کردہ مملوک اور ایسے موالی جنہوں نے موالات کی شرط کر لی ہو دونوں ہی موجود (وحاضر) ہوں تو اس صورت میں غلۂ وقف کے حق دار اس کے آزاد کردہ مملوک ہوں گے۔ اور اگر فقط وہی موجود ہوں جنہوں نے موالات کی شرط کی ہو تو اس صورت میں غلۂ استحساناً انہی کو عطا کئے جانے کا حکم ہو گا۔ (محیط)

اگر واقف کے آزاد کردہ مملوک ہوں اور اس کے لڑکے کے بھی آزاد کردہ مملوک ہوں اور مذکور لڑکا باپ کے آزاد کردہ مملوکوں کی اولاد کا اپنے باپ سے ملے ہوئے ترکہ کے باعث وارث ہوا ہو تو آمدنی وقف واقف کے آزاد کردہ مملوکوں کی ہو گی اور لڑکے کے آزاد کردہ مملوکوں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ اگر واقف کا کوئی آزاد کردہ مملوک نہ ہو بلکہ محض اس کے لڑکے کے آزاد کردہ مملوک موجود ہوں تو امام ابو یوسفؒ سے مروی و منقول ہے کہ غلۂ وقف اس کے لڑکے آزاد کردہ مملوکوں پر صرف کرنے کا حکم ہو گا۔ شیخ ہلالؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ استحساناً یہی حکم ہے۔ (ظہیریہ)

اگر واقف کہے کہ میرے آزاد کردہ مملوکوں اور میرے باپ کے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف ہے۔ تو اس کے دادا کے آزاد کردہ کو اس میں داخل قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔ اگر واقف کہے کہ میرے اہل بیت کے موالی کے اوپر وقف ہے تو اس کی زوجہ اور اس کے ماموں کے آزاد کردہ مملوکوں کو اس وقف میں سے کچھ نہ ملے گا۔ البتہ اگر زوجہ اور ماموں اسی کے اہل بیت میں شمار ہوتے ہوں (یعنی ان کو نفقہ وغیرہ دیتا ہو) تو داخل قرار دیں گے۔ اگر واقف کہے کہ آل عباس کے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف ہے تو اس صورت میں آل عباس کے آزاد کردہ مملوکوں نے جنہیں آزاد کیا ہو وہ اس کے اندر داخل نہ ہوں گے۔ (حاوی)

اگر اس طرح کہے کہ میرے آزاد کردہ مملوکوں اور ان کی نسل اور ان کی اولاد کے اوپر وقف ہے۔ تو اس کے اندر اس کے آزاد کردہ مملوک، اُن کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد مذکر و مؤنث سارے داخل قرار دیئے جائیں گے۔ اور اس کے اندر اس کے آزاد کردہ مملوکوں لڑکیوں کی اولاد بھی داخل قرار دی جائے گی۔ چاہے ان کا والد دوسرے لوگوں کے لئے کیوں نہ ہو۔ اسی طریقے سے اگر لڑکے کی والدہ واقف کے آزاد کردہ مملوکوں میں سے ہو اور لڑکے کا والد عرب کے آزاد لوگوں میں سے ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا کیونکہ یہ لڑکا اسکے مملوکوں کی اولاد میں ہی سے ہے۔ اور لفظ نسل کے اندر مردوں اور عورتوں کی ساری اولاد آجاتی اور داخل شمار ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی عورت موت کی آغوش میں سو جائے اور اولاد چھوڑ کر مرے اور واقف یہ شرط نہ لگائے کہ ان میں سے کسی کے موت کی آغوش میں سو جانے پر اس کے حصہ کی حقدار اس کی اولاد ہو گی۔

تو اس مرنے والی عورت کے حصہ باقی ماندہ آزاد کردہ مملوکوں پر لوٹانے کا حکم ہے۔ شیخ ابوالقاسمؒ بھی فتویٰ دیتے ہیں اگر واقف یہ کہے کہ میرے آزاد کردہ مملوکوں، ان کی اولاد کے اوپر اور ان کی نسل میں سے ان افراد پر وقف ہے جن کی ولاء مجھے ملتی ہو تو اس صورت میں وقف کی حقدار اس کے آزاد کردہ مملوکوں کی لڑکیوں کی وہ اولاد جن کی ولاء کے حق دار دوسرے لوگ ہوں نہ ہوگی۔ اگر واقف کہے کہ میں ان لوگوں کے اوپر وقف کرتا ہوں جنہیں میں نے حلقۂ غلامی سے آزاد کیا ہے یا میری جانب سے وہ نعمتِ آزادی سے ہمکنار ہوئے ہیں تو اس صورت میں اس آزاد کردہ مملوک کی اولاد جسے اس کی جانب سے آزادی عطا ہوئی ہے داخل قرار نہیں دی جائے گی۔ (حاوی)

کوئی شخص اپنی زمین یا گھر کو اپنے مملوکوں اور ان کی اولاد کے اوپر وقف کرے اس کے بعد آزاد کردہ مملوکوں میں سے کسی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو تو پیدائش سے چھ ماہ کی مدت سے کم کے اندر گھر کا جو کرایہ وغیرہ وصول ہوا ہو اس کے اندر یہ بچہ حق دار ہوگا اور جو کچھ اس مدت سے پہلے وصول ہوا ہو وہ بچہ اس کے اندر حصہ دار نہ ہوگا۔ زمین میں جو غلہ چھ ماہ کی مدت سے کم کے اندر پیدا ہوا ہو اس کے اندر یہ بچہ حق دار ہوگا۔ (واقعات حسامیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ میرے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف ہے اس کے بعد وہ اور اس کا بھائی کسی کو حلقۂ غلامی سے آزاد کریں تو وہ آزاد شدہ مملوک اس وقف میں حصہ دار نہ ہوگا۔ اور اگر واقف یہ کہہ دے کہ ان آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف ہے جن کی ولاء مجھے ملتی ہو درآنحالیکہ اس کے والد نے ایک غلام حلقہ سے آزاد کیا ہو۔ اور اس کی ولاء اسے اور اس کے بھائی کو پہونچی ہو تو اس صورت میں اس آزاد شدہ غلام کو اس وقف میں داخل قرار دیں گے۔ اگر کہے کہ ان آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف ہے جو میرے لڑکے کے ہمراہ رہیں تو آزاد کردہ مملوکوں میں سے جو لڑکے کے ساتھ رہیں گے وہ اس وقف میں سے حصہ دار ہوں گے۔ اور جو ہمراہ رہنا اور رفاقت ترک کر دیں وہ حقدار نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اگر دوبارہ رفاقت اختیار کرلیں تو ان کا حق بھی لوٹ آئے گا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میں اپنے آزاد کردہ مملوکوں اور ان کے آزاد کردہ مملوکوں اور ان مملوکوں کے مملوکوں کے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف کرتا ہوں تو اسے لڑکے کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے چوتھی اور پانچویں پشت کے جتنے افراد بقیدِ حیات ہوں ان سب کو اس میں داخل قرار دیں گے۔ (محیط)

شیخ علی ابن احمد سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنی زمین اپنے آزاد کردہ مملوکوں اور ان کی اولاد کے اوپر بطناً بعد بطن (درجہ بدرجہ) وقف کرے نیز کسی کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے اوپر وقف کرے۔ اس کے بعد اس دونوں فریقوں میں سے ایک فریق موت کی آغوش میں سو جائے اور اولاد چھوڑ کر مرے تو اس کے حصہ کا حقدار کون ہوگا۔ اس کی اولاد ہوگی یا جو افراد پہلی پشت کے بقیدِ حیات ہوں وہ مستحق ہوں گے۔ شیخ فرماتے ہیں اولیٰ و افضل یہ ہے کہ اس کا حصہ اس کی اولاد کو عطا کر دیا جائے۔ (تاتارخانیہ)

اگر واقف ایک ایسے شخص کے بارے میں جس کے نسب کا صحیح طور پر پتہ نہ چلے (یعنی مجہول النسب ہو) کہے کہ یہ میرا آزاد کردہ مملوک ہے اور وہ شخص بھی اس کے قول کی تصدیق کرے درآنحالیکہ نہ تصدیق کرنے والا معروف النسب ہو اور نہ کسی کی جانب اس کی ولاء کا علم ہو تو وہ وقف کا حقدار قرار دیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

وقت کے بارے میں یہ ذکر کردہ حکم ان آمدنیوں کے سلسلہ میں تو درست ہے جو اقرار و اعتراف کے بعد ہوئی ہوں اور اقرار سے قبل ہونے والی آمدنیوں کے اندر درست نہ ہوگا۔ نیز وہ آمدنیاں جو اس اقرار و اعتراف سے قبل ہو کر ابھی بانٹی نہ گئی ہوں ان کے متعلق بھی درست قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر واقف اپنے موالی کے اوپر وقف کرے تو موالی آزاد کرنے والے اور آزاد شدہ دونوں کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر واقف کے آزاد کرنے والے موالی موجود ہوں اور اس کے آزاد کردہ موالی بھی ہوں اور واقف موت کی آغوش میں سو جائے تو اس صورت میں دونوں فریقوں میں سے کسی فریق کو کچھ نہ ملے گا۔ (ظہیریہ)

اور آمدنی وقف فقراء کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دائمی طور پر میری خالص باندیوں، مدبرہ باندیوں اور میری ام ولد پر یہ صدقہ موقوفہ ہے تو یہ وقف درست ہو گا۔ اس کے برعکس اگر مکاتب غلام اور باندیوں کے اوپر وقف کرے تو مذکورہ بالا حکم نہ ہو گا۔ اور جوازِ وقف کا حکم نہ کریں گے) جب وقف درست ہو گیا تو ان ام ولد اور مدبرہ باندیوں کو حق پہونچے گا۔ جن کی رہائش اس کے پاس ہو خواہ وہ ان کا کسی اور جگہ نکاح ہی کیوں نہ کر دے۔ رہ گئیں وہ ام ولد باندیاں جنہیں اس وقف کرنے سے قبل اپنے حیات کے اندر حلقۂ غلامی سے آزاد کر چکا ہو تو یہ اس وقف میں سے حقدار نہ ہوں گی کیونکہ یہ باندیاں اب آزاد شدہ کہلائی جائیں گی لہٰذا اس وقف کے اندر یہ داخل نہیں ہوں گی۔ البتہ اگر واقف اس کی صراحت و وضاحت کر دے تو اور بات ہے۔ (سراج الوہاج)

اگر واقف کی جو ام ولد ہو وہ اس کی زندگی ہی میں حلقۂ غلامی سے آزاد ہو گئی ہو تو وہ وقف میں حقدار ہو گی۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میں زید کی آزاد کردہ باندیوں اور ام ولد باندیوں کے اوپر وقف کرتا ہوں درآنحالیکہ زید کی کل باندیوں میں کچھ تو ام ولد باندیاں بدستور موجود ہوں اور کچھ ام ولد باندیوں کو وہ حلقۂ غلامی سے آزاد کر چکا ہو تو اس صورت میں آمدنی وقف ان آزاد کردہ باندیوں اور ام ولد باندیوں میں بانٹی جائے گی اور اس کی آزاد کردہ باندیوں کو بھی وقف میں سے حصہ ملے گا۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ میرے موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد میری یہ زمین میرے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس کے مدبر غلام و مدبرہ باندیاں اور ام ولد باندیاں جو اس کے انتقال پر حلقۂ غلامی سے آزاد بھی ہو چکے ہوں سب مستحق شمار ہوں گے اور حصہ عطا کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین زید کے سالم نامی مملوک کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے۔ اس کے بعد زید اس غلام کو اپنی ملکیت سے نکال دے اس طرح کہ اس کو بیچ ڈالے تو آمدنی کا حقدار بہر صورت سالم ہو گا۔ جہاں جائے گا آمدنی وقف اسے ملے گی اور اس آمدنی کو قبول و منظور کرنے کا حق بھی سالم کو ہو گا۔ مالک کو نہ ہو گا۔ لہٰذا غلہ کی پیداوار کے وقت سالم کا جو آقا ہو یہ غلۂ وقف اسی کو مل جائے گا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین زید کے غلام سالم کے اوپر اور اس کے بعد مساکین کے اوپر وقف ہے، اس کے بعد زید سالم کو وقف کر دے تو ذکر کردہ غلہ سالم کا ہو گا خواہ کہیں بھی رہے۔ اگر واقف ہی سالم کا مالک بن جائے اور سالم اس کی ملکیت میں آ جائے تو سالم کے اوپر کئے ہوئے وقف کو باطل قرار دیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر واقف کہے کہ میرے مملوک سالم کے اوپر اور اس کے بعد مساکین کے اوپر وقف ہے تو آمدنی وقف کے حقدار مساکین ہوں گے سالم کو کچھ نہ ملے گا۔ اور نہ آمدنی وقف واقف کو ملے گی۔

اگر واقف اپنے غلام سالم کو کسی شخص کے ہاتھ بیچ ڈالے تب بھی سالم یا اس کا آقا وقف میں حقدار نہ ہوں گے۔ لہٰذا یہ بات واضح رہے کہ وقف واقف کی مدبر اور ام ولد باندیوں کے اوپر درست ہے اور اس کے خالص مملوکوں

---

[1] یعنی مدبر وغیرہ کی طرح ان کی آزادی مشروط بھی نہ ہو بلکہ مکمل طور پر غلام ہوں۔

پر وقف کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ امام محمدؒ نے اس فرق کی جانب اشارہ کر دیا کہ ام ولد اور مدبر میں ایک نوع کی آزادی موجود ہے اور خالص مملوک یک گونہ آزاد بھی نہیں ہوتا۔ (ظہیریہ)

شیخ ابو حامد سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص ایک زمین اپنے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد یہ لوگ اس زمین کی تعمیر و اصلاح کی خاطر بانٹنے کا قصد کریں تو شیخؒ فرماتے ہیں کہ اگر حفاظت اور تعمیر و اصلاح کی خاطر بانٹنے کا ارادہ کیا ہو تو تقسیم درست ہوگی اور اگر مالک بن جانے کی غرض سے تقسیم مقصود ہو تو درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ (تاتار خانیہ)

فصل ششم

اگر کوئی شخص فقراء کے اوپر وقف کرے پھر وقف کردہ شے کی اس کی کچھ اولاد کو بوجہ مفلسی ضرورت ہو جائے یا اس کے بعض قرابت دار بوجہ افلاس اس کے محتاج ہو جائیں تو اس قسم کی شکلوں کے احکام کے سلسلہ میں فتاویٰ کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین فقراء مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ کر دے، اس کے بعد اس کے بعض قرابت دار یا وہ اپنے آپ محتاج و ضرورت مند ہو گئے پس اگر اسے خود احتیاج پیدا ہو گئی تو۔ تمام ائمہ کے نزدیک اسے غلۂ وقف سے کچھ بھی عطا نہ کریں گے (خلاصہ)

اگر واقف بحالت تندرستی کہے کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد فقراء کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ یہ زمین اس کے کل ترکہ کا تہائی ہو یا وہ اپنی بیماری میں اس طرح کہے اور پھر موت کی آغوش میں سو جائے درآنحالیکہ اسکے ایک نابالغ بیٹی موجود ہو تو غلۂ وقف اس لڑکی کے اوپر صرف کرنا درست و جائز نہ ہوگا۔ شیخ ابو القاسمؒ سے یہی تفصیل منقول ہے صدر شہید حسام الدینؒ فرماتے ہیں کہ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

اگر اس کے قرابت داروں میں سے بعض یا اس کے بعض لڑکے اس وقف کے محتاج ہو جائیں اور اس نے ذکر کردہ وقف[1] تندرستی کی حالت میں کیا ہو تو اس کے کچھ (بہ حسب ذیل) احکام ہیں۔ (۱) غلۂ وقف قرابت دار فقراء کے اوپر صرف کرنا زیادہ بہتر و افضل ہے۔ اس کے بعد باقی ماندہ غیر قرابت دار فقراء پر تقسیم کیا جائے۔ (۲) یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ غلہ پیدا ہونے کے وقت مفلس و محتاج کون ہے بلکہ یہ دیکھیں گے کہ غلہ کی تقسیم کے وقت (واقعی) مفلس و محتاج کون ہے۔ (۳) واقف کے قرابت داروں میں قرابت کی ترتیب ملحوظ رہے گی اور اسی اعتبار سے درجہ بدرجہ مستحق ہوگا۔ اس کی پشت سے پیدا شدہ اولاد اس کی ولی ہوگی، اس کے بعد اس کے لڑکے کی اولاد۔ اس کے بعد تیسری پشت والے اور پھر چوتھی پانچویں، چھٹی پشت تک ساری پشتیں اس وقف میں داخل شمار ہوں گی۔ ان پشتوں میں سے اگر کوئی موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر (تقسیم کے بعد) غلہ بچ جائے تو وہ قرابت دار فقراء پر بانٹا جائے گا۔ اور ان میں بھی اولیٰ سب سے قریبی عزیز مستحق ہوگا۔ (حاوی)

اس کے بعد واقف کے آزاد کردہ مملوکوں کا درجہ ہے پھر واقف کے پڑوسیوں اور پھر واقف کے اہل شہر کا درجہ

[1] یعنی مرض الموت میں نہ کیا ہو۔

ہے۔ لیکن ان میں ان لوگوں کو مقدم رکھا جائے گا۔ جو اپنی جائے سکونت کے لحاظ سے واقف سے سب سے بڑھ کر قریب ہوں۔ (محیط سرخسی، محیط، فتاویٰ قاضی خاں)

چوتھی شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو عطا کیا جائے ان میں سے ہر شخص کو دو سو درہم سے کم عطا کئے جائیں شیخ ہلال یہی فرماتے ہیں۔ (حاوی)

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ فقراء کے اوپر وقف کرے اور اس کے بعد قرابت دار محتاج و مفلس ہو گئے ہوں اگر واقف قرابت دار فقراء کے اوپر وقف کرے تو ساری آمدنی ان فقراء کے اوپر تقسیم کی جائے گی خواہ ان میں سے ہر ایک کے پاس دو سو دراہم سے زیادہ پہونچ رہے ہوں۔ اگر وہ قرابت دار فقراء میں ضرورت و محتاجی کے اعتبار سے ترتیب قائم کر دے کہ پہلے سب سے زیادہ محتاج و ضرورت مند کو، اس کے بعد جو اس کو مستثنیٰ کر کے سب سے زیادہ مفلس و محتاج ہو بالترتیب تو ایسی شکل میں پہونچنے والا پورا حصہ عطا نہیں کریں گے۔ بلکہ دو سو دراہم سے کم کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر واقف فقراء کے اوپر وقف کرے اور قاضی اس میں سے اس کے بعض قرابت داروں کو کچھ عطا کرے تو اس کے اندر دو شکلیں ہوں گی۔ (۱) قاضی نے اسے عطا کرنے کا حکم نہ دیا ہو کہ ان کے لئے کچھ لازم و واجب ہو جانے کا باعث ہو تو اس صورت واجب نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ پھر اگر دوسرا قاضی آجائے تو اسے اس طریقہ کے توڑ دینے اور ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ یعنی قرابت داروں کو کچھ نہ دینے کا حق ہوگا۔ (۲) پہلا قاضی عطا کرنے کا حکم دیدے اور متولی سے کہدے کہ میں اس کا حکم دے چکا اور یہ ان کے لئے مستقل وقف سے وظیفہ مقرر کر دے تو ان لوگوں کو دوسرے فقراء کے بنسبت زیادہ حق حاصل ہو جائے گا اور اس کے بعد آنے والے دوسرے قاضی کو اس سابق دستور و طریقہ کے توڑنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف اپنی زمین اس شرط کے اوپر وقف کرے کہ اس کے اندر آدھا مساکین کے لئے اور آدھا قرابت دار فقراء کے لئے وقف ہے۔ اس کے بعد قرابت فقراء کو (مزید) ضرورت ہو اور جتنی مقدار انہیں ملتی ہو وہ ان کے لئے ناکافی ہو تو جتنی مقدار اس نے مساکین کو عطا کرنے کی شرط لگائی ہے اس میں سے انہیں عطا کیا جائے یا نہیں۔ تو شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ اس میں سے ان کو نہ دیں گے۔ یوسف ابن خالد سمتیؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ شیخ ابراہیم ابن یوسفؒ بھی علی ابن احمد فارسیؒ، فقیہ ابو جعفر ہندوانیؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں انہیں مساکین کے حصہ میں سے عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اس کے قرابت دار بھی ہیں اور مسکین بھی۔ لہٰذا انہیں دونوں طرف سے استحقاق ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص اپنی ایک زمین اپنے قرابت داروں اور دوسری زمین اپنے پڑوسیوں کے اوپر وقف کرے اور پڑوسیوں کے اندر بھی بعض واقف کے قرابت دار ہوں تو وہ یہ قرابت داری و پڑوسی دونوں اوقاف میں سے دونوں اوصاف یعنی پڑوس اور رشتہ داری پائے جانے کی بنا پر مستحق قرار دیئے جائیں گے۔ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر واقف کے وقف کے اندر لڑکی ہو اور یہ شرط ہو) کہ اس کے قرابت دار فقراء کے لئے اتنی مقدار اور مساکین فقراء کے لئے اتنی مقدار تو قرابت دار فقراء کو فقیروں کے لئے متعین حصہ میں سے عطا کیا جائے گا۔ اگر واقف یہ شرط کرے کہ اس کے قرابت دار فقراء کے لئے اتنی مقدار اور باقی مسکینوں کے لئے اتنی مقدار ہے تو اس صورت میں فقراء کے حصہ میں سے قرابت دار فقیروں و مفلسوں کو نہ دینے کا حکم ہوگا۔ محمد ابن سلمہؒ اور ابو نصر محمد ابن سلام بلخیؒ کا اختیار کردہ تو یہی ہے۔ (ذخیرہ)

اگر واقف اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ آمدنی وقف کی آمدنی اس مسلمان کی قرض سے نجات کے لئے ہے جو کہ قرض کے جال میں پھنسا ہوا ہو یا آمدنی وقف جہاد کے لئے یا مسافروں کے واسطے ہے یا حج کے لئے ہے یا آمدنی وقف سے مسلمان غلاموں کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرایا جائے اسکو بعد واقف قرابت دار فقراء یا اس کی بعض اولاد کو اس آمدنی وقف کی احتیاج و ضرورت ہو تو انہیں اس میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر اولاد یا قرابت دار مذکورہ بالا لوگوں میں سے کو قرض کے بوجھ میں دبا ہوا ہو یا دہ مسافر ہو تو ایسی شکل کے اندر اول اس کو عطا کیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر کوئی شخص اپنی زمین قرابت دار فقراء کے اوپر وقف کرے اور دوسری زمین مسکینوں کے اوپر وقف کردے درآنحالیکہ قرابت دار فقراء پر وقف کردہ زمین ان کے لئے ناکافی ہو۔ لہٰذا اگر یہ دونوں وقف علیحدہ علیحدہ دو عقدوں میں کئے گئے ہوں تو قرابت دار فقراء کو مسکینوں کے وقف سے بقدر کفایت عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ ایک ہی عقد کے اندر دونوں کو وقف کردے تو نہ دینے کا حکم کریں گے۔ یہ حکم کہ ایک عقد کے دونوں کو وقف کرنے کی صورت میں قرابت داروں کو مساکین کے وقف میں سے عطا نہ کریں گے شیخ ہلالؒ اور یوسف ابن خالدؒ کے قول کے مطابق ہوگا (محیط)

اگر واقف کے قرابت دار فقراء میں سے ایک کو دو سو دراہم سے کم عطا کئے جائیں اور وہ سارے عطا کردہ دراہم خرچ کردے درآنحالیکہ غلۂ وقف میں سے ابھی (کچھ مقدار) باقی ہو تو اسے از سر نو دینے کا حکم ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس نے وہ دراہم کسی برے کام میں خرچ نہ کئے ہوں۔ (حاوی)

متصلاتِ فصل کا بیان

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنی یہ زمین دائمی طور سے زید پر اور زید کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر تاوقتیکہ ان کا سلسلۂ نسل باقی رہے وقف کرتا ہوں اور ان کے بعد مساکین پر اس شرط کے ساتھ وقف کرتا ہوں کہ میرے قرابت داروں میں سے جسے اس کی حاجت ہو یہ وقف اس کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور غلۂ وقف اس کا ہوگا درآنحالیکہ اس کی قرابت میں ایک جماعت یعنی بہت سے افراد ہوں ان میں سے بعض ضرورت مند و مفلس اور بعض مال دار ہوں۔ تو جو ضرورت مند ہوگا وقف میں وہی حقدار ہوگا اور وقف اس کی جانب لوٹے گا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ کہے اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ میرے آزاد کردہ مملوکوں میں سے جو ضرورت مند ہو اسکی طرف لوٹا دیا جائے، اس کے بعد اس کے بعض آزاد کردہ مملوک مفلس و ضرورت مند ہو جائیں تو وقف ان کی طرف لوٹے گا۔ اگر واقف کہے کہ زید کی اولاد کے اوپر اور ان کے مرنے کے بعد عمرو کے اوپر وقف ہے۔ انکے بعد زید کی بعض اولاد موت کی آغوش میں سو جائے اور بعض بقید حیات رہے تو تاوقتیکہ زید کی ساری اولاد موت کی آغوش میں نہ سو جائے غلۂ وقف عمرو کی طرف نہ لوٹے گا اور عمرو حقدار نہ ہوگا۔ امام خصافؒ اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ (ذخیرہ)

شیخ ہلالؒ اپنے وقف کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری یہ زمین میرے موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد فقراء کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے، اس کے بعد اگر میرے لڑکے یا میرے لڑکے کے لڑکے میں سے کسی کو اس کی ضرورت و حاجت ہو تو بقدر کفایت اس میں سے عطا کردیں تو حکم اس کے کہنے کے مطابق ہوگا۔

لہٰذا اگر اس کے لڑکوں میں سے کوئی ضرورت مند ہو تو بقدر کفایت اسے عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اس مقدار کو سارے ورثاء کے درمیان مشترک میراث قرار دیں گے۔ اگر لڑکوں کے لڑکوں میں سے کسی کو حاجت ہو تو اسے بقدر کفایت عطا کریں گے اور وہی اس بقدر کفایت کا مالک ہوگا۔ اگر واقف کے لڑکوں میں سے کوئی اور لڑکوں کے لڑکوں میں سے بھی کوئی حاجت مند ہو تو دونوں کو بقدر کفایت عطا کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ پھر جو کچھ اس واقف کے لڑکے کو ملا ہو اسے تمام ورثاء کے درمیان میراث قرار دیں گے اور لڑکے کے لڑکے کو جو ملا ہو اس کا مالک وہی ہوگا۔ اگر واقف کے لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے سارے ضرورت مند و محتاج ہوں تو غلہ وقف ان تمام کی تعداد کے لحاظ سے تقسیم ہونے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد واقف کے لڑکوں کو جو کچھ ملا ہو وہ وقف نہیں بلکہ وہ میراث قرار دیا جائے گا اور اس کے اندر سارے ورثاء شریک قرار دیئے جائیں گے۔ اور جو کچھ لڑکوں کے لڑکوں کو ملا ہو وہی اس کے وارث شمار ہوں گے اس کے بعد اگر محتاج و ضرورت مند شخص مال دار ہو جائے تو ظاہر ہے کہ پھر اس کو عطا نہ کریں گے۔ اگر غلہ وقف اتنا کم ہو کہ دونوں فریق (یعنی لڑکوں اور لڑکوں کے لڑکوں) کو بقدر کفایت نہ دیا جا سکتا ہو درآنحالیکہ دونوں فریق محتاج و ضرورت مند ہوں۔ البتہ وہ غلہ ایک فریق کے لئے کافی ہو سکتا ہو تو اس صورت میں لڑکوں کے لڑکوں کو مقدم رکھا جائے گا۔ (محیط)

۴
چوتھا باب۔ وقف کے اندر شرط کرنیکا ذکر

ذخیرہ کے اندر ہے کہ اگر واقف زمین یا کوئی دوسری چیز وقف کرے اور یہ شرط کرلے کہ تاحیات ساری اسی کی ہوگی کرلے یا بعض حصہ تاحیات اپنے ہی کرلے اور اس کے بعد فقراء کے لئے ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ وقف درست ہو جائے گا۔ مشائخ بلخ نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی کے اوپر فتویٰ دیدیا گیا تاکہ لوگ وقف کرنے کی جانب راغب ہوں۔ فتاویٰ صغریٰ، نصاب اور مضمرات کے اندر بھی اسی طرح ہے۔ اپنے لئے شرط کرنے کی شکلوں میں یہ شکل بھی ہے کہ اس طرح کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ میرے قرض کی ادائیگی اس وقف کی آمدنی سے کیجائے یا کہے کہ میرے مرنے کے وقت اگر میرے اوپر قرضہ ہو تو اول آمدنی وقف سے میرے قرضہ کی ادائیگی کی جائے۔ پھر باقی ماندہ وقف کے راستہ میں خرچ ہو تو سب صورتوں میں وقف جائز و درست ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ جب واقف موت سے ہمکنار ہو تو آمدنی وقف سے ہر برس دس حصوں میں سے ایک حصہ کے بقدر نکال کر اس کے ذریعہ واقف کی جانب سے حج کرائے یا اسے واقف کی قسموں کی کفارات کے اندر صرف کرے یا فلاں کار خیر کے اندر یا اسے فلاں فلاں کاموں میں خرچ کردے یا کہے کہ ہر برس اتنے اتنے دراہم نکال کر ذکر کردہ کاموں میں صرف کئے جائیں اور باقی جس کے اوپر وقف کیا ہو اس کے اندر صرف ہوں تو اس طرح وقف کرنا بھی جائز و درست ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر واقف کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ موقوفہ ہے تا وقتیکہ میں بقیہ حیات رہوں غلہ وقف میرے اوپر جاری رکھیں اور اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہے تو وقف درست و جائز ہوگا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی آمدنی فقراء کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے (اس شرط کے ساتھ کہ) تا وقتیکہ میں زندہ رہوں اس کی آمدنی میرے لئے ہوگی۔ اور میرے مرنے کے بعد میرے لڑکے اور میرے لڑکے کے لڑکے اور

جب تک ان کی نسل چلتی رہے ان کی نسل کے لئے ہوگی اور ان سب کے موت سے ہمکنار ہونے کے بعد (اخیر میں) یہ مسکینوں کے لئے صدقہ ہوگی تو اس وقف کو بھی جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ مجھ کو اس میں اپنے اوپر اور اپنے لڑکے پر خرچ کرنے کا اور اپنے قرضہ کی ادائگی اس کی آمدنی سے کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اسکے بعد جب میں موت کی آغوش میں سو جاؤں تو آمدنی وقف فلاں ابن فلاں، اس کے لڑکے، لڑکے کے لڑکے، اس کے پسماندگان اور اس کے نسل کے لئے ہوگی۔ یا واقف فلاں ذکر کردہ شخص کے لئے جو شرط کرے اس کا ذکر پہلے کر دے اور اپنے لئے جو شرط کی ہو اسے بعد میں ذکر کرے تو امام خصاف کہتے ہیں کہ واقف اسکی شرط کے ساتھ جائز ہوگا۔ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق مقدم و مؤخر کرنے پر بھی حکم یکساں ہی رہے گا۔ (محیط)

کوئی شخص فقراء کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ واقف کو تا زندگی اس میں سے خود کھانے اور کھلانے کا حق حاصل ہوگا۔ پھر اس کے موت کی آغوش میں سو جانے پر اس کے لڑکے اور اسی طرح اس کے لڑکے کے لڑکے کو جب تک ان کی نسل چلتی رہے (درجہ بدرجہ) یہ اختیار حاصل رہے گا تو اس شرط کے ساتھ وقف کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (مضمرات)

شیخ شمس الائمہ حلوانیؒ اور صدر حسام الدینؒ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (سراجیہ)

اگر واقف اپنی ام ولد باندیوں کے لئے جو بوقت وقف ام ولد ہوں یا بعد میں ام ولد ہو جائیں کچھ آمدنی (مخصوص کرنے کی) شرط کرے۔ اور اپنی زندگی اور مرنے کے بعد ہر ام ولد کے لئے کچھ قسط متعین (مقرر کر دے تو بالاتفاق (اس شرط کے ساتھ) وقف جائز و درست ہوگا۔ (وجیز، مبسوط، ذخیرہ، فتاویٰ قاضی خاں)

اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (فتح القدیر)

اسی طریقہ سے اگر واقف یہ شرط مدبر غلاموں اور باندیوں کے لئے کرے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

اگر واقف خالص غلاموں اور باندیوں کے لئے کچھ آمدنی کو وقف (مخصوص کرنے کی) شرط کرے تو اس کا حکم اپنے لئے شرط کرنے کا سا ہوگا۔ لہٰذا امام ابو یوسف کے نزدیک اس کو درست قرار دینے اور امام محمدؒ کے نزدیک درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (کافی)

اگر دائمی طور پر کچھ (حصہ) وقف کر دے اور اپنے آپ کو مستثنےٰ کر لے یعنی آمدنی وقف سے تاحیات اپنی ذات پر اور غلاموں و باندیوں اور عیال پر خرچ کیا کرے گا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ وقف اور شرط دونوں کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ پھر ان لوگوں کے موت کی آغوش میں سو جانے پر ذکر کردہ غلہ مسکینوں کے لئے قرار دیا جائیگا (ذخیرہ)

اگر واقف کوئی چیز وقف کرتے ہوئے اپنی ذات کو مستثنےٰ کر دے یعنی یہ کہے کہ تاحیات وہ اس میں کھاتا رہے پھر جب وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے پاس وقف کردہ شے میں سے کچھ کھجور کے خوشے یا منقیٰ یا انگور نکلیں تو ان سب کو وقف میں داخل کر دینے کا حکم ہوگا، اور اگر واقف کے پاس سے وقف کے گندم کی روٹی نکلے تو کیونکہ اس کا شمار حقیقتاً وقف میں سے نہیں اس لئے اسے میراث قرار دیں گے۔ (ظہیریہ)

وقف الخصاف کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر واقف وقف کرتے ہوئے یہ شرط کرے کہ وہ اپنے اوپر اور اپنی

اولاد و غلاموں و باندیوں پر اور اپنے عیال کے اوپر غلۂ وقف میں سے خرچ کیا کرے گا۔ اس کے بعد غلۂ وقف آئے اور وہ غلہ کو بیچ کر اسکی قیمت وصول کر لے، اس کے بعد اسے خرچ کرنے سے پہلے وہ موت کی آغوش میں سو جائے۔ تو فرماتے ہیں کہ اس کے حقدار واقف کے ورثا ہوں گے مستحقین وقف نہ ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ رقم واقف نے حاصل کی تھی اور (شرط کے مطابق) اسی کی تھی۔ (فتح القدیر)

کوئی شخص اپنی زوجہ اور اولاد کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد یہ زوجہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس عورت کے حصہ کو اس کے لڑکے کے لئے مخصوص قرار نہ دیں گے لیکن ضروری یہ ہے کہ واقف نے یہ شرط نہ لگائی ہو کہ مرنے والے کے حصہ کی حقدار اس کی اولاد ہوگی۔ لہٰذا اس شکل میں اس کے حصہ کو سارے ورثا کی جانب لوٹا دیا جائے گا (اور سب پر تقسیم ہوگا) (کبریٰ)

کوئی شخص اپنی زمین وقف کرے اس طرح کہ اس میں سے آدھا اپنی زوجہ کے اوپر اور آدھا اپنے کسی متعین لڑکے پر اس شرط کے ساتھ کہ اگر زوجہ موت کی آغوش میں سو جائے گی۔ تو اس کے حصہ کو میری اولاد کے اوپر خرچ کیا جائیگا اور آخیر میں یہ وقف فقراء کے لئے ہوگا، اس کے بعد اس کی زوجہ کا انتقال ہو جائے تو اس کے حصہ کے اندر اس متعین لڑکے کا بھی حصہ ہوگا جس کے اوپر آدھی زمین وقف کی گئی ہے۔ (مضمرات)

کوئی شخص اپنی زمین ایک شخص پر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ اس زمین کی آمدنی اسے ماہانہ بقدر کفایت دیتے رہیں درآنحالیکہ بوقتِ وقف اس شخص کے عیال موجود نہ ہوں پھر عیال ہو جائیں تو اس صورت میں آمدنیٔ وقف سے اسے اور اس کے عیال دونوں کو بقدر کفایت عطا کرنے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ کبریٰ)

اگر زید عمرو کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ عمرو اسے کچھ متعین دراہم بطور قرض دے گا تو وقف کے جائز و درست ہونے اور شرط کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف اصل وقف کے اندر یہ شرط کرے کہ وہ جو وقت چاہے اس زمین کی جگہ دوسری زمین تبدیل کریگا جو پہلی زمین کے قائم مقام ہوگی۔ تو امام ابو یوسفؒ شرط اور وقف دونوں کو درست فرماتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط کرے کہ اس زمین کو بیچ کر اس کی قیمت سے دوسری زمین خریدے گا اور وہ دوسری زمین پہلی کے قائم مقام شمار ہوتے ہوئے وقف قرار دیجائے گی تب بھی درست ہے۔ واقعات قاضی امام فخر الدینؒ کے اندر شیخ ہلالؒ کے قول کو امام ابو یوسفؒ کے قول ہی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (خلاصہ)

واقف جب ایک بار (زمین وغیرہ) بدل لے گا تو اب دوبارہ اسے بدلنے کا حق حاصل نہ رہے گا کیونکہ شرط متعلق تو ایک بار بدل لینے پر پوری ہوگئی البتہ اگر وہ بوقت وقف ایسی بات کہدے جس سے دائمی طور پر اسے تبادلہ کا حق حاصل ہوتا ہو تو اس صورت میں اسے دوبارہ بھی بدل لینے کا حق ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر واقف اصل وقف کے اندر اس طرح کہے اس شرط کے ساتھ وقف کرتا ہوں کہ میں یہ وقف اپنی رائے اور سمجھ کے مطابق کم و بیش رقم کے بدلہ بیچوں گا یا کہے اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ میں اسے بیچ کر اس کی قیمت کے بدلہ غلام خریدوں گا یا کہے اس شرط کے ساتھ کہ میں اسے بیچ دوں گا اور اس کے آگے اور کچھ نہ کہے تو شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ اس شرط کو فاسد قرار دیں گے اور اس کی وجہ سے وقف کے فاسد (و باطل) ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین دائمی طور پر صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کی جگہ مجھے دوسری

زمین بدلنے کا حق ہوگا تو استحساناً اس وقف کو جائز و درست قرار دیں گے اور پہلی زمین کی رقم سے دوسری زمین خریدی جائے گی۔ (محیط سرخسی)

دوسری زمین خریدتے ہی پہلی زمین کی شرائط کے مطابق وقف شمار ہوگی اور وقف کے شرائط (دوبارہ) ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف محض تبادلہ کی شرط کرے اور یہ ذکر نہ کرے کہ اس کے بدلہ زمین دے گا یا مکان۔ اور (پھر) وہ پہلے وقف کو بیچ ڈالے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ عقارلے کی جنس سے اس کی جگہ مکان یا زمین کچھ بھی بدل دے۔ اسی طریقہ سے اگر یہ قید نہ لگائے کہ اسی شہر میں استبدال کرے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ جس شہر کے مکان یا زمین وغیرہ سے مرضی ہو تبادلہ کرے۔ (خلاصہ)

اگر واقف صراحتاً یہ کہدے اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ مجھے اس زمین کی جگہ دوسری زمین بدلنے کا حق ہوگا تو اب زمین کے بدلہ میں مکان دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ یہی حکم اس کی برعکس صورت میں ہوگا۔ (فتح القدیر)

اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اس زمین موقوفہ کی قیمت کے بدلہ (کوئی اور) زمین ہی خرید لے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف کہے اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ اس زمین کی جگہ بصرہ کی زمین دیدوں گا اور اس سے بدل لونگا تو اب اسے بصرہ کے علاوہ کسی اور جگہ کی زمین سے بدلنے کا حق نہ ہوگا لیکن موزوں یہ ہے کہ اگر دوسرے مقام کی زمین اس کے مقابلہ میں بہتر نظر آئے تو درست ہو کیونکہ یہ خلاف ورزی بہتری و اچھائی کی جانب ہے (اس لئے اس میں مضائقہ نہ ہونا چاہیئے) (فتح القدیر)

قنیہ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ موقوفہ مکان کا تبادلہ دوسرے مکان سے اس صورت میں درست ہے کہ یا تو محلہ ایک ہو یا جو مکان تبادلہ میں دیا جا رہا ہو اس کا محلہ موقوفہ مکان کے محلہ کے مقابلہ میں اچھا ہو اور اگر صورتِ واقعہ اس کے برعکس ہو یعنی دوسرے مکان کا محلہ پہلے سے خراب ہو تو تبادلہ درست نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

اگر واقف بوقت وقف یہ شرط کرے کہ اسے بدلنے کا حق حاصل ہوگا، اس کے بعد وہ بدلنے کی خاطر کسی کو وکیل مقرر کر دے تو وقف درست و جائز ہوگا۔ اور اگر اپنے مرنے کے وقت بدلنے کی خاطر کسی شخص کو وصیت کر دے تو وصی کو یہ حق حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف یہ شرط کرے کہ وہ اور ایک دوسرے شخص کو بدلنے کا حق و اختیار حاصل ہوگا۔ پھر دوسرا شخص اکیلا ہی تبدیل کر دے تو درست قرار نہ دیں گے۔ اور اگر تنہا واقف تبدیل کر دے تو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ تبادلہ کا حق اس وقف کے ہر متولی کو ہوگا تو اسے درست قرار دیں گے اور شرط کے مطابق ہر متولی وقف کو اس وقف کی تبدیلی اور اس وقف کی جگہ دوسری شے (مکان و زمین وغیرہ) کو اس کے قائم مقام موقوفہ قرار دینے کا حق ہوگا۔ اگر واقف یہ کہے اس شرط کیسا تھ وقف کرتا ہوں کہ فلاں شخص کو اس کے بدلنے اور اسکے قائم مقام دوسرے کو کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ پھر واقف موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے مرنے کے بعد فلاں ذکر کردہ شخص کو تبدیل کرنے کا حق و اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ اگر واقف نے یہ شرط کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد اسکو تبدیل کرنے کا حق ہوگا تو دوسرے شخص کا بدلنا درست ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لے :۔ ایسی اشیاء جنہیں اٹھا کر نہ لیجایا جا سکے مثلاً زمین وغیرہ۔

کسی متولی کو اسوقت تک وقف کی تبدیلی کا اختیار نہ ہوگا جب تک واقف ہی صراحتاً یہ شرط نہ کرے۔ اگر واقف متولی کے لئے تو تبدیلی کا اختیار حاصل ہونے کی شرط کرے مگر اپنے لئے نہ کرے تو اس صورت میں (بھی) واقف کو خود تبدیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر)

وقف جب درست ہو جائے اور اس کے اندر وہ بیچنے اور اس کی قیمت سے اسکی جگہ دوسرے کے بدلنے کی شرط کرے۔ پھر اسے اتنی رقم کے بدلہ بیچے کہ اس میں اندازہ کی غلطی کو لوگ (بلحاظ عرف) خسارہ و نقصان نہ قرار دیتے ہوں تو وقف کی بیع درست ہوگی اور اگر اتنی قیمت میں بیچ دے کہ لوگ اپنی اندازہ کے مطابق اسے نقصان قرار دیتے ہوں تو اس بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر اسے عروض (ساماں برتن وغیرہ) کے بدلہ بیچے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کی رو سے درست ہوگا۔ اس کے بعد یہ عروض عقار (زمین وغیرہ) کے بدلہ بیچ دے۔ امام ابو یوسفؒ و ہلالؒ فرماتے ہیں کہ اسے محض نقد ہی کے بدلہ بیچنا درست ہوگا۔ (بحرالرائق)

یا کسی زمین کے بدلہ بیچ دے جو اس کی جگہ وقف شمار کی جائے گی۔ (فتح القدیر)

اگر موقوفہ زمین بیچ کر اس کی قیمت وصول کرے۔ پھر موت کی آغوش میں سو جائے اور قیمت کا حال ذکر نہ کرے تو یہ قیمت اس کے ترکہ کے اوپر قرض رہے گی (اور اس کے ترکہ سے وصول کی جائے گی) (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقہ سے اگر اس قیمت و رقم کو ضائع کردے تب بھی اس پر قرض ہوگا جس کی وصولیابی کی جائے گی۔ (فتح القدیر)

اگر وہ وقف کے مال کو بیچ ڈالے اور قیمت اس کے پاس سے ضائع ہو جائے تو ضمان لازم نہیں آئے گا، اور وقف کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر وہ قیمت کے بدلہ عروض میں کوئی اس طرح کی شے خرید لے جسے وقف نہ کیا جا سکتا ہو تو اس شے کا مالک وہی ہوگا اور قیمت اس کے اوپر قرض رہے گی۔ اگر وہ قیمت خریدار کو ہبہ کردے تو اسے درست قرار دیں گے اور اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اسے ایسا کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اگر وہ قیمت کی وصولیابی کے بعد پھر خریدار کو ہبہ کردے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس ہبہ کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

اگر واقف موقوفہ شے (زمین یا گھر) کو بیچے اس کے بعد اس کے پاس خیار عیب وغیرہ کسی ایسے سبب کے باعث لوٹ کر آئے جسکی بنا پر بیع فسخ وختم ہو جاتی ہو تو اسے از سر نو بیچنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اگر کسی نئے عقد و معاملہ بیع کی بنا پر اسکے پاس لوٹ کر آئے تو اس صورت میں دوبارہ اسے بیچنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ وقف کرتے ہوئے اس طرح تبدیلی کی شرط کرے کہ ہر مرتبہ مجھے حق حاصل ہے تو اس صورت میں اسے از سر نو بیع کرنا بھی درست و صحیح ہوگا۔ اگر عیب کی بنا پر قاضی کے حکم کے باعث یا بلا حکم قاضی خریدار کے قبضہ کے بعد یا خریدار کے قبضہ سے پہلے اس کے پاس لوٹ کر آئے تو وقف کے لوٹ آنیکا حکم ہوگا۔[1] (فتح القدیر)

اور بیع کی واپسی کے بعد اسے وقف کو دوبارہ بیچنے کا حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوقتِ وقف دوسری مرتبہ بیچنے یا ہر مرتبہ بیچنے کا اختیار حاصل ہونے کی شرط کرے تو فروخت کرنیکا حق ہوگا۔ (محیط)

---

[1] اور اسے دوبارہ بیع کا حق حاصل ہوگا بشرطیکہ اس نے بوقتِ وقف یہ شرط کرلی ہو۔

اگر واقف وقف شدہ کو بیچ دے اور اسکی قیمت سے کوئی اور زمین خرید لے اسکے بعد پہلی زمین عیب کے باعث قاضی کے حکم کی بنا پر لوٹا دیجائے تو پہلی زمین موقوفہ برقرار رہے گی اور اسے اختیار ہوگا کہ دوسری زمین کا جو چاہے کرے۔ اگر پہلی بلا حکمِ قاضی اسے دیجائے اور وہ واپس کر دے تو پہلی زمین کی بیع کے فسخ نہ ہونے کا حکم ہوگا لہٰذا دوسری زمین پہلی کی جگہ اس کے عوض میں باقی رہے گی اور دوسری زمین کی صفتِ وقف باطل نہ ہونے اور اسکے موقوفہ برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور وہ پہلی زمین کو اپنی ذات کی خاطر خریدنے والا شمار ہوگا، اسے دوسری زمین کا خریدار اور اپنی ذات کے اوپر وقف کرنے والا قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر پہلی زمین فروخت کر کے دوسری زمین خرید لے پھر پہلی زمین پر حق ثابت کر کے لیلی جائے تو قیاس کی رو سے دوسری زمین کے وقف کے باطل نہ ہونے اور استحساناً دوسری زمین کے وقف نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر وقف کے اندر یہ شرط نہ کی ہو کہ مجھ کو اس کی جگہ دوسری زمین بدل لینے کا حق حاصل ہوگا تو اسے اس وقف کے فروخت کرنے اور اسکی جگہ پر دوسری بدل لینے کا حق نہیں ہوگا۔ اگرچہ موقوفہ زمین ایسی (بنجر وغیرہ) ہو کہ اس سے نفع نہ اٹھایا جاسکتا ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لیکن قاضی کے بدلنے کے اندر امام قاضی خاں کے کلام میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ قاضی کی نظر میں اگر مصلحت یہی ہو تو واقف کی شرط کے بغیر بھی قاضی کو تبدیل کر دینا جائز و درست ہوگا۔ اور دوسری جگہ اس کی ممانعت فرماتے ہیں۔ خواہ زمین ایسی کیوں نہ ہو کہ اس کے ذریعہ نفع نہ اٹھایا جاسکتا ہو۔ اعتماد اسی قول کے اوپر کیا گیا ہے کہ قاضی کو تبدیل کر دینا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ زمین قطعی طور پر نفع اٹھانے کے قابل نہ رہے اور مالِ موقوفہ میں سے مال کا کچھ حصہ بھی موجود نہ ہو کہ اس کے ذریعہ زمین کی اصلاح کی جاسکے (اور اسے قابلِ انتفاع بنایا جاسکے) نیز یہ بطریقہ غبن فاحش[1] فروخت نہ ہو۔ (بحر الرائق)

استبدال کے اندر بدلنے والے کیلئے قاضی الجنۃ ہونیکی شرط لگائی گئی ہے قاضی الجنۃ کا مطلب یہ ہے کہ قاضی عالم ہو (نیز) علم کے منشاء پر عمل پیرا ہو۔ (نہر الفائق)

شمس الائمہ محمود اوزجندیؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کے اوپر وقف کرے اور ان سے کہے کہ اگر تم میں اسکے باقی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اسے بیچ ڈالو۔ شیخؒ فرماتے ہیں کہ اگر وقف کے اندر یہ شرط کی ہو تو وقف کو باطل قرار دیں گے۔ یہ جواب امام محمدؒ کے قول کی رو سے ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے یہ وقف جائز اور شرط باطل ہوگی۔ اگر واقف کہے کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ ذکر کردہ اصل زمین میری ہوگی (اور پیداوار صدقہ ہوگی) یا اس شرط کے ساتھ کہ میری ملک اس سے کلیتاً زائل و ختم نہیں ہوگی یا اس شرط کے ساتھ کہ میں اصل زمین بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کر دوں گا تو وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ اسے بیچ کر اس سے افضل وقف میں لگا دوں۔ اس صورت میں اگر حاکم وقف اس کے بیچنے میں بہتری سمجھے تو فروخت کی اجازت عطا کر دے گا۔ (وجیز)

امام خصافؒ اپنے "وقف" میں ذکر فرماتے ہیں اگر واقف یہ شرط کرے کہ مجھے یہ حق حاصل ہوگا کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت جن امور خیر میں چاہوں صرف کر دوں تو وقف کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا، اور اگر وقف کرتے ہوئے یہ شرط کر لی ہو کہ اسے اس کے بیچنے کا حق حاصل ہوگا لیکن (پھر) وہ اسے نہ بیچے تو اس کے بعد ہونیوالے متولی کو اس وقف کے بیچنے

---

[1] اتنے کم داموں میں فروخت کرنا کہ کوئی اندازہ کرنیوالا اتنی قیمت کا اندازہ نہ لگائے بلکہ اس سے کہیں زیادہ قیمت لگائے۔

کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین اس شرط کے ساتھ صدقہ موقوفہ ہے کہ مجھ کو اس صدقہ کے باطل و کالعدم کرنے کا حق حاصل ہوگا تو ہلالؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں وقف کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا اور یوسف ابن خالدؒ فرماتے ہیں کہ وقف جائز ہوگا اور شرط باطل قرار دیجائے گی۔ امام ابو یوسفؒ سے اس سلسلہ میں کسی قسم کی روایت (منقول) نہیں کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ان کے مسلک و مذہب کی رو سے اس طرح کا وقف جائز و درست ہو جائے گا کیونکہ یہ ایسا ہے کہ جیسے واقف یہ شرط کرلے کہ فروخت کرنیکا اختیار اسے حاصل ہوگا۔ اور اس کے برعکس دوسرا کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ وقف ان کے مسلک کی رو سے ناجائز قرار دیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

امام خصافؒ نے "کتاب الوقف" کے اندر امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق کچھ مسائل بیان کئے ہیں۔ پس فرماتے ہیں کہ اگر واقف وقف نامہ میں لکھے کہ یہ وقف نہ بیچا جائے اور نہ اس کو ہبہ کیا جاسکے اور نہ اس پر کسی کی ملکیت ہوگی۔ اس کے بعد اس شرط کے ساتھ کہ فلاں شخص کو اس وقف کے بیچنے اسکی بجائے اس کی قیمت ایسی شے خرید کر جو وقف ہو سکتی ہو اسکی جگہ وقف کردینے کا اختیار حاصل ہوگا تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ پہلے یہ لکھے اس شرط کے ساتھ کہ فلاں شخص کو اسکے فروخت کرنے اس موقوفہ شے کیبجائے دوسری شے اس کے بدلہ خرید کر اس کی جگہ رکھنے اور وقف کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ پھر آخر میں لکھے اس شرط کے ساتھ کہ فلاں شخص کو اسکے فروخت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا تو اسے اسکے بیچنے کا حق و اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر واقف اپنی ذات کی خاطر یہ شرط کرے کہ مجھ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جو وقت چاہوں اس کے معالیم (کارکنان) کے اندر کمی کردوں اور جب چاہوں اس میں اضافہ کردوں اور جسے چاہوں نکال کر اسکی جگہ دوسرے کو داخل کردوں اور رکھ دوں تو اسے یہ حق حاصل ہوگا لیکن اس کے متولی کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ اگر متولی کیلئے بھی یہ اختیار حاصل ہونیکی شرط کرلی ہو تو اسے بھی اختیار حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر)

امام خصافؒ وقف کے اندر فرماتے ہیں کہ اسکے ایک مرتبہ اس طرح تغیر و تبدیلی کرنیکے بعد دوبارہ اسے اس طرح کے تغیر و تبدیلی کا حق و اختیار نہ ہوگا اگر وہ چاہے کہ تاحیات مجھے کمی و اضافہ اور خارج کرنے اور خارج کردہ کی جگہ دوسرا لانے کا جتنی مرتبہ چاہے حق حاصل رہے۔ تو فرماتے ہیں کہ صراحتاً اسکی شرط کرلینا ضروری ہے۔ اگر واقف ان مذکورہ امور کی کسی دوسرے متعین و مقرر شخص کیلئے اس کی زندگی تک شرط لگائے تو دوسرے شخص کو اس صورت میں ان اختیارات کے حاصل ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف تاحیات اپنے لئے اسکے بعد متولی کیلئے ان مذکورہ بالا اختیارات حاصل ہونے کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر اپنی زندگی تک متولی کو اس طرح کے اختیارات حاصل رہنے کی شرط کرے تو۔ واقف کی حیات تک متولی کو اس قسم کے اختیارات حاصل رہنے کا حکم ہوگا۔ اسکے بعد جب واقف موت کی آغوش میں سو جائے تو متولی سے ان اختیارات کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور جس کے لئے واقف نے ان اختیارات کے حاصل رہنے کی شرط کی ہو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے کیلئے یہ اختیارات جائز کرے یعنی کسی دوسرے شخص کو ان امور کے سلسلہ میں اپنا وصی بنائے۔ (بحر الرائق)

اگر واقف کہے میری یہ زمین اللہ تعالیٰ کیلئے صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کی آمدنی اور غلہ کو جہاں میری مرضی ہوگی مجھے صرف کرنیکا حق ہوگا تو درست و جائز ہے اور اسے حسب منشا اس غلہ کو صرف کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر وہ مسکینوں کے اوپر یا حج کیلئے یا کسی متعین شخص کے واسطے یہ وقف قرار دیدے تو پھر اسے اس سے رجوع کرنے (اور مصرف بدلنے) کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں اس غلہ کو فلاں شخص کیلئے قرار دیتا ہوں یا اسے

عطا کرتا ہوں تو پھر اس سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا اور اگر واقف ایک کیلئے متعین کرنے کے بعد وقف کو ایک کے فوت ہونے پر) دوسرے کیلئے قرار دے (یعنی یکے بعد دیگرے) تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اپنی ذات کیلئے قرار دے تو وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ شیخ ہلالؒ کے قول کی رو سے یہ حکم درست ہے اسکے برعکس اگر وہ کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ اس کے غلہ کو حسب مرضی عطا کروں گا یا جس کو دینے کی مرضی ہوگی حسب منشا دوں گا۔ تو یہ حکم (درست ہونے کا) نہ ہوگا۔ اگر واقف کہے کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس وقف کے غلہ کو میں اپنے لڑکوں میں سے جس کو چاہوں عطا کروں گا۔ تو یہ وقف درست ہوگا اور اسے اپنے لڑکوں میں سے جس کو چاہے عطا کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف اپنی زمین اس شرط کے اوپر وقف کرے کہ اس کا غلہ وہ جسے چاہے اسے عطا کرنے کا حق ہوگا تو وقف کو درست و جائز قرار دیں گے اور اسے یہ حق ہوگا کہ وہ جس کو چاہے یہ غلہ عطا کر دے۔ اس کے بعد جب وہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کی اس خواہش کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

واقف کو غلہ خود کھا لینے کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف غلہ کسی شخص کیلئے قرار دینے اور متعین کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کردہ غلہ کے مستحق و حقدار فقراء ہوں گے۔ (محیط)

اگر یہ شرط کرے کہ وہ یہ غلہ جسے چاہے عطا کرے گا یا کہے کہ جس جگہ چاہے صرف کرے گا تو اسے مالداروں کو بھی دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (قنیہ)

اگر واقف کسی متعین مالدار شخص پر صرف کرنا چاہے تو اسے حسب منشاء صرف کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر متعین فقیر و مفلس کے اوپر صرف کرنا چاہے تب بھی جائز و درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ لہٰذا جسوقت تک یہ متعین مفلس یا مالدار بقید حیات رہے گا غلہ اسی واقف کے چاہے ہوئے شخص کا ہوگا۔ لیکن اس شخص کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ بجائے اپنے دوسرے کے اوپر غلہ صرف کر دے۔ اسکے بعد جب واقف کا یہ متعین کردہ شخص موت کی آغوش میں سو جائے تو واقف کو یہ حق حاصل ہوگا کہ یہ غلہ جسکے لئے چاہے متعین کر دے۔ اگر واقف محض مالداروں پر صرف کرنا اور فقیروں کو کچھ نہ دینا چاہے تو اس کی خواہش کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ یہ چاہے کہ محض فقراء کے اوپر صرف کرے مالداروں کے اوپر صرف نہ کرے تو اسکی خواہش کو درست و جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ مالداروں اور مفلسوں دونوں ہی کو دینا چاہے تو قیاس کی رو سے وقف کے باطل ہونے اور استحساناً وقف کے باطل نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ بلکہ محض اسکی خواہش کو باطل قرار دیں گے اور سارے غلہ کے مستحق فقراء ہوں گے۔ (محیط سرخسی)

اگر سال بھر تک اسکے غلہ کو کسی متعین شخص کیلئے کر دے تو درست ہے اور سال بھر کے بعد اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ جسکے لئے مرضی ہو متعین کر دے۔ اگر غلہ دو آدمیوں کیلئے کر دے تو ان دونوں کے بقید حیات رہنے تک غلہ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ اسکے بعد اگر دونوں میں سے ایک موت کی آغوش میں سو جائے تو بقید حیات کیلئے آدھا غلہ ہوگا۔ اگر واقف کہے کہ میں نے غلہ وقف اپنے ماں باپ کیلئے کر دیا تو درست ہے جس طرح کہ اگر وہ شروع ہی سے ماں باپ کے لئے یہ غلہ وقف کرتا تو درست ہوتا۔ (محیط)

اگر واقف غلہ وقف اپنے لڑکے کیلئے کر دے تو درست و جائز ہے۔ (حاوی)

کوئی شخص اپنی زمین وقف کرتے ہوئے یہ شرط لگائے کہ متولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ غلہ وقف جسے چاہے عطا کر دے

تو درست ہے اور متولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مال داروں اور محتاجوں و مفلسوں کو عطا کردے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف اپنے مرض الموت کے اندر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ فلاں شخص کو یہ حق ہوگا کہ غلۂ وقف جسے چاہے عطا کردے۔ پھر واقف کا وصی یہ چاہے کہ غلۂ وقف واقف کے لڑکے کو عطا کیا کرے تو جائز نہ ہوگا اور قیاس کی رو سے وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگا لیکن استحساناً وقف درست رہے گا کیونکہ دراصل فقراء کے لئے کیا گیا ہے اور وہ درست ہے رہی یہ بات کہ واقف نے غلۂ وقف کے متعلق فلاں شخص کو اختیار عطا کیا ہے۔ لہٰذا اگر فلاں شخص ایسا کام اختیار کرے کہ جس کے باعث وقف درست رہتا ہو تو اسکے اختیار کو صحیح قرار دیں گے ورنہ اسکے اختیار کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص کہے اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ فلاں شخص غلۂ وقف کو جسے چاہے عطا کرے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا اور فلاں ذکر کردہ شخص کو یہ حق حاصل ہوگا کہ واقف کی حیات میں اور واقف کے مرنے کے بعد غلۂ وقف جسے چاہے عطا کردے۔ لہٰذا گویا اس نے یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد اور میرے انتقال کے بعد جسکو چاہے عطا کرے۔ قیاس کی رو سے اسکے انتقال کے بعد فلاں شخص کو یہ حق حاصل نہ رہے گا۔ اسکے بعد اگر وہ آدمی جسے اختیار عطا کیا گیا ہے موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کیا گیا غلہ فقراء کیلئے ہوگا۔ اور جسے یہ اختیار دیا ہو کہ جس کو وہ چاہے عطا کردے اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ اپنی اولاد اور اپنی نسل کو عطا کرے خواہ واقف کی اولاد اور اس کی نسل کو عطا کردے مگر اپنی ذات کو دینا (اور اپنے اوپر صرف کرنا) جائز نہ ہوگا۔

اگر واقف اس طرح کہے کہ میں یہ وقف اپنی ذات کو دیتا ہوں تو اس کہنے کی بنا پر اسکا اختیار باقی رہے گا اور ساقط نہ ہوگا۔ اگر وہ ذکر کردہ غلۂ وقف کو واقف کیلئے کردے تو جس امام کے نزدیک اپنے آپ وقف کرنا جائز و درست نہ ہو اس کے قول کی رو سے یہ وقف جائز و درست نہ ہوگا (بلکہ باطل ہوگا) اسی طریقہ سے اگر سال بھر تک ذکر کردہ غلہ کو واقف کے لئے کردے تب بھی جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اسکے برعکس اگر واقف غلہ عطا کرنے کا اختیار خود لیلے اور پھر وہ اپنی ذات کو دے تو اس صورت میں وقف کے باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر فلاں ذکر کردہ شخص جسے غلۂ وقف عطا کرنے کا اختیار دیا ہو وہ کہے کہ میں نے یہ غلۂ وقف مال داروں کیلئے کردیا تو وقف کے باطل و کالعدم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین بنی فلاں کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ مجھ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ غلۂ وقف جسے چاہوں عطا کردیا کروں۔ اسکے بعد وہ بنی فلاں میں سے کسی مقرر و متعین شخص کو عطا کرنا چاہے تو اسکے چاہنے (اور صرف کرنے) کو جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ سارے بنی فلاں کے اوپر صرف کرنا چاہے تب بھی اسکے چاہنے کو جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور ذکر کردہ غلۂ کو ان سب کے اوپر برابر برابر تقسیم کریں گے۔ کیونکہ اسکا یہ قول کہ جسے چاہوں ایسا حکم ہے جو عام ہے (خاص نہیں) لہٰذا سب اس میں شریک ہوں گے۔ اور اگر بنی فلاں کے علاوہ کسی دوسرے کے اوپر صرف کرنا چاہے تو اسکے اس چاہنے کو باطل قرار دیں گے (اور دوسرے کے اوپر صرف کرنا درست نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین بنی فلاں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ مجھکو یہ حق حاصل ہوگا کہ میں جس کو چاہوں غلہ عطا کردوں تو اس صورت میں واقف کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ان میں سے جس کو بھی چاہے حسب منشاء عطا کردے۔ اگر وہ کہے کہ میں کسی کو بھی ان میں سے عطا کرنا نہیں چاہتا تو اس صورت میں یہ سب کے سب غلۂ کے حقدار ہوں اور اس کے چاہنے کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور یہ ایسا ہو جائے گا گویا اس نے اپنی ذات کیلئے کسی بات کے چاہنے

کی شرط نہ کی ہو۔ اگر واقف موت کی آغوش میں سو جائے یا وہ محض یہ کہے کہ میری یہ زمین بنی فلاں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور پھر سکوت اختیار کرے تو ذکر کردہ غلہ کے مستحق سارے بنی فلاں ہوں گے۔ اگر واقف کہے کہ میں یہ غلہ ابن فلاں کیلئے وقف کرتا ہوں اسکے بھائیوں کیلئے وقف نہیں کرتا تو جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اسے اس سے رجوع کا حق نہ رہے گا۔ (البتہ) اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ بعض کو ان میں سے بعض کے مقابلہ زیادہ اور بعض کو بعض سے کم عطا کر دے۔ اور اسے بعض کو محروم کر دینے اور کچھ نہ دینے کا بھی حق ہوگا۔ استحساناً اسے یہ بھی حق حاصل ہوگا کہ خواہ سارا بنی فلاں کو عطا کر دے اسکے بعد اگر وہ آدمی جس کے لئے ذکر کردہ غلہ وقف کیا ہو موت کی آغوش میں سو جائے تو اسکے انتقال کے باعث اسے یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ غلۂ وقف جس کیلئے مرضی ہو مقرر و متعین کر دے۔ (حاوی)

اگر وہ چاہے کہ سارا بنی فلاں کے لئے ہو تو اس کے چاہنے کو باطل قرار دیں گے اور غلہ فقراء کے واسطے قرار دیا جائیگا قیاس کی رو سے امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں، امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ استحساناً اسے جائز و درست قرار دیں گے اور سارا بنی فلاں کیلئے ہوگا۔ ائمہ کے اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ "منھم" (ان میں سے) میں لفظ "من" سے مراد امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بعض ہیں اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ "من" بیان کیلئے ہے (اس لئے سب داخل شمار ہونگے) (بحر الرائق)

اگر واقف یہ چاہے کہ ان میں سے بعض کے اوپر صرف کر دے، اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے اور یہ بعض افراد جن کے اوپر یہ صرف کرنا چاہ رہا ہو موت کی آغوش میں سو جائیں اور باقی (دوسرے) بنی فلاں بقید حیات ہوں تو ان مرنے والوں کے حصوں کو فقراء کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا اور اگر وہ بنی فلاں کے علاوہ اور ان لوگوں کو دینا چاہے تو اسکے چاہنے کو باطل و کالعدم قرار دیں گے۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف کہے کہ میں اس غلہ کو بنی فلاں اور ان کی نسل کیلئے قرار دیتا ہوں تو محض بنی فلاں کیلئے اسکے چاہنے کو درست و جائز قرار دیں گے اور انکی نسل و اولاد کو اس میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میری زمین بنی فلاں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ میں جسے چاہوں فضیلت و ترجیح دوں (اور زیادہ عطا کر دوں) تو درست ہے اور اسے بنی فلاں میں سے جسے چاہے فضیلت دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر واقف اپنے چاہنے کی تردید کرتے ہوئے کہے کہ (اب) میں کچھ نہیں چاہتا یا وہ موت سے ہمکنار ہو جائے تو ذکر کردہ غلہ کو بنی فلاں میں مساوی تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ بنی فلاں کے بعض افراد کو کچھ نہ دے تو اسے محروم کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر وہ اس شرط کے ساتھ بنی فلاں کے اوپر وقف کرے کہ فلاں متعین شخص مثال کے طور پر زید کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ان میں سے جسے چاہے فضیلت و ترجیح دے تو اس صورت میں ذکر کردہ فلاں شخص کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ ان میں جسے چاہے فضیلت و ترجیح دیدے۔ (محیط)

اگر واقف آدھا غلہ ایک متعین اور مخصوص شخص کیلئے کر دے اور باقی آدھا باقی ماندہ لوگوں (باقی بنی فلاں) کیلئے کر دے تو درست ہے۔ لہٰذا آدھے غلہ کا حقدار وہ اکیلا ہوگا اور باقی ماندہ آدھے میں یہ اور باقی ماندہ لوگ مساوی طور پر پہونچنے والے حصہ کے لحاظ سے شریک ہوں گے۔ کیوں کہ واقف نے اس تنہا شخص کو آدھے غلہ کے ساتھ ترجیح و فضیلت دی ہے اور آدھے کے ساتھ فضیلت دینا اور عطا کرنا اس کی علامت ہے کہ باقی آدھے کے اندر وہ باقی ماندہ دوسرے افراد کے ساتھ شریک ہے۔ اگر واقف اس طرح کہے کہ اس شرط کے ساتھ مجھ کو حق حاصل ہے کہ اس غلہ میں سے جتنی مقدار

جسے چاہوں خاص طور پر عطا کر دوں۔ لہٰذا وہ آدھا غلہ ایک شخص کیلئے خاص کر دے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہو گا اور وہ شخص باقی ماندہ کے اندر شریک شمار نہ ہو گا۔ اور اگر واقف سب بنی فلاں پر وقف کرنا چاہے تو یہ بھی جائز و درست ہو گا۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف کہے کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ مجھ کو حق حاصل ہو گا۔ کہ ان میں سے جسے چاہوں وقف کی خاطر مخصوص (متعین) کر لوں تو اسکے کہنے کے مطابق ہی عمل ہو گا اور اسے حسب منشا ان میں سے کسی کو مخصوص کر لینے کا حق حاصل ہو گا۔ اگر وہ سارا غلہ ایک ہی کو عطا کر دے تو اسے بھی درست و جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ سارا غلہ سب کو عطا کر دے تو اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ واقف نے کہا تھا، ان میں سے[1] "، تو قیاس کی رو سے اسے ناجائز و نادرست قرار دینے اور استحساناً جائز قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اگر واقف کہے کہ اس برس کے غلہ کے اندر ان میں سے کسی شخص کو مخصوص طور پر نہیں دوں گا (اور کسی کو متعین نہ کروں گا) تو درست ہے اور غلہ سب کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط)

اگر واقف اس شرط کے ساتھ بنی فلاں کے اوپر وقف کرے کہ ان میں سے جسے چاہوں محروم کرنے کا حق ہو گا اور پھر وہ بجز ایک کے تمام کو محروم کر دے تو جائز و درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اس کا سب کو محروم کر دینا امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کی رو سے جائز و درست نہ ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کی رُو سے استحساناً ایسے .. کرنے کا حق حاصل ہو گا اور وقف اس صورت میں فقراء کیلئے ہو جائے گا۔ اور اسکے بعد اسے دوبارہ بنی فلاں پر اسکے لوٹالے اور رد کرنے کا حق نہ رہے گا۔ اگر واقف کہے کہ میں انہیں اس برس کے غلہ سے محروم کرتا ہوں تو اس صورت میں ان کو اس برس کے غلہ میں سے کچھ نہ ملے گا اور یہ سارا غلہ فقراء کیلئے ہو گا۔ اور آئندہ کے غلہ میں واقف کا چاہنا اور اختیار باقی رہے گا۔ اسکے بعد اگر واقف اس سے قبل کہ ان میں سے کسی کو محروم کرتا موت کی آغوش میں سو گیا تو یہ تمام اس غلہ میں برابر کے شریک رہیں گے۔ اگر وہ یہ شرط کرے کہ مجھے یہ حق حاصل ہو گا کہ میں جس شخص کو بنی فلاں میں سے نکال دینے کی مرضی ہو نکال دوں، اسکے بعد وہ ایک شخص یا سارے افراد کو نکال دے تو (استحساناً) اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور ذکر کردہ غلہ کے حقدار فقراء ہو جائیں گے۔ اگر واقف ایک کو نکال دے پھر یہ چاہے کہ اسے داخل کر لے تو ایک مرتبہ نکال دینے کے بعد دوبارہ داخل کرنا درست نہ ہو گا۔ اور یہ سارا وقف باقی ماندہ افراد پر ہو جائے گا کیونکہ اسے یہ تو اختیار ملا تھا کہ جس کو چاہے نکال دے یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا کہ جس کو چاہے داخل بھی کر لے۔ (حاوی)

پھر اگر خارج کرنے کے وقت وقف کے اندر غلہ ہو تو ہلالؒ بیان فرماتے ہیں کہ وہ خاص طور پر اسی غلہ کو نکالا جائے اور وہ وصایائے اصل و جامع صغیر، کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے اوپر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ دائمی طور پر غلہ سے نکالا جائے گا[2]۔ لہٰذا اگر وہ کسی شخص کو اپنے باغ کی آمدنی دیجانے کی وصیت کر دے در آنحالیکہ وصیت کرنے والے کے موت کی آغوش میں سو جانے کے دن باغ میں غلہ ہو تو اس صورت میں جس شخص کیلئے وصیت کی گئی ہو اسے یہ غلہ اور آئندہ پیدا ہونے والا غلہ دائمی طور پر ملنے کا حکم ہو گا۔ اور ہلالؒ کی روایت کی رو سے اسے محض موجود غلہ ملنے کا حکم ہو گا آئندہ پیدا ہونے والا غلہ نہیں ملے گا۔ ہمارے بعض اصحاب (بعض احنافؒ) سے اسی طرح منقول ہے (محیط سرخسی)

---

[1] یعنی سب نہیں بلکہ بعض مراد تھے [2] یعنی اسے کبھی بھی اس غلہ کو وقف سے عطا نہیں کیا جائے گا۔

اگر وہ یہ کہہ کر کہ میں فلاں یا فلاں شخص کو اس وقف سے نکالتا ہوں نکالدے تو جائز و درست قرار دیں گے اور بیان اور خارج شدہ کو متعین کرنے کا حق اسکو حاصل ہوگا۔ پھر اگر وہ خارج شدہ کو (متعین طور پر) بیان نہ کرے حتی کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کردہ غلہ ان دو کے علاوہ باقی افراد پر برابر برابر تقسیم ہوگا اور ان دو افراد کیلئے ایک حصہ لگائیں گے۔ اگر یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں تو اس ایک حصہ میں سے نصف نصف دونوں لے لیں اور اگر وہ دونوں منکر ہوں یا ایک منکر[1] ہو تو تا وقتیکہ یہ دونوں کسی بات پر متفق ہو کر آپس میں صلح نہ کرلیں یہ حصہ (محفوظ) رکھا جائے گا اور کسی کو بھی نہ ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ (بحرالرائق)

اگر واقف اس طرح کہے کہ "میں فلاں کو نکالتا ہوں نہیں بلکہ فلاں (شخص) کو تو اس صورت میں دونوں کے نکل جانیکا حکم ہوگا۔ اگر واقف یہ شرط لگائے کہ مجھے جسکو چاہوں داخل کرلینے کا حق واختیار ہے تو اسکو جسے چاہے داخل کرلینے کا اختیار ہوگا۔ اور اسے ان میں سے کسی کو نکال دینے کا حق نہیں ہوگا۔ اسکے بعد اگر وہ کسی شخص کو داخل کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو یہ سب غلہ کے حقدار ہوں گے اگر واقف اس طرح کہے کہ میں غلۂ وقف کے اندر فلاں شخص کو دائمی طور پر داخل کرتا ہوں تو حکم اسکے کہنے کے مطابق ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میری یہ زمین عبداللہ کی اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے مگر شرط یہ ہے کہ مجھے زید کی اولاد کو اس کے اندر داخل وشامل کرنیکا حق حاصل ہوگا تو اسے یہ حق نہ ہوگا کہ زید کی اولاد کے علاوہ اور کسی کو داخل کرے البتہ یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر ساری زید کی اولاد کو داخل کرنا چاہتا ہوں تو ساری اولاد کو داخل اور اس وقف میں شریک کرلے۔ داخل کرنے کی صورت میں زید کی اولاد عبداللہ کی اولاد کی برابر کی شریک ہوگی اور سب کو برابر برابر حصہ ملے گا پھر اگر یہ کہے کہ مجھکو انکا داخل کرنا منظور نہیں تو اس صورت میں اسکا اولادِ زید کو داخل کرنیکا حق ختم ہو جائے گا اور اس وقف کو فقط عبداللہ کی اولاد کیلئے قرار دیں گے۔ (حاوی)

کوئی شخص کوئی شے اپنی ام ولد باندیوں کے اوپر وقف کرے اور یہ کہے کہ جو نکاح کریگی اسکے لئے کچھ نہیں ہوگا اسکے بعد ان باندیوں میں سے کوئی باندی نکاح کرلے، اسکے بعد اسکا خاوند اسے طلاق دیدے تو اسکے اندر دو شکلیں ہیں (۱) واقف یہ شرط نہ لگائے کہ ان میں سے کسی کے نکاح کرنے کے بعد اگر اسکا خاوند اسے طلاق دیدے تو اسے بھی عطا کیا جائے گا۔ (۲) وہ مذکورہ شرط لگا دے۔ لہٰذا اگر پہلی شکل ہو تو اس طرح کی ام ولد جسے نکاح کے بعد اسکے خاوند نے طلاق دیدی ہو کچھ نہ دینے کا حکم ہوگا کیونکہ واقف، اس قسم کی ام ولد کو جو کسی سے نکاح کرنے پر مستثنیٰ اور خارج کرچکا ہے۔ اور اگر دوسری شکل (یعنی واقف نے اسکو عطا کرنے کی شرط لگائی ہو) تو وہ مستحق ہوگی کیونکہ مستثنیٰ کرتے ہوئے اس طرح کی ام ولدوں کو جنہیں نکاح کے بعد طلاق دیدی گئی ہو مستثنیٰ کرچکا (اور داخل کرچکا ہے) اور قاعدہ یہ ہے کہ استثنا کی نفی اثبات کو مستلزم ہوتی ہے (یعنی انکار اقرار میں بدل جاتا ہے) اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص بنی فلاں کے اوپر وقف کرے اور ان میں جو شخص شہر سے باہر ہو اسے مستثنیٰ کردے۔ اسکے بعد ان میں کے بعض افراد وہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں اور پھر اسی شہر میں لوٹ آئیں تو اسکے اندر بھی مذکورہ بالا دونوں صورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ بنی فلاں میں علم سیکھنے والوں اور تحصیل علم کرنے والوں کے اوپر وقف ہے۔ اسکے بعد ان میں سے بعض تحصیلِ علم ترک کردیں مگر پھر (کچھ عرصہ بعد) تحصیلِ علم کرنے لگیں تو اس شکل میں بھی مذکورہ بالا دونوں صورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے حکم کیا جائے گا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

"واقف الخصاف" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اپنی نسل وعقب (پیچھے رہنے والے) اور اپنی

---

[1] یعنی یہ کہے کہ مجھے خارج نہیں کیا۔

اولاد پر یہ زمین دائمی طور پر جب ان کا سلسلۂ نسل باقی رہے وقف کرے اور ان کے بعد فقراء اور مسکینوں کیلئے وقف کر دے اور وقف کرتے ہوئے یہ شرط لگائے کہ اگر ان میں سے کسی نے مذہب و مسلک حنفی ترک کر کے شافعی مسلک و مذہب اختیار کیا تو وہ وقف سے علیحدہ خارج شمار ہوگا تو اس صورت میں اس کی شرط کے مطابق عمل ہوگا اور جو آدمی مسلکِ حنفی ترک کر کے مسلکِ شافعی کو اپنائے گا وقف سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اگر ان میں ایک شخص دوسرے کے بارے میں مدعی ہو کہ اسنے مسلکِ حنفی ترک کر کے مسلکِ شافعی اختیار کر لیا ہے اور دعویٰ کیا گیا شخص انکار کرتا ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے اور مدعی کے اوپر لازم ہوگا کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص اپنی اولاد کے اوپر وقف کرتے ہوئے یہ شرط کرے کہ جو آدمی معتزلہ کا مذہب اپنائے گا اسے وقف سے خارج اور علیحدہ شمار کریں گے تو اس صورت میں ان میں سے معتزلی ہونے والا شخص وقف سے خارج اور غیر حقدار قرار دیا جائیگا اسی طریقے سے اگر واقف معتزلی ہو اور وہ شرط کرے کہ جو معتزلہ کے مذہب کو ترک کر کے اہلِ سنت کے مذہب (و مسلک) کو اپنائے گا اسے وقف سے خارج قرار دیں گے تو پابندیٔ شرط لازم ہوگی۔ اگر واقف یہ شرط کرے کہ جو آدمی اہلِ سنت کے مذہب و مسلک کے علاوہ کسی اور کی جانب منتقل ہوگا یعنی رافضی (شیعہ) یا خارجی[2] ہو جائے گا۔ تو اسے وقف سے خارج قرار دینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر ان میں کوئی آدمی دائرہ اسلام سے نکل جائے (یعنی نعوذ باللہ) اسلام سے پھر جائے تو اسے وقف سے خارج قرار دیں گے۔ یہ بات واضح رہے کہ اس بارے میں مرد اور عورت دونوں حکم کے اعتبار سے برابر ہیں۔ اگر یہ شرط کرے کہ جو آدمی مذہب قدریہ[1] ترک کر کے دوسرے مذہب کو اختیار کرے گا اسے وقف سے خارج قرار دیں گے، اسکے بعد ان میں سے کوئی شخص مذہب قدریہ ترک کر کے دوسرے مذہب کو اختیار کر لے اسکے بعد اسے ترک کر کے دوبارہ مذہب قدریہ اختیار کر لے تو وہ (حق لا فوت ہونے کے بعد اب) دوبارہ مستحق نہ ہوگا۔ البتہ اگر واقف نے یہ شرط لگائی ہو کہ دوبارہ واپس آنے والا بھی حقدار ہوگا تو اسے مستحق قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر واقف مذہبوں (مسلکوں) میں کسی مذہب (مسلک) کو متعین کر دے کہ اس مذہب (مسلک) کو ترک کر کے دوسرا مذہب (مسلک) اختیار کرنیوالا وقف سے خارج شمار ہوگا، تو واقف کی شرط کے مطابق عمل ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط کرے کہ میرے قرابت داروں میں جو آدمی بغداد شہر کی رہائش ترک کر کے دوسرے شہر میں قیام پذیر ہوگا اسے وقف سے خارج قرار دیں گے اور اسے وقف میں سے کچھ نہ ملے تو واقف کی شرط معتبر ہوگی۔ البتہ اسکے اندر اتنا فرق ضرور ہے کہ اگر وہ لوٹ کر دوبارہ بغداد میں رہائش پذیر ہوگا تو اس کے حق کے بھی لوٹ آنے اور اسکے وقف میں داخل و شامل ہونے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین اللہ تعالیٰ کیلئے زید اور عمرو پر جبوقت تک دونوں بقید حیات رہیں صدقہ موقوفہ ہے اس شرط کے ساتھ کہ بمقدم زید کو دیکھا جائے اور اسے ہر برس غلۂ وقف سے ہزار دراہم عطا کئے جائیں اور عمرو کو سالانہ وظیفہ عطا کیا جائے تو وقف اسکے کہنے اور شرط کے مطابق درست و جائز ہوگا۔ لہٰذا اگر اس طرح تقسیم کرنے کے بعد بھی آمدنی کا کچھ حصہ بچ جائے تو اسے دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر اس وقف کی آمدنی محض ہزار دراہم ہو تو وہ سارے دراہم زید کو عطا کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے ہزار دراہم سے کم ہونے کی شکل میں سارے

---

[1]: یعنی گروہِ اہل سنت سے نکلا ہوا۔ فرقۂ خارجیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ یہ بھی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ تھا۔ اہل سنت کے خلاف ہمیشہ بغاوت کرتا رہا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ الاسلام: از مولانا اکبر شاہ خاں [2]: ایک باطل فرقہ۔

زید کو دیئے جانے کا حکم ہو گا۔ اسکے بعد اگر زید موت کی آغوش میں سو جائے اور (پھر) سالانہ آمدنی وقف آئے تو اسکے اندر سے عمرو کو سال بھر تک کا روزینہ دیں گے اگر تین ہزار دراہم آمدنی ہو اور عمرو کا سال بھر کا روزینہ ہزار دراہم ہو تو اس صورت میں اسے ہزار دراہم عطا کئے جائیں گے اور سالانہ آدھی آمدنی جو ڈیڑھ ہزار دراہم اور اس کے روزینہ سے زیادہ اسے دیجائے گی یعنی مزید پانچ سو دراہم اسکو ملنے کا حکم ہو گا۔ اور باقی ماندہ ڈیڑھ ہزار دراہم مسکینوں کے اوپر بانٹے جائیں گے۔ اگر زید نہیں بلکہ عمرو موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو زید کو واقف کے بیان کردہ ہزار دراہم اور وقف کی آدھی آمدنی تک جتنے زیادہ اسے مل سکتے ہوں وہ عطا کئے جائیں اور باقی ماندہ آدھی آمدنی کو مسکینوں کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین زید اور خالد اور عمرو کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے۔ تو زید سے آغاز کیا جائے اور زید کے بقید حیات رہنے تک اسے صدقہ موقوفہ کی آمدنی عطا کیجائے پھر عمرو کے بقید حیات رہنے تک صدقہ موقوفہ کی آمدنی اسے عطا کیجائے، اس کے بعد جبوقت تک خالد بقید حیات رہے اور آمدنی وقف اسے عطا کیجاتی رہے۔ پھر اسکے مرنے کے بعد مسکینوں کے اوپر اسکی آمدنی صدقہ کیجائے تو واقف نے جس طریقہ سے بعض کو بعض کے اوپر مقدم رکھا اور ترجیح دی ہے اسی ترتیب کے مطابق صدقہ کی تقسیم ہوگی۔ پھر زید اور عمرو اور خالد تمام کے موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد اس کی آمدنی کو فقراء کے اوپر صدقہ قرار دیں گے۔ (محیط)

«عیون» کی کتاب السیر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھوڑے کو دس سال کیلئے راہِ خدا میں یعنی جہاد کی خاطر وقف کردے اس شرط کے ساتھ کہ دس سال کے بعد وہ مالک کو واپس ملجائے گا تو اسے باطل قرار دیں گے۔ یوسف ابن خالد سمتیؒ استاذ شیخ ہلالؒ سے منقول ہے کہ اس وقف کے جائز و درست ہونے اور شرط کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہو گا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص اپنے گھوڑے کو جہاد کی خاطر یعنی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں وقف کردے اس شرط کے ساتھ کہ جبوقت تک واقف بقیدِ حیات رہے گا یہ اسی کے پاس رہے گا تو اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ کیونکہ اسکے شرط نہ کرنے پر بھی اسے یہ حق حاصل ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں وقف کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسکے اوپر سوار ہو کر جہاد کریں۔ اگر واقف یہ چاہتا ہو کہ جہاد کے علاوہ کسی اور سلسلہ میں اس پر سوار ہونے کا فائدہ اٹھایا جائے تو اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا اور نہ اسے کرایہ کے اوپر دینا درست ہو گا البتہ اگر اسکے چارہ کی حاجت ہو (اور اسکے پاس اسکا بندوبست نہ ہو) تو اور بات ہے۔ (وجیز)

خصافؒ کی ذکر کردہ قابلِ اعتبار شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ واقف یہ شرط لگادے کہ متولی یہ زمین اجرت کے اوپر نہ دے (بلکہ خود کاشت کی جائے) تو اس شرط کا اعتبار کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر متولی اسے اجرت کے اوپر دے گا تو اجارہ کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط کرے کہ اس زمین خرما وغیرہ کے موجود درختوں کو بٹائی کے اوپر نہ دیا جائے جسے عربی زبان میں معاملۃ الاشجار کہا جاتا ہے تو یہ شرط قابلِ اعتبار ہو گی۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط کرے کہ متولی یہ زمین اجرت کے اوپر دیدے گا تو اسکے متولی ہونے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور وہ تولیت سے سبکدوش شمار ہو گا۔ لہٰذا متولی جبوقت شرط کے خلاف کرے گا۔ وہ تولیت سے نکل جائے گا اور اسکی جگہ قاضی امانت دار قابلِ اعتماد شخص کو متولی مقرر کردے گا اسی طریقہ سے اگر واقف یہ شرط کرے کہ جن لوگوں کو وقف کیا جارہا ہے اگر ان میں سے کوئی اس وقف کے بارے میں اس قسم کی بات کرے جس کے ذریعہ اسکا ارادہ اس وقف کو باطل و کالعدم کرنے کا تھا تو اسے وقف کے حقداروں سے خارج قرار دیا جائے گا۔ تو اس شرط کو بھی قابلِ اعتبار شمار کریں گے

اسکے بعد اگر بعض لوگ اس وقف کے بارے میں جھگڑیں مثلاً یہ کہیں کہ یہ وقف سرے سے لازم و واجب ہی نہیں ہوا، اسکے بعد وہ کہیں کہ ہمارا منشاء یہ تھا کہ متفقہ طور پر یہ وقف درست ہو جائے اور ہمارا ارادہ اس کے صحیح و درست کرنے کا تھا اور دوسرے اہلِ وقف کہیں کہ تم نے وقف کے باطل و کالعدم کرنیکا قصد کیا تھا تو اس صورت میں قاضی یہ دیکھے گا کہ نزاع و جھگڑا کرنیوالے اگر واقعی وقف کے صحیح و درست کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو قاضی کو انہیں اس صورت میں داخلِ وقف رکھنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اگر وہ یہ دیکھے کہ انکا قصد واقعی وقف کو باطل و کالعدم کرنے کا تھا تو اس صورت میں انہیں وقف سے نکال دے (اور محروم کردے) اور انکے نکالنے پر گواہ کرلے یعنی کہدے کہ تم لوگ شاہد رہنا کہ میں نے انہیں وقف سے نکال دیا (اور محروم کر دیا) تاکہ ضرورت کے وقت ان کو خارج کرنے کا ثبوت مہیا رہے۔ اگر وہ یہ شرط لگائے کہ ان لوگوں میں سے جو شخص متولیٔ وقف سے جھگڑے اور اس کے ساتھ الجھے گا اسے وقف سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور وہ یہ نہ کہے کہ اسکے نزاع اور الجھنے کا مقصد وقف کو باطل و کالعدم کرنا ہو۔ اسکے بعد اگر انمیں سے کوئی شخص متولی سے جھگڑے اور کہے کہ متولی نے میرا حق روک لیا ہے تو اسکے خارج ہو جانے یعنی حصۂ وقف سے محروم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اپنا حق مانگ رہا تھا۔ اور یہ خارج ہونا واقف کی شرط کی پابندی کیوجہ سے ہوگا۔ مثلاً واقف اس طرح شرط کرے کہ جو آدمی متولی سے اپنے حق کا طلب گار ہو متولی کو اسکے خارج کر دینے اور محروم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ پس یہی صورت یہاں بھی ہے اور اسکے ایک مرتبہ محروم ہونے کے بعد متولی کو یہ حق نہ ہوگا کہ اسے دوبارہ مستحقِ وقف قرار دے البتہ اگر واقف بوقت وقف یہ شرط لگا دے کہ خارج ہونے اور نکل جانے کے بعد جو آدمی راہ راست پر آجائے (اور نزاع سے باز آئے) اسے دوبارہ داخل قرار دیا جائے یا اسے دوبارہ داخل ہونے کا حق ہے تو ایسی شکل میں متولیٔ وقف کو حق ہوگا کہ دوبارہ اس کو داخل کرلے۔ (البحر الرائق)

باب پنجم = وقف کی ولایت، اوقاف میں متولی کے تصرف، غلہ کی تقسیم کی کیفیت کا ذکر۔ اور بعض کے قبول کرنے یا نہ کرنے بعض کے مرجانے اور بعض کے بقیدِ حیات ہونے پر حکم کا بیان۔

وقف کی تولیت اور اسکی درستی کے لائق وہ شخص سمجھا جائے گا جو تولیتِ وقف (کے عہدہ) کی خود درخواست نہ کرے اور نہ اسکا فاسق ہونا معروف ہو (فتح القدیر)

"اسعاف" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ متولیٔ وقف ایسے شخص کو بنایا جائے جو امانت دار ہو اور خود یا اپنے قائم مقام کے ذریعہ یہ ذمہ داری پوری کرنے پر قدرت رکھتا ہو چاہے متولی مرد ہو یا عورت چاہے بینا ہو یا نابینا، اسی طریقہ سے اگر ایسے شخص کو متولی بنا دیا جائے جس پر کسی کو تہمت زنا لگانے کے باعث، حد لگ چکی ہو لیکن وہ توبہ کر چکا ہو (اور مذکورہ صلاحیت موجود ہو) تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ متولیٔ وقف کے درست ہونے کیلئے یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ متولی عاقل و بالغ ہو۔ (البحر الرائق)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ تولیتِ وقف کا حقدار میری اولاد میں سے میرے بعد زندہ رہنے والا ہوگا تو واقف کے نابالغ لڑکے کیلئے (اگر صرف وہی اولاد میں ہو) ایک شخص نائب متعین کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ تولیت کی صلاحیت

رکھتا ہو۔ پس اصل تولیت واقف کے لڑکے کو حاصل رہے گی استحسانًا یہی حکم ہے اگرچہ قیاس کی رو سے اس کو باطل وکالعدم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر واقف کسی بچہ (نابالغ) کو اپنے وقف کا وصی متعین ومقرر کرے تو قیاس کی رو سے اسے باطل وکالعدم قرار دیں گے لیکن استحسانًا میں حکم کروں گا کہ جو بلوغ کو پہونچنے پر اسے تولیت وقف حاصل ہوگی۔ اگر واقف غائب اور غیر موجود شخص کو وصی مقرر کرے تو قاضی اس صورت میں اپنی جانب سے ایک آدمی کچھ دنوں کیلئے (عارضی طور پر) متولی بنادے اور غائب وغیر موجود شخص کے آجانے پر تولیتِ وقف اسکے حوالہ کردے گا۔ (حاوی)

تولیتِ وقف درست ہونے کیلئے یہ شرط نہیں کہ متولی مسلمان اور آزاد ہو جیسا "اسعاف" کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر متولیٔ وقف غلام ہو تو قیاس اور استحسان دونوں کی رو سے اسے جائز ودرست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ ذمی[1] کا حکم غلام کا سا ہوگا۔ البتہ قاضی اگر متولی کو جو غلام یا ذمی ہو تولیتِ وقف سے محروم کردے اور تولیت ختم کردے۔ اس کے بعد وہ غلام حلقۂ غلامی سے آزاد ہو جائے یا ذمی اسلام قبول کرلے تو ان دونوں کی طرف دوبارہ حق تولیت نہیں لوٹے گا۔ (بحرالرائق)

فتاویٰ محمد ابن الفضلؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے شیخ سے پوچھا گیا کہ اگر واقف اصل وقف کے اندر یہ شرط کردے کہ میں اور میری اولاد اس کی متولی ہوگی تو فرماتے ہیں کہ بالاتفاق سب کے نزدیک اسے جائز ودرست قرار دیں گے۔ (تاتارخانیہ)

اگر واقف کچھ وقف کرے اور کسی کی تولیت کے متعلق ذکر نہ کرے تو اس صورت میں بعض کے نزدیک واقف کیلئے حقِ تولیت ہوگا۔ امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق یہی حکم ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ شرط نہیں کہ (موقوفہ کو) حوالہ بھی کیا جائے۔ امام محمدؒ کے نزدیک اس وقف کو صحیح قرار نہ دیں گے۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (سراجیہ)

کوئی شخص ایسی زمین جس میں کاشت کیجاتی ہو اپنے قبضہ سے نکالتے ہوئے کسی متولی کے حوالہ کردے۔ اسکے بعد یہ چاہے کہ اسکا قبضہ ہٹا کر خود قابض ہو جائے۔ لہٰذا اگر وہ بوقت وقف یہ شرط کرلے کہ مجھ کو متولی کا معزول کرنے اور اسکے قبضہ کے اس پر سے ہٹا لینے کا حق حاصل ہوگا تو اسے اس طرح کا حق ہوگا۔ اور اگر یہ شرط نہ کرے تو امام محمدؒ کے قول کی رو سے اسے یہ حق حاصل نہ ہونے اور امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق اختیار وحق حاصل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ مشائخِ بلخ کا فتویٰ امام ابویوسفؒ کے قول کے اوپر ہے، فقیہ ابواللیثؒ اسی کو اختیار فرماتے ہیں ۔ مشائخِ بخاریٰ کا فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے اور (ہم بھی) فتویٰ امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہی دیں گے۔ (مضمرات)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ متولیٔ وقف وہ ہوگا درآنحالیکہ واقف وقف کے سلسلہ میں امین نہ سمجھا جاتا ہو تو اس صورت میں قاضی کو وقف کے اسکے قبضہ سے نکال لینے کا حق حاصل ہوگا۔ (ہدایہ)

اگر متولی وقف کی تعمیر ترک کردے درآنحالیکہ وقف کی اتنی آمدنی ہوتی ہو کہ اسکے ذریعہ وقف کی تعمیر (ومرمت) کرسکتا ہو تو اس صورت میں قاضی اس پر دباؤ ڈالے کہ وہ وقف کی تعمیر اور اصلاح (ومرمت) کرے اگر اسکے بعد متولی ایسا ہی کرے تو فبہا ورنہ قاضی اسکے قبضہ سے وقف نکال لے گا۔ (محیط)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ وہ متولیٔ وقف ہوگا، نیز یہ شرط کرے کہ بادشاہ یا قاضی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اسے تولیت سے معزول کردے اور ہٹادے۔ لہٰذا اگر وہ تولیتِ وقف کے سلسلہ میں امین نہ ہو تو اس شرط کو باطل قرار

[1] ذمی دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ۔

دیں گے اور قاضی کو اسے معزول کر دینے اور دوسرے شخص کو متولی مقرر کرنے کا حق واختیار حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)۔

نیز قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ واقف کے مقرر کردہ شخص کا معزول کرنا اگر وقف کے حق میں اچھا نظر آئے تو اسے ہٹا کر دوسرے لائق شخص کا تقرر کر دے۔ (فصول عمادیہ)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ فلاں شخص متولیٔ وقف ہو اور مجھے اسکے نکالنے کا حق نہیں ہوگا تو متولی بنانا درست و جائز ہوگا لیکن نکالنے کا اختیار حاصل نہ ہونیکی شرط کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف کسی کیلئے یہ شرط کرے کہ وہ میری زندگی میں اور میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد متولیٔ وقف ہو تو اسے جائز و درست قرار دیں گے۔ لہٰذا وہ شخص اسکی زندگی میں اسکی جانب سے وکیل شمار ہوگا اور اسکے موت سے ہمکنار ہونے کے بعد اسکا وصی قرار دیا جائے گا۔ اگر واقف اس شخص سے کہے کہ میں تجھ کو اس وقف کا متولی قرار دیتا ہوں تو اسکے بقید حیات رہنے تک وہ متولی رہے گا اور واقف کے مرنے کے بعد اسکی تولیت برقرار نہیں رہے گی اگر واقف کہے کہ میں تجھ کو اپنی حیات میں اور اپنے مرنے کے بعد اس صدقہ کے اوپر وکیل کرتا ہوں تو اسے جائز قرار دیں گے اور اس شخص کو واقف کے بقید حیات رہنے تک اسکا وکیل اور موت کی آغوش میں سونے کے بعد وصی قرار دیں گے۔ (ذخیرہ)

اگر واقف کسی شخص کو متولیٔ و نگران وقف مقرر نہ کرے حتیٰ کہ اسکے مرنے کا وقت آجائے۔ پس وہ مرتے وقت ایک آدمی کو وصی مقرر کرے تو وہ شخص اسکے مالوں کے حق میں وصی اور اسکے اوقاف کے سلسلہ میں متولی و نگراں قرار دیا جائیگا اگر اسکے بعد دوسرے شخص کو وصی مقرر کرے تو دوسرا شخص اسکے مالوں کا وصی شمار ہوگا۔ یعنی وصیٔ اموال دو قرار دیئے جائیں گے۔ لیکن دوسرے شخص کو اسکے اوقاف کیلئے متولی و نگراں قرار نہ دیں گے۔ اگر واقف کسی شخص کو متولی (و نگراں) نہ بنائے حتیٰ کہ قاضی ایک آدمی کو متولی مقرر کر دے اور اسکے متولی ہونے کا حکم نافذ کرے تو اس صورت میں واقف کو یہ حق نہ ہوگا کہ اسے ہٹا کر اور معزول کر کے خود متولی بنجائے۔ (فتاویٰ غیاثیہ)

اگر واقف کسی شخص کو خاص طور پر وقف کا وصی مقرر کر جائے تو یہ آدمی اسکے سارے مالوں کا وصی قرار دیا جائے گا۔ روایت کے ظاہر کے مطابق امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ یہی فرماتے ہیں۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص خاص طور پر وقف کی خاطر کسی کو وصی مقرر کرے اور دوسرے شخص کو اپنی اولاد کے لئے وصیت کرے یا ایک شخص کو کسی خاص وقف کا وصی بنائے اور دوسرے شخص کو دوسرے متعین وقف کا وصی مقرر کرے تو دونوں کو اپنے اپنے متعین کردہ وقف کا وصی قرار دیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

اگر واقف اپنی زمین وقف کرے اور وقف کا متولی اپنی حیات میں اور اپنے مرنے کے بعد ایک شخص کو مقرر کرے اسکے بعد وہ اپنے موت کی آغوش میں سونے کے وقت ایک دوسرے شخص کو وصی مقرر کر دے تو بحوالۂ ہلالؒ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ ذکر کیا گیا وصی ذکر کردہ متولی کے ساتھ وقف کے معاملہ میں شریک قرار دیا جائے گا۔ گویا کہ واقف نے دونوں اشخاص کو متولیٔ وقف مقرر کیا ہے (محیط)

اگر واقف دو زمینیں وقف کرے اور ہر زمین کا ایک متولی مقرر کر دے تو اس صورت میں ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا شریک شمار نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنے وقف کا متولی ایک شخص کو بنائے، اسکے بعد ایک دوسرے شخص کو اپنا وصی متعین کرے تو ذکر کردہ وصی وقف کے سلسلہ میں متولی کا شریک قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس طرح کہے کہ میں اپنی زمین اس طرح اور اس طرح وقف کر کے فلاں شخص کو اسکا متولی مقرر کرتا ہوں اور فلاں دوسرے شخص کو میں اپنے مالوں

یعنی ترکہ اور سارے امور کیلئے وصی بناتا ہوں تو اس صورت میں اپنی اپنی حوالہ کردہ شے کے متولی قرار دئے جائیں گے (بحر الرائق)

اگر واقف یہ شرط قرار دے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص متولی ہوگا اور اسکے بعد حقِ تولیت فلاں کو اسکے بعد فلاں کو پہونچے گا تو اس طرح کی شرط کو جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف کہے کہ میں فلاں شخص کو وصی مقرر کرتا ہوں اور پھر رجوع کردہ وصیت کا تو اس صورت میں متولیٔ وقف یہی وصی شمار ہوگا اور متولیٔ وقف کے ہاتھ سے حق تولیت نکل جائے گا۔ اگر واقف دو اشخاص کو متولی وقف بنائے یا متولی اور وصی دونوں کو وقف کی تولیت سپرد کر دے تو اس صورت میں دونوں میں سے کسی ایک کو تنہا غلۂ وقف بیچنے کا حق حاصل نہ ہوگا امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اسے یہ حق حاصل ہونا چاہئے۔ اگر دونوں میں سے ایک شخص غلۂ وقف بیچ دے اور دوسرا اس کی اجازت عطا کر دے یا ایک شخص اپنی جانب سے دوسرے کو بیع کا وکیل بنا دے تو بیع اور فروخت کرنے کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

کوئی شخص ایک شخص کو متولیٔ وقف بنائے اور اسکے ساتھ یہ شرط کرلے کہ اسے دوسرے کو اپنی جانب سے وصی مقرر کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ تو یہ شرط جائز قرار دیجائے گی۔ (ظہیریہ)

اگر دو وصیوں میں سے ایک وصی موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ ایک گروہ (چند افراد) کو وصی مقرر کر دے تو ان افراد میں کسی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ تنہا تصرف کرے اور آدھے غلہ کے اوپر اس مرنے والے وصی کی جگہ مقرر شدہ افراد کا قبضہ رہے گا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد فلاں اور فلاں دو اشخاص متولیٔ وقف ہوں گے اسکے بعد مذکور دو اشخاص میں سے ایک شخص موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ دوسرے شخص کو اپنی جانب سے معاملہ وقف کا وصی مقرر کر جائے تو اس صورت میں سارے وقف میں بقید حیات شخص کا تصرف جائز و درست ہونیکا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص دو اشخاص کو اپنا وصی مقرر کر جائے۔ پھر ایک شخص وصی بننا منظور کر لے اور دوسرا نہ کرے تو اس انکار کرنے والے کی جگہ دوسرے شخص کو وصی بنا دے گا تاکہ واقف کے منشار کے مطابق دو رائیں اکٹھی ہو جائیں۔ اگر قاضی منظور کرنے والے شخص کو ہی (سارے مال کا) متولی بنا دے تو جائز و درست ہے۔ اور یہ جواز بالاتفاق ہو جاتا ہے (ظہیریہ)

اگر واقف ایک (بالغ) شخص اور ایک بچہ (نابالغ) کو وصی مقرر کرے تو قاضی بچہ کی جگہ ایک بالغ شخص (اسکا قائم مقام) مقرر و متعین کرے گا۔ (حاوی)

اگر واقف اس طرح کہے کہ فلاں آدمی میرے لڑکے کے بالغ ہونے تک اکیلا متولی وقف ہوگا اور لڑکے کے بالغ ہونے پر تولیت میں اسکا شریک قرار دیا جائے گا تو روایتِ حسن کی رو سے اپنے لڑکے کیلئے جو شرط اس نے لگائی ہے وہ جائز نہیں ہوگی۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کسی آدمی کو اس بات کا وصی مقرر کرے کہ وہ مال کی اتنی مقدار کے بدلہ کوئی زمین خرید کر (اسے ان ان (متعین) کاموں (اور مصارف) پر وقف کرے اور وہ اپنی اس وصیت کے اوپر گواہ بھی قائم کرلے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور یہ وصیت کردہ شخص متولی شمار ہوگا اور اس شخص کو دوسرا وصی مقرر

۱؎ اور مشترکہ رائے سود مند ہو۔ ۲؎ یعنی تاوقتیکہ بچہ بالغ ہو وہ بطور نائب کام انجام دے گا۔

کرنے کا بھی حق حاصل ہوگا۔ اگر واقف کے اوپر ایک شخص کو متولی بنائے، اسکے بعد دوسرا وقف کرے اور اس دوسرے وقف کے اوپر کسی کو مقرر نہ کیا ہو تو پہلے متولی کو دوسرے وقف کا متولی قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر واقف اس سے اس طرح کہ تم میرے وصی ہو تو دوسرے وقف کا بھی متولی ہو جائے گا۔ (بحر الرائق)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ متولیٔ وقف اسکی اپنی اولاد میں سے جو سب سے افضل (و لائق) ہو وہ متولی ہوگا۔ اسکے بعد بالترتیب جو افضل ہو اسے متولیٔ وقف قرار دیا جائیگا تو شرط کے مطابق اسکی اولاد میں سے افضل شخص ہوگا اسکے ذکر کردہ افضل اگر فاسق (اور نااہل) ہو جائے تو فضیلت کے اعتبار اس جیسا یا اسکے مشابہ و قریب ہو وہ متولی شمار ہوگا۔ اسکے بعد افضل شخص فسق ترک کر کے تائب ہو جائے اور دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ افضل و عادل ہو جائے تو روایت کے ظاہر کے مطابق تولیت وقف اسی کی جانب منتقل ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف یہ کہے کہ میری اولاد میں جو افضل ہو وہ متولیٔ وقف ہوگا، پھر اسکے بعد جو شخص افضل اور دوسروں کے لحاظ سے اعلیٰ ہو اسکو ہوگا بالترتیب، پھر افضل شخص تولیت قبول کرنے سے انکار کرے تو استحساناً جو باعتبار فضیلت و برتری اسکے مشابہ ہو اسی کو متولی قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ افضل کے انکار کی صورت میں اس سلسلہ میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ موجود نہیں اور وہ (گویا) موت کی آغوش میں سو گیا۔ (محیط)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ اسکی اپنی اولاد میں جو افضل ہو وہ متولیٔ وقف ہوگا اور اسکی ساری اولاد باعتبار فضیلت مساوی (برابر) ہو تو اولاد میں باعتبار عمر جو بڑا ہوگا اسے متولی وقف قرار دیں گے چاہے وہ مرد ہو یا عورت (لڑکا ہو یا لڑکی) اور اگر ساری اولاد میں کوئی بھی لائق تولیت نہ ہو تو اس صورت میں قاضی کسی اور اجنبی شخص کو متولی قرار دے گا۔ پھر اگر ان میں سے کوئی تولیت کا اہل ہو گیا تو تولیتِ وقف اسی کی طرف لوٹ جائے گی

اگر واقف اپنی اولاد میں سے دو کو متولیٔ وقف بنائے در آنحالیکہ اس کی اولاد میں ایک مرد (لڑکا) اور ایک عورت (لڑکی) متولی بننے کے لائق ہوں۔ تو لڑکی لڑکے کی تولیت میں شریک ہوگی۔ اسواسطے کہ اولاد کا اطلاق لڑکی کے اوپر بھی ہوتا ہے۔ اسکے برعکس اگر یہ کہے کہ حق تولیت میری اولاد میں دو مردوں یا دو لڑکوں کو حاصل ہوگا تو اس شکل میں تولیت لڑکی بالکل شریک نہ ہوگی۔ (بحر الرائق)

قاضی ان لوگوں میں سے جو افضل ہو متولی مقرر کرے، اسکے بعد واقف کی اولاد کے اندر کوئی پہلے سے بھی افضل اور برتری رکھنے والا بچہ ہو تو اسی کو متولی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر اسکی اولاد کے اندر دو اشخاص باقی افراد سے افضل ہوں لیکن وہ دونوں باہم فضیلت کے اندر یکساں ہوں تو اس صورت میں جو شخص ان دونوں میں وقف کے معاملہ سے زیادہ آگاہ ہو اسے متولی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں میں سے ایک پارسائی اور صلاحیت و اہلیت میں بڑھا ہوا ہو اور دوسرا وقف کے کاموں میں پہلے سے بڑھا ہوا ہو تو جو وقف کے کاموں سے زیادہ آگاہ ہو وہی متولی ہونے کا حقدار ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اسکی جانب سے پورا اطمینان ہو اور کسی خیانت و بددیانتی (وغیرہ) کا اندیشہ نہ ہو۔ (ذخیرہ)

حاوی کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "نوادر ابن سماعہ" میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نابالغ لڑکے کو وصی مقرر و متعین کر دے اور قاضی اسکا وصی کسی بالغ شخص کو مقرر کر دے تو اس صورت میں لڑکے کے حد بلوغ کو پہونچ جانے پر اسے ذکر کردہ وصی کو نکال دینے کا حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر قاضی اسکا حکم کرے تو اور بات ہے (تاتارخانیہ)

اگر واقف زید کے آنے تک متولئ وقف عبداللہ کو بنائے تو حکم اسکے کہنے کے مطابق ہوگا۔ اسکے بعد زید کے آجانے پر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زید اور عبداللہ دونوں کو متولیٔ قرار دیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

البتہ اگر واقف یہ بھی کہدے کہ زید کے آجانے پر وہی متولئ وقف شمار ہوگا تو اس صورت میں زید کے آجانے پر عبداللہ متولئ وقف نہ رہے گا۔ ہلالؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ پہلی شکل میں بھی وقف کی تولیت (صرف) زید کی جانب منتقل ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر واقف کہے کہ عبداللہ متولئ وقف ہے تاوقتیکہ اس کا قیام بصرہ میں رہے تو حکم اسکی شرط کے مطابق ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میری زوجہ متولئ وقف ہے تاوقتیکہ وہ کسی شخص کے ساتھ عقدِ نکاح نہ کرلے۔ تو زوجہ کے نکاح کر لینے پر اسکی تولیتِ وقف باقی نہ رہے گی اور حکم واقف کے قول کے مطابق کیا جائے گا۔ اگر واقف کہے کہ عبداللہ متولئ وقف ہے اور اسکے بعد زید متولی وقف ہوگا ، پھر عبداللہ موت کی آغوش میں سو جائے اور وہ ایک شخص کو وصی بنایا جائے تو اس صورت میں متولئ وقف زید ہوگا۔ (حاوی)

اگر متولی موت کی آغوش میں سو جائے درآنحالیکہ واقف بقید حیات ہو تو دوسرا متولی کے مقرر کا اختیار واقف کو ہوگا قاضی کو نہیں ہوگا۔ اگر واقف موت سے ہمکنار ہو جائے تو اس صورت میں متولی کے تقرر کا حق اول واقف کے وصی کو حاصل ہوگا اور وہ قاضی سے مقدم ہوگا۔ اگر مرنے والا کسی شخص کو اپنا وصی مقرر نہ کرے تو اس صورت میں وصی کے مقرر کرنے کا حق واختیار قاضی کو حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ صغریٰ)

"اصل" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر واقف کے گھر والوں میں سے کوئی شخص وقف کا متولی بننے کا اہل ہو تو اسوقت تک قاضی کو یہ حق نہیں کہ کسی اور غیر شخص کو متولی مقرر کرے۔ اگر واقف کے گھر والوں میں کسی کے بھی اہل نہ ہونے کی بنا پر قاضی کسی اجنبی شخص کو متولی قرار دیدے ، اسکے بعد واقف کے گھر والوں (قریبی عزیزوں) میں سے کوئی شخص تولیت کا اہل پایا جائے تو تولیت اجنبی سے لیکر اسی کو متولی بنایا جائے گا۔ (وجیز)

حاوی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ "اپنی کتاب الوقف" میں انصاریؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر حاکم وقت واقف کے متعین ومقرر کردہ متولی سے اسکے خراب (بددیانت وغیرہ) ہونے کے باعث حقِ تولیت چھین لے اور متولی ہونے سے خارج ومعزول کردے ، پھر وہ اچھا اور صالح ہو جائے تو اس صورت میں کیا آپ کی رائے یہ ہے کہ حاکم اسکو دوبارہ متولی بنادے۔ انہوں نے جواباً فرمایا جی ہاں (میری رائے یہی ہے) اگر واقف کے قرابت داروں یا ہمسایوں میں کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ بلا روزینہ کے متولئ وقف بننا منظور کرلے درآنحالیکہ دوسرے اجنبی اور غیر لوگوں میں ایسے افراد موجود ہوں جو بلا روزینہ (اور بلا معاوضہ) کے وقف کو انجام دینے پر راضی ہوں تو جواباً فرمایا کہ اس صورت میں انحصار قاضی کی رائے پر ہوگا کہ اس کے رائے میں وقف اور وقف سے فائدہ اٹھانے والوں کیلئے جو بات اسے بہتر نظر آئے وہی کرے۔

(تاتارخانیہ)

"جامع الفصولین" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ وقف کرنے والا یہ شرط کرے کہ وقف کا متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے ہوگا۔ تو کیا اس صورت میں قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ متولئ وقف اس کی اولاد یا اولاد کی اولاد سے کوئی خیانت ظاہر ہوئے بغیر دوسرے شخص کو متولی مقرر کردے۔ اور اگر دوسرے شخص کا بحیثیت متولی تقرر کردے تو وہ متولی شمار ہوگا یا نہیں۔ شیخ الاسلام برہان الدینؒ اپنے "فوائد" میں بیان فرماتے ہیں کہ دوسرے شخص کو متولی قرار نہ دیں گے۔ (نہر الفائق)

اگر قاضی موت کی آغوش میں سو جائے یا معزول کر دیا جائے تو جس شخص کا تقرر بحیثیت متولی کیا ہو وہ بدستور متولی برقرار رہے گا۔[1] (قنیہ)

متولی وقف کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے موت کی آغوش میں سونے کے وقت کسی دوسرے شخص کو متولی وقف بنا دے جس طرح کہ وصی کیلئے اپنے انتقال کیوقت کسی دوسرے کو وصی بنا دینا درست و جائز ہے البتہ اگر واقف نے ذکر کردہ متولی کیلئے کچھ مال متعین و مقرر کر رکھا ہو تو یہ دوسرے مقرر کردہ متولی کیلئے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس سلسلہ میں قاضی سے رجوع کرے جبکہ اس نے تولیت کا کام تبرعاً (بلامعاوضہ) انجام دیا ہو۔ تاکہ اسکے لئے قاضی اجرت مثلی[2] متعین کر دے۔ البتہ اگر واقف یہ حق ہر متولی کو عطا کر دے تو ذکر کردہ دوسرے متولی کے تقرر کے ساتھ ہی وہ متعین اجرت جو پہلے متولی کیلئے تھی اسکے لئے مقرر قرار دیجائے گی۔ اور اسی قاضی کے یہاں نالش کرنے اور قاضی سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ قاضی کو یہ حق نہیں کہ متولی وقف نے جس شخص کو حق تولیت دیا ہو اسکے لئے وہی مقرر کرے جو واقف اپنے مقرر کردہ کیلئے متعین کر چکا تھا (اور اسے اس تعین کی بنا پر ملتی تھی) (فتح القدیر)

اگر متولی یہ چاہے کہ اپنی زندگی اور تندرستی کے حالت میں دوسرے شخص کو اپنی جگہ متولی بنا دے تو اسکے لئے درست و جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کو عام طریقہ سے متولی بنا دیا گیا اسکے ساتھ کوئی خصوصیت (اور مخصوص رعایت) نہ برتی گئی تو اسکے لئے اپنی زندگی اور تندرستی کی حالت میں دوسرا متولی اپنی جگہ مقرر کر دینا درست ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف جانے پہچانے چند گنے چنے لوگوں کے اوپر وقف کرے اور وہ لوگ بلا حکم قاضی ایک متولی مقرر کرلیں تو اسکے اندر بہت اختلاف (اختلافِ رائے) ہے۔ صدر الشہید حسام الدینؒ فرماتے ہیں کہ راجح و پسندیدہ قول کے مطابق ان لوگوں کی جانب سے متولی کا تقرر درست نہ ہوگا۔ شیخ الاسلام ابو الحسنؒ سے منقول ہے کہ ہمارے مشائخؒ ایسی شکل میں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ اگر وہ متولی مقرر کر دیں گے تو مقرر کردہ شخص کے متولی بنجانے کا حکم ہوگا۔ جس طرح کہ قاضی کے اجازت عطا کرنے پر وہ شخص متولی بن جاتا۔ پھر متاخرین مشائخ (بعد کے فقہاء) اور استاذ ظہیر الدینؒ اس پر متفق ہیں کہ بہتر اور افضل تو یہی ہے کہ وہ لوگ قاضی کے علم کے بغیر اپنے طریقہ سے متولی کا تقرر کرلیں۔ کیونکہ اسکے نزدیک وقف کے مالوں کو بیجا دیکھتے ہوئے فساد (بددیانتی) کا احتمال ہے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جس فساد کا ان حضرات کو احتمال و شبہ تھا وہ ظاہر اور وقوع پذیر ہوگیا لہٰذا متاخرین کے فتوے پر عمل کرنا لازم ہے۔ (غیاثیہ)

کسی معین مسجد کی خاطر ایک وقف صحیح طور پر کیا جائے اور اس وقف کا ایک متولی مقرر کر دیا گیا ہو، اسکے بعد ذکر کردہ متولی موت کی آغوش میں سو جائے۔ اسکے بعد اہل محلہ اکھٹے ہو کر بلا حکم قاضی متفقہ طور پر ایک آدمی کو وقف کا متولی بنا دیں اور وہ متولی آمدنی وقف کے ذریعہ ذکر کردہ مسجد کی تعمیر اور اس کی درستی کا اہتمام و انتظام کرے تو مشائخؒ کی اسکی تولیت کے صحیح ہونے میں مختلف رائیں ہیں اور درست قول کے مطابق لوگوں اس شخص کو متولی بنانا درست نہیں ہوگا اور متولی کے تقرر کا حق قاضی کو ہوگا۔ پھر اگر متولی یہ وقف اجرت کے اوپر دیدے اور مسجد کی تعمیر میں آمدنی وقف کو خرچ کرے تو ضمان لازم نہ آئے گا کیونکہ تولیت کے درست نہ ہونیکی شکل میں وہ غاصب شمار ہوگا اور غاصب غصب کردہ مال کو اجرت پر دیدے تو اجرت کا مالک غاصب ہی ہوا کرتا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

---

[1] یعنی قاضی کے مرنے کا اس کی تولیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ [2] یعنی اس طرح کے کام پر جتنی اجرت کا استحقاق ہوسکتا ہو۔

امام ابن الہمام یہ روایت صاحب فتح القدیر کے نہ لینے پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خود تمہیں اس بات کا علم ہے کہ اوقاف کے غاصب سے تاوان لینے کے اوپر فتویٰ ہے اسکے باوجود تم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا (فتح القدیر) "قاضی خاں" کے اندر مسئلہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اگر غصب کئے ہوئے اوقاف کو غاصب اجرت کے اوپر دیکر اجرت حاصل کرے تو اس شہر کے قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ وقف کیلئے کسی متولی کا تقرر کرے اور متولی کیلئے کوئی متعین مقدار سالانہ طے کردی ہو تو متولی کیلئے اجرت مثل کی مقدار یعنی جائز ہوگی خواہ واقف نے یہ شرط لگائی ہو۔ (سراجیہ)

اگر متولی وقف دو ہوں، ایک کا تقرر ایک شہر کے قاضی نے اور دوسرے متولی کا دوسرے شہر کے قاضی نے کردیا ہو تو کیا اس صورت میں دونوں کیلئے دوسرے کے (اذن) کے بغیر تصرف کرنا درست ہے؟ شیخ امام اسمٰعیل زاہد فرماتے ہیں کہ موزوں یہ ہے کہ دونوں متولیوں میں سے ہر ایک کا تصرف درست ہو۔ اگر دونوں قاضیوں میں سے ایک قاضی دوسرے قاضی کے مقرر کردہ متولی کو معزول کرنا چاہے تو فرماتے ہیں کہ اگر ذکر کردہ قاضی کی نظر میں اس کا معزول کرنا وقف کیلئے بہتر اور مصلحت ہو تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل ہوگا ورنہ حق نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر قاضی وقف کیلئے ایک متولی ہوتے ہوئے دوسرا متولی مقرر کرے تو اس دوسرے کی وجہ سے پہلے کو معزول قرار نہ دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے متولی کو واقف نے مقرر کیا ہو۔ اور اگر مقرر کرنیوالا قاضی ہی ہو اور وہ پہلے متولی کو دوسرے متولی کے تقرر سے آگاہ (خبردار) کردے تو اس صورت میں پہلے متولی کو معزول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ فتاویٰ صاعد کے اندر ہے کہ اگر وقف کا متولی وقف کی کوئی شے بیچ دے یا رہن رکھے تو اسے خیانت قرار دیں گے اور اس کے باعث اسے معزول کردینا چاہیئے یا اسکے ساتھ ساتھ مزید کسی ثقہ اور قابلِ اعتماد آدمی کا تقرر کیا جائے۔ واقف کی جانب سے مقرر شدہ متولی اگر کہے کہ میں خود کو تولیت سے معزول قرار دیتا ہوں تو اسے معزول قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر وہ واقف یا قاضی سے مذکورہ جملہ کہے اور وہ اسے سبکدوش کردے تو اسکے سبکدوش (مستعفی) ہوجانے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ)

اگر وقف کا متولی وقف کی کوئی شے اجرت کے اوپر دے، اسکے بعد اسے معزول کردیا جائے اور اسکی جگہ دوسرے متولی کا تقرر کردیا گیا ہو تو بعض کے نزدیک اجرت کی وصولیابی کا حق معزول شدہ متولی کو ہوگا۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق نئے مقرر شدہ متولی کو وصولیابی کا حق و اختیار ہوگا۔ کیونکہ معزول شدہ نے اسے اپنی خاطر نہیں بلکہ وقف (کے مفاد) کیلئے اجرت کے اوپر دیا تھا[1]۔ اگر متولی مالِ وقف سے خرید کردہ گھر بیچے۔ پس اگر اس گھر کی خریدار اسے طے شدہ قیمت جتنے کا اس نے خریدا تھا اس سے زیادہ نہ ہو تو متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدار سے اقالہ کرلے۔ (یعنی یہ معاملۂ خرید و فروخت توڑ کے اور ختم کرکے فروخت کردہ شے واپس لیلے) اسی طریقہ سے اگر یہ متولی معزول ہوجائے اور اسکی جگہ دوسرے متولی کا تقرر ہو تو اس کو بھی اس بیع کے اقالہ (واپسی کا) حق ہوگا۔ اس بارے میں کسی کا کوئی اختلاف (رائے) نہیں۔ (بحر الرائق)

اگر واقف وقف کی خاطر کسی کو متولی مقرر کرے، اسکے بعد ذکر کردہ متولی موت کی آغوش میں سوجائے تو واقف کو اس کی جگہ دوسرا متولی مقرر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور واقف (بغیر مقرر کیئے) مرجائے تو قاضی کو یہ حق حاصل ہونیکا حکم ہوگا۔ بہتر اور افضل یہ بات ہے کہ واقف کی اولاد یا قرابت داروں میں سے جسوقت تک کوئی شخص وقف کے امور کو

---

[1] لہٰذا جو شخص عہدہ تولیت پر ہو اسی کو وصول کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

سنبھال لے اور انجام دینے کے لائق باقی رہے اسوقت تک انہی میں سے متولی مقرر کیا جائے۔ (تہذیب)

اگر وقف کردہ زمین میں سے خرما[1] (چھوہارا) کا درخت موجود ہو اور متولی کو اسکے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو متولی کو یہ حق ہو گا کہ آمدنی وقف سے فصیل[2] خرید کرا سے جما کر (سلسلۂ خرما) منقطع ہونے سے بچالے۔ (فتاوی قاضی خاں)

یہ مسئلہ اسکی مانند ہے کہ اگر کوئی وقف کیا جائے تو اسے حکم دیں گے کہ اینٹیں اور لکڑیاں جن کی گھر کی مرمت کے لئے ضرورت ہو لیکر آئے تا کہ گھر خراب (دمسمار) ہونے سے بچ جائے۔ (ایسا ہی حکم مذکور بالا صورت میں ہوگا) اگر اس زمین میں کوئی ایسا ٹکڑا ہو جس میں کچھ پیداوار نہ ہوتی ہو اور اس ٹکڑے کی درستگی (اور اس میں ہل وغیرہ چلانے) کی حاجت ہو تا کہ اسکو پیداوار کے قابل بنایا جا سکے تو اس صورت میں متولی کو یہ حق ہو گا کہ ساری زمین کی آمدنی کے ذریعہ اول اس زمین کے ٹکڑے کو درست کرے۔ (المحیط)

پھر یہ بات واضح رہے کہ آمدنی وقف سے اسی صورت میں درستگی (وغیرہ) کی جائیگی جبکہ اس ٹکڑے کے خراب ہونے میں کسی آدمی کے فعل کو دخل نہ ہو۔ اسی وجہ سے ولوالجیہ میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گھر کو اجرت کے اوپر دے اور اجرت پر لینے والا اس کے رواق[3] کو جانوروں کی قیام گاہ بنالے اور وہاں انہیں باندھا کرے اور اس طرح اسے خراب کر دے تو اجرت پر لینے والے کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ (البحر الرائق)

اگر موقوفہ زمین کا متولی اس زمین میں کوئی بستی بسانا چاہے تا کہ لوگوں کی کثرت ہو، اس کی حفاظت ہو اور اس زمین کے غلہ کی پیداوار میں ترقی ہو کیونکہ ترقی پیداوار (وغیرہ) کی حاجت ہو تو متولی وقف کو اس طرح کا اختیار حاصل ہونے کا حکم ہو گا۔ یہ اسکے مانند ہے کہ کوئی سرائے جس میں قافلے پڑتے ہوں فقراء کے اوپر وقف ہو اور سرائے کی صفائی ستھرائی دروازہ کھولنے بند کرنے کی خاطر ایک خدمت گار کی ضرورت ہو اور متولی وقف سرائے کی کوئی کوٹھڑی (کمرہ) قیام کی خاطر دیدے اور اسکے صلہ میں رہنے والا اس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھا کرے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر موقوفہ زمین شہر کی آبادی سے ملی ہوئی ہو اور لوگ اسکے مکانات کو کرایہ پر لینا چاہتے ہوں اور اس طرح کرایہ سے ہونیوالی آمدنی کاشت اور درختوں کی پیداوار کی آمدنی سے بڑھی ہوئی ہو تو متولی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس زمین پر مکان بنوا کر اجرت کے اوپر دیدے۔ اسکے برعکس اگر موقوفہ زمین شہر کی آبادی سے دور ہو تو متولی وقف کو یہ حق نہ ہو گا کہ ان میں مکان بنوا کر اجرت کے اوپر دیدے[4]۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر واقف جملہ زمین ایک جماعت کیلئے وقف کرے۔ پھر ان میں سے کچھ اس بات پر رضامند ہوں کہ متولی وقف اس کی درستگی وقف کے مال سے ہی کر دے اور بعض اس پر رضامند نہ ہوں۔ لہٰذا جو رضامند ہوا اسکے حصہ کی آمدنی سے موقوفہ زمین کی درستگی ہو جائے گی اور انکار کرنے والے کے حصہ کو اجرت پر دے کر متولی اس کی آمدنی تعمیر وقف کے اندر صرف کر دے گا۔ حتی کہ تعمیر مکمل ہو جانے پر پہلے کی خاطر ہر ایک کے حصہ کی آمدنی اسی کو دیجائے گی۔ (خزانۃ المفتیین، حاوی)

فتاوی ابو اللیث کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ کوئی دکان فقراء کے اوپر وقف کیجائے اور ایک شخص دو کان کا

---

[1] خرما کا پودا، بچہ [3] برآمدہ، سائبان۔
[4] کیونکہ اس صورت میں مکانات کی آمدنی پیداوار کے مقابلہ میں کم ہوگی۔

متولی ہو اسکے بعد ایک آدمی متولی کی اجازت کے بغیر اسمیں کچھ بنوائے (مثلاً کوئی کمرہ وغیرہ) تو اس صورت میں اسکو خرچ شدہ رقم متولی سے وصول کرنے اور واپس لینے کا حق نہ ہو گا۔ اسکے بعد یہ دیکھیں گے کہ اگر تعمیر کرنے والا اپنی عمارت اس طریقہ سے اٹھا کر لیجا سکے (ملبہ وغیرہ) کہ پرانی عمارت کو کوئی نقصان نہ پہونچتا ہو تو اسے اس کو وہاں سے اٹھا لینے کا حق حاصل ہو گا۔ اور اگر پرانی عمارت کو نقصان پہونچائے بغیر اٹھانا ممکن نہ ہو تو لیجانے کا حق نہ ہو گا۔ مگر اسے اتنی مہلت دیجائے گی کہ اس عمارت میں لگا ہوا سارا مال نکال لے۔ اگر وہ متولیٔ وقف کو قیمت دے کر وقف کیلئے اس عمارت کے مال کے لینے پر رضامند نہ ہو تو اسے خود لیلے۔ اور اگر دونوں اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اتنی مقدار معاوضہ دیتے وقف کیلئے متولی اسے لیلے گا اور اس کا مالک بنجائے گا تو جائز قرار دینے کا حکم ہو گا۔ مگر یہ دیکھیں گے کہ جسوقت بنا ہوا تھا تو اس کی کیا قیمت تھی اور (گویا) ٹوٹ جانے کی صورت میں قیمت کیا رہ گئی۔ لہٰذا جو قیمت دونوں کے اندر کم ہو گی اس سے بڑھ کر معاوضہ دینا جائز نہ ہو گا۔ (محیط)

کوئی شخص اپنے مکان کو اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ فلاں آدمی تاحیات اس میں قیام پذیر رہے گا۔ یا دس سال یا اس سے زیادہ متعین و مقرر مدت تک قیام کرے گا اور اسکے بعد یہ مکان مساکین کے اوپر وقف شمار ہو گا تو اسے درست وجائز قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور فلاں شخص کو یہ حق نہ ہو گا کہ یہ گھر کرایہ کے اوپر دیدے البتہ یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اپنے آپ اس مکان میں اہل وعیال اور خادموں سمیت قیام کرے۔ اگر جن لوگوں کے اوپر وقف کرے وہ کچھ افراد ہوں (یعنی ایک جماعت ہو) ان میں بعض لوگ اس مکان میں رہائش کرنا چاہتے ہوں اور بعض اسے اجرت کے اوپر دینا چاہیں تو قاضی اس صورت میں انہیں چند دنوں کی باری اور نمبر مقرر کرنے کا حکم کرے گا۔ پھر جو آدمی رہائش رکھنا چاہتا ہو وہ اپنی باری کے دنوں میں وہاں قیام کرے اور جو آدمی اجرت کے اوپر دینا چاہے وہ اپنے باری کے دنوں میں اسے کرایہ کے اوپر دیدے۔ (حاوی)

اگر واقف یہ شرط کرے کہ آمدنی وقف فلاں شخص کیلئے ہے تو اس سلسلہ میں متقدمین (سابق ائمہ) کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ (سلئے فیصلہ دشوار ہے) اگر واقف کسی شخص کیلئے (موقوفہ) مکان کے کرایہ کی وصیت کر جائے اور وہ شخص اس مکان میں رہائش چاہے تو اس بارے میں متاخرین (بعد کے فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے یہ حق حاصل نہ ہو گا۔ لہٰذا کرایۂ مکان کی وصیت کی شکل میں اختلاف ہونے پر دلالتاً وقف کے اندر بھی اختلاف واقع ہو گا۔ بعض کے نزدیک محتاط طریقہ یہ ہے کہ متولی کرایۂ مکان جس شخص کے اوپر وقف کیا ہو اسکے علاوہ کسی اور شخص کو اجرت کے اوپر دیکر اسکے کرایہ کی وصولیابی کرے اور پھر جس کے اوپر یہ کرایہ مکان وقف کیا ہو اسکے حوالہ کردے۔ (المحیط سرخسی)

اگر واقف یہ شرط لگائے کہ اس شرط کے ساتھ وقف ہے کہ وہ لوگ بھی اسے کرایہ کے اوپر دیں اور انہیں اسمیں رہائش کا حق نہ ہو گا تو اس صورت میں واقف کی شرط کے مطابق عمل کرنے کا حکم ہو گا۔ (حاوی)

وقف تعمیر مدرسہ کیلئے ہو اور کچھ وقف فقراء کے لئے ہو تو متولی کو یہ حق نہیں کہ تعمیر مدرسہ کیلئے جتنا وقف ہو اسکی باقی ماندہ زائد آمدنی کو بطور قرض فقراء کے اوپر صرف کرے چاہے وہ لوگ اسکے ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔ (قنیہ)

اگر موقوفہ زمین کی آمدنی کے ذریعہ متولی کے پاس مال اکٹھا ہو جائے اور اسے کوئی اور خیر و بھلائی کی بات نظر آئے (جس میں صرف کرنا چاہتا ہو) لیکن وقف کے اندر تعمیر و مرمت کی حاجت ہو اور متولی کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر میں اور مال وقف تعمیر و مرمتِ وقف کے اندر صرف کروں گا تو اس نیکی و خیر کا موقعہ نہ ملے گا۔ اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر موقوفہ زمین

کی تعمیر و مرمت دوسری آمدنی کی وصولیابی تک مؤخر کر دینے میں بظاہر ایسا نقصان نہ ہو رہا ہو کہ جس کے باعث وقف کے خراب و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اسے تعمیر و مرمتِ وقف کے اندر دوسری آمدنی کے حاصل ہونے تک مؤخر کر دینا درست ہو گا اور جو مال موجود ہو اسے مذکورہ خیر دہندگی کے سبب صرف کرنے خیر دہندگی کے سبب سے اس جگہ ایسا خیر دہندگی کا سبب مراد و مقصود ہے کہ وہ ایک نوع سے وہ آمدنی فقراء کے اوپر صرف ہو رہی ہو مثلاً کفار مسلمانوں کو قیدی کر لیں انکو قید سے آزاد کرانے میں صرف کرے یا جو آدمی (بوجہ افلاس) جہاد کیلئے نہ جا سکتا ہو اس کی امداد اس کے ذریعہ کرے۔ رہا مسجد کی تعمیر یا رباط (نالیوں) یا ان کی مانند اور چیزوں اور ایسے امورِ خیر کا معاملہ جن کے اندر تملیک کی صلاحیت نہ ہو یعنی ایسا نہ ہو سکتا ہو کہ صدقہ کا انہیں مالک بنا دیا جائے تو ایسے امور و وجوہِ خیر کے اندر اسے غلۂ وقف صرف کرنا جائز نہ ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر متولی آمدنیٔ وقف سارے حقداروں کے اوپر صرف کر دے درآنحالیکہ تعمیرِ وقف اور اس کی درستگی کی ایسی حاجت ہو کہ دیر کرنی درست نہ ہو تو ذکر کردہ متولی کے اوپر ضمان لازم آئے گا اور اسکے ضمان دینے کی صورت میں موزوں یہ ہے کہ جن حقداروں کو دیدیا ہے اسے حقداروں سے واپس لینا درست نہ ہو۔ امانت رکھنے والے کے اوپر قیاس کرتے ہوئے۔ یعنی جس طرح لڑکے کا مال اگر کسی شخص کے پاس امانت ہو اور وہ لڑکے کی بلا اجازت یا بلا اجازت قاضی لڑکے کے ماں باپ کو اس کے مال میں سے نفقہ دیدے تو مشائخ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ضمان لازم آئے گا۔ اور دیا ہوا نفقہ لڑکے کے ماں باپ سے واپس لینے کا حق نہ ہو گا۔ (البحر الرائق)

بازار کی ایک موقوفہ دکان دوسری اس سے متصل دوکان کے اوپر جھک جائے (اور گرنے کا اندیشہ ہو) اور دوسری دوکان بھی تیسری کے اوپر جھک جائے اور متولی موقوفہ دوکان کی تعمیر و مرمت سے انکار کرے تو مشائخ کے نزدیک اگر آمدنیٔ وقف اتنی مقدار میں موجود ہو کہ اسکے ذریعہ موقوفہ دوکان کی تعمیر ہو سکتی ہو اس صورت میں دونوں دوکانوں کے مالکوں کو یہ حق ہو گا کہ وہ متولی کو آمدنی وقف سے دوکان موقوفہ کی تعمیر و مرمت کیلئے پکڑیں اور دوکان اپنی جگہ پر ہٹا کر تعمیر کریں اور انکی ملکیت (یعنی دوکانوں سے) اس دوکان کو دور کریں۔ اگر آمدنی وقف اسقدر نہ ہو کہ اس کے ذریعہ تعمیر و درستگی ہو تو اس صورت میں دونوں دوکانوں کے مالکوں کو قاضی کے یہاں نالش کرنی چاہیئے لہٰذا قاضی اس متولی کو تعمیر و درستگی کی خاطر قرض لینے کا حکم کرے اور اس قرض کی ادائیگی وقف کی آمدنی سے کی جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

موقوفہ افتادہ میدان میں اگر متولیٔ وقف کوئی عمارت بنائے تو وہ عمارت بھی وقف کی شمار ہو گی۔ خواہ اسکی تعمیر مالِ وقف سے یا اپنے ذاتی مال سے اس کی تعمیر کرے اور وقف کیلئے (عطا کرنے کی) نیت کرے یا کسی طرح کی نیت نہ کرے۔ اگر اپنی ذات کے لئے تعمیر کرے اور اسکے اوپر گواہ بنالے تو اس تعمیر کا وہی مالک ہو گا اگر کوئی غیر اور اجنبی آدمی عمارت بنائے اور وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو وہی مالکِ عمارت ہو گا۔ درخت لگانے کی صورت میں بھی اسی طرح کا حکم ہو گا۔ (قنیہ)

اگر متولی دراہمِ وقف اپنی ضرورت میں صرف کرلے۔ اور پھر اتنے ہی دراہم اپنے پاس سے تعمیر و مرمتِ وقف میں صرف کر دے تو وہ ضمان سے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ اگر متولیٔ موقوفہ گھر میں کوئی شہتیر اس ارادہ سے پہونچائے کہ اسے آمدنیٔ وقف سے خرید لوں گا تو اسے اسکا حق حاصل ہو گا۔ اگر متولی وقف کے اوپر اپنے مال میں سے خرچ کرے اور یہ شرط کرلے کہ وہ اپنا مال واپس لیلے گا تو حسبِ شرط اسے واپس لینے کا حق و اختیار ہو گا۔ (سراجیہ)

اگر متولی یا مالکِ مکان اجرت پر لینے والے سے کہے کہ میں تجھ کو اسکی تعمیر کی اجازت عطا کرتا ہوں۔ پس وہ مالک یا متولی کی اجازت سے کوئی عمارت اس میں بنائے تو اس کے اوپر صرف شدہ رقم (وغیرہ) متولی یا مالک سے وصول کرے گا

یہ حکم اس صورت میں کہ مذکورہ عمارت کا بیشتر فائدہ مالک کو پہونچ رہا ہو اور اگر اجرت پر لینے والا زیادہ فائدہ اٹھا رہا ہو اور مکان کے سلسلہ میں یہ باعثِ حذر و نقصان ہو مثلاً جو بچہ (چھجہ) یا گھر کا کچھ حصہ اس عمارت میں آجائے مثلاً تنور تو تاوقتیکہ اس نے واپس لینے اور وصول کر لینے کی شرط نہ کی ہو واپس لینا درست نہ ہوگا۔ (قنیہ)

شیخ ابو الفضلؒ سے پوچھا گیا کہ ایک ایسا وقف جس کی آمدنی کا چوتھائی حصہ مدرسہ پر اور تین چوتھائی فقراء کے اوپر وقف ہو اور متولی فقراء والی آمدنی ان پر صرف کرے لیکن تعمیرِ مدرسہ کی اس سال کوئی حاجت نہ ہو لہٰذا تعمیر مدرسہ والی رقم بچی ہوئی رکھی تو اس صورت میں متولی کیلئے مدرسہ کے مدرسین کو قرض کے طور پر اور آئندہ برس ان کی آمدنی سے واپس کر لینا درست ہے؟ درآنحالیکہ یہ لوگ ضرورت مند بھی ہوں تو شیخؒ نے جواباً فرمایا کہ درست نہیں۔ شیخ ابو حامدؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب مرحمت فرمایا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص اپنی ایسی زمین جس میں کاشت ہوتی ہے اس طرح وقف کرے کہ، یہ زمین وقف ہے میرے قرابت دار مفلسوں اور میرے گاؤں کے ضرورت مندوں پر، اسکے بعد باقی ماندہ مساکین کو عطا کی جائے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا چاہے ان لوگوں کو داخل شمار کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اگر متولیٔ وقف ان میں سے بعض کو بعض کے اوپر فضیلت و ترجیح دینی چاہے تو اس مسئلہ کی چند شکلیں ہیں (۱) وقف اسکے قرابت دار ضرورت مندوں اور گاؤں کے مفلسوں کے اوپر ہو اور یہ دونوں داخلِ وقف شمار نہ ہوں گے۔ (۲) دونوں داخل قرار دیئے گئے ہوں (۳) دونوں میں سے ایک داخل شمار ہو اور ایک داخل شمار نہ ہو پہلی شکل میں آدھی آمدنی قرابت دار فقراء اور آدھی آمدنی گاؤں کے فقراء کیلئے علیحدہ کرلے۔ اس کے بعد جس فریق کے حصہ میں سے جسے چاہے عطا کرے اور اسکے اندر جس فضیلت و ترجیح کے ساتھ دینا چاہے عطا کرے کیونکہ مقصود واقف صدقہ ہے اور صدقہ کا حکم اسی طرح ہے۔ اور دوسری شکل میں آمدنی تمام کی تعداد کے مطابق برابر برابر تقسیم کرکے دیدے دوسری شکل میں اسے بعض کو بعض کے اوپر فضیلت و ترجیح دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ ارادۂ واقف وصیت کا ہے اور حکمِ وصیت اسی طرح ہوا کرتا ہے۔ تیسری شکل میں اول آمدنی وقف کے دو حصے کئے جائیں۔ اسکے بعد جس فریق کے افراد داخل شمار کئے گئے ہوں انکو برابر برابر انکی تعداد کے مطابق ایک کو دوسرے پر فضیلت دیئے بغیر بانٹ دے، اور جس فریق کو داخل شمار نہ کیا گیا ہو اسکے حصہ کو اکٹھا رکھ لے۔ اسکے بعد ان افراد میں سے جسے جتنا چاہے حسب منشا عطا کرے پس ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت و ترجیح دینے کا حق حاصل ہوگا۔ جیسا کہ ہم کر چکے ہیں۔ یہ تفصیل و تشریح امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کی بنیاد پر ہے۔ امام محمدؒ کے قول کے مطابق اسے اس کا (فضیلت و ترجیح کا) حق حاصل نہ ہوگا۔ (یعنی قولِ امام محمدؒ کی بنیاد پر مذکور بالا تشریح ممکن نہیں) (وجیز کردی)

اگر واقف اس شہر کے فقراء کے اوپر وقف کرے۔ لہٰذا اگر یہ لوگ داخل وقف قرار نہ پاتے ہوں تو متولی کو یہ حق ہوگا کہ جسے چاہے عطا کرے۔ اور داخل شمار ہونے کی صورت میں ان کی تعداد کے لحاظ سے برابر برابر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ مذکر و مؤنث تمام مساوی شمار ہوں گے۔ اگر متولی وقف ان لوگوں میں سے جو داخل وقف قرار دیئے گئے ہوں ان میں سے کسی ایک کے حصہ کو اپنی ذات کے اوپر خرچ کرلے تو اسے حق حاصل ہوگا کہ خواہ متولی سے ضمان وصول کرے یا اپنے شرکاء سے اپنے حصہ کو وصول کرے اور اسکے بعد وہ لوگ متولی سے وصول کرلیں۔ اگر واقف یہ شرط کرے کہ مفلس و ضرورت مند کو اسکا روزینہ عطا کیا جائے تو آمدنیٔ وقف سے جس طرح کا کپڑا، کھانا اور رہائش گھر ممکن ہو عطا کرے گا۔ اگر زمین وقف ہو تو بشرطِ امکان ہر مستحق کو سالانہ عطا کرے۔ دوسرے اوقاف جو کرایہ کے اوپر چلتے ہوں ان میں ماہانہ روزینہ عطا کرے گا۔ (فتاویٰ غیاثیہ)

اگر واقف کی زمین خراب و برباد ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور متولی وقف زمین کا تھوڑا سا حصہ بیچ کر باقی کو درست کرنا چاہے تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ اگر متولی عماراتِ وقف میں سے کسی غیر منہدم عمارت کو بیچے تاکہ خریدار اسے منہدم کر دے یا کوئی ایسا درخت فروخت کرے جو پھلدار ہو تاکہ خریدار اسے کاٹ لے تو اسکی اس بیع (معاملہ خرید و فروخت) کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اسکے بعد اگر خریدار عمارت کو منہدم کر دے اور درخت کاٹ لے تو قاضی کے اوپر اس متولی کو معزول کر دینا لازم ہوگا۔ کیونکہ اس متولی نے خیانت کا ارتکاب کیا۔ اسکے بعد قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ بیچی گئی چیز کی قیمت فروخت کرنے والے سے بطور تاوان وصول کرے اور خواہ خریدار سے بطور تاوان وصول کرلے پس فروخت کرنے والے سے تاوان لینے کی صورت میں اس بیع کے نافذ و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار سے تاوان وصول کرنے کی شکل میں بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا اور خریدار بائع سے اپنی قیمت واپس لیلے گا۔ (ذخیرہ)

کسی موقوفہ زمین کے متولی کو واقف کے وارث یا کسی اور ظالم شخص سے اندیشہ (غصب وغیرہ کا) ہو تو اسے مذکورہ زمین بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ ”نوازل“ کے اندر اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ فتویٰ اس قول پر ہے کہ اس کیلئے محض اندیشہ کے باعث فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (سراجیہ)

موقوفہ درخت اگر پھل والے ہوں تو انہیں بیچ دینا جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ اکھڑ جائیں تو فروخت کر دینا درست و جائز ہوگا۔ اور اگر درخت پھل نہ دینے والے ہوں تو انہیں اکھڑنے سے پہلے بھی بیچ دینا جائز ہوگا۔ (مضمرات)

موقوفہ درخت یعنی جو درخت انگور کے بیل اندر ہوں ان کے فروخت کے بارے میں یہ دیکھیں گے کہ اگر ان درختوں کے سائے کی بنا پر انگور کے پھلوں (دانوں) میں نقص نہ آتا ہو تو ان درختوں کو بیچ دینا درست و جائز نہ ہوگا اور ان درختوں کے سائے کے باعث انگوروں کے پھلوں میں نقص آنے کی صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر ان درختوں کے پھلوں کی مقدار انگوروں سے زیادہ ہو تو متولی کیلئے ان درختوں کا بیچنا اور کاٹنا جائز نہ ہوگا اور انگوروں کے مقابلہ میں ان کے پھل کم ہونیکی شکل میں متولی کو انکے فروخت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر یہ پھل نہ دینے والے درخت ہوں اور انکے سائے کیوجہ سے انگوروں کے پھلوں (دانوں) میں کمی آتی ہو تو متولی کو انہیں بیچ کر کٹوا دینے کا حق حاصل ہوگا۔ یہ درخت چنار اور بید وغیرہ (یعنی انکی مانند) کے ہونے کی صورت میں متولی کو انہیں فروخت کر دینا درست ہوگا کیونکہ ان درختوں کا حکم پھلوں کا سا ہوگا۔ بید اور چنار کے درختوں کی خاصیت یہ ہے کہ کٹنے پر دوبارہ اگ آتے ہیں پھر انہیں کاٹا جاتا ہے تو پھر اگ آتے ہیں۔ اسی طریقہ سے یہ کاٹے جانے پر اگ آیا کرتے ہیں۔ (اور یہ سلسلہ باقی رہتا ہے) اسی طریقہ سے توت (شہتوت) کے پتوں کو بیچ دینا درست و جائز ہے اگر خریدار ان درختوں کی جڑوں کو کاٹنا چاہے تو متولی کو اس سے روک دینا چاہئیے۔ اگر متولی خریدار کو درختوں کی جڑیں کاٹنے سے نہ روکے تو اسکا یہ فعل خیانت میں شمار کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر موقوفہ گھر میں جوز (اخروٹ) کا درخت موجود ہو۔ اسکے بعد یہ گھر خراب ہو جائے تو متولی کو گھر کی تعمیر کی خاطر

لے کیونکہ اس صورت میں وہ دیر پا نفع ختم ہو جائے گا اور دوبارہ اُگ آنے کا سوال ہی نہ رہے گا۔ ۲ے اور اسے معزول کر دیا جائے گا۔ ۳ے

اس درخت کو فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ گھر کرایہ دار کو کرایہ پر دیکر کرایہ سے اس کی مرمت ودرستگی کرائیے اور ذکر کردہ درخت کے پھل بیچ کر گھر کی تعمیر و مرمت میں صرف کرے تو درست ہے لیکن اکیلے یہ درست نہیں کہ درخت بیچکر وہ رقم تعمیر میں لگائے۔ (سراجیہ)

مسجد کا متولی اگر مسجد کے مال کے بدلہ کوئی گھر یا دوکان خریدے، پھر اسے بیچ ڈالے تو درست وجائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ بوقت سپردگیٔ تولیت اس متولی کو خریدنے کا حق ملا ہو۔ یہ مسئلہ ایک دوسرے مسئلہ کی بنیاد پر ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ مسجد کا متولی مسجد کیلئے موقوفہ آمدنی سے کوئی دوکان یا گھر خریدے تو اس دوکان یا گھر کا الحاق مسجد کیلئے موقوفہ دوکانوں یا گھروں سے ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بھی وقف قرار دیں گے یا نہیں۔ تو مشائخ (فقہاء) کی رائیں اسکے بارے میں مختلف ہیں صدر شہیدؒ فرماتے ہیں کہ راجح پسندیدہ قول کے مطابق وقف قرار نہ دیں گے مگر مسجد کیلئے اسے کرایہ کے اوپر چلائیں گے (مضمرات)

اگر متولی مسجد کے موقوفہ مال سے ایک کپڑا خریدے اور مسکینوں کو دیدے تو جو قیمت اس نے وقف کے مال سے دی ہے اسکا ضمان لازم آئے گا کیونکہ یہ خریداری اس کی ذات کی خاطر ہوئی۔ (بحر الرائق منقول عن الاسعاف)

اگر واقف فقراء کے اوپر اپنا گھر وقف کرے تو اول متولی اسے کرایہ پر دیدے کرایہ سے گھر کی مرمت ودرستگی کرادے۔ بشرطیکہ اس کی ضرورت ہو۔ متولی کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس گھر میں کسی شخص بلا کرایہ ٹھہرائے (محیط)

جامع الجوامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر اسے منہدم کر کے ازسر نو بنایا جائے تو اس میں رہنے والے اسکے زیادہ حقدار ہوں گے۔ البتہ اگر اسطرح منہدم کرے کہ کوئی کمرہ (وغیرہ) باقی نہ رہے بلکہ سارا گرگیا ہو تو اس صورت میں پہلے سے قیام کرنیوالے زیادہ مستحق نہ ہوں گے[1] (تاتارخانیہ)

اگر متولی اجرت پر دینے کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے تو اسکے مرنے کیوجہ سے اجرت کا معاملہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر واقف اپنے آپ کرایہ کے اوپر دے اور پھر موت سے ہمکنار ہو جائے تو اس صورت میں قیاس کی رو سے عقد اجارہ باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ ابو بکر اسکافؒ یہی فرماتے ہیں۔ اور استحساناً عقدِ اجارہ (کرایہ کا معاملہ) نہ ٹوٹنے اور نہ ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

فتاویٰ محمد ابن الفضلؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ متولی وقف شدہ زمین اجرت وکرایہ کے اوپر دے اسکے بعد متولی اور اجرت پر لینے والا دونوں مدت پوری ہونے سے پہلے موت کی آغوش میں سو جائیں تو کاشت اجرت پر لینے والے کے ورثاء کی ہوگی جس کے بوئے ہوئے بیجوں سے یہ زراعت ہوئی ہے اور زراعت کے باعث زمین کو جو نقصان پہونچے گا وہ بھی مستاجر کے ورثاء پر لازم ہوگا اور زمین کے نقصان کے باعث جو تاوان وصول کیا گیا ہو اسے موقوفہ زمین کے کاموں ہی میں صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ جن کے اوپر یہ زمین وقف کی گئی ہو یہ تاوان انہیں نہیں ملے گا۔ (حاوی للحصیدی)

اگر قاضی وقف کے گھر کو اجارہ کے اوپر دے، اسکے بعد اجارہ کی مدت گذرنے سے قبل عہدہ سے سبکدوش کردیا جائے تو اس صورت میں اجارہ کے باطل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (مضمرات)

اگر وہ شخص جس کے اوپر وقف کیا جائے وہی متولی وقف بھی ہو اور وہ اجرت کے اوپر دے پھر اجارہ کی مدت

---

[1] بلکہ فیصلہ متولی صوابدید پر ہوگا۔

گزرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو اگرچہ اجارہ کے مال کا وہی مالک ہے مگر اجارہ کے نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی)

اسی طریقہ سے اگر اجارہ کی مدت پوری ہونے سے قبل ان لوگوں میں سے جن کے اوپر وقف ہو بعض موت کی آغوش میں سو جائیں تب بھی اجارہ کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اسکے بعد یہ بات واضح رہے کہ اس شکل میں ان لوگوں میں سے بعض کے مرنے کے باعث جن کے اوپر وقف کیا گیا تھا جتنی اجرت لازم ہوئی ہو اسکے اندر سے ہر ایک کو اسکا حصہ عطا کئے جانے کا حکم ہوگا اور مرنے والے کا حصہ اسکے وارث کو دینے کا حکم ہوگا۔ اور جتنا کرایہ مرنے والے کے مرنے کے بعد متعینہ مدت کے ختم تک واجب ہوگا وہ خاص طور پر باقی ماندہ بقید حیات لوگوں کا ہوگا اسی طریقہ سے اگر ان بعض لوگوں کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بعض دوسرے باقی ماندہ بھی موت کی آغوش میں سو جائیں تو اس صورت میں بھی اسی طریقہ اور اندازہ سے آمدنی کے تقسیم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر اجرت پیشگی (ایڈوانس) لیکر جن لوگوں کے اوپر وقف ہے وہ آپس میں بانٹ لیں، اسکے بعد ان میں سے بعض موت کی آغوش میں سو جائیں تو قیاس کی رو سے اس تقسیم کے ٹوٹ جانے اور ختم ہو جانے کا حکم ہوگا اور مرنے والے کی موت کے وقت تک جتنی اجرت کا وجوب ہوا ہو اس میں سے جتنا حصہ اس کا ہوگا دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ مگر ہم استحساناً (اچھا سمجھ کر) تقسیم کے نہ ٹوٹنے کا حکم کرتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اگر اجرت پیشگی ادا کرنے کی شرط کیجائے تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

فرماتے ہیں کہ اگر (متولی) وقف شدہ مکان ایک برس کیلئے بطور اجرت سو دراہم کے اوپر دیدے اور جن لوگوں کے اوپر یہ مکان وقف کیا جائے وہ کل تین آدمی ہوں۔ اسکے بعد تہائی برس گذرنے پایا ہو کہ ان تین میں سے ایک موت کی آغوش میں سو جائے، اسکے بعد تہائی سال اور گذرے تو دوسرا بھی موت کی آغوش میں سو جائے اور محض تیسرا بقید حیات رہ جائے۔ تو سال کے پہلے تہائی برس کی اجرت کو پہلے مرنے والے کے ورثاء دوسرے مرنے والے کے ورثاء اور تیسرے شخص کے درمیان تین تہائی یعنی تین برابر حصے کر کے تقسیم کر دیں گے۔ اور سال کے دوسرے تہائی برس کی اجرت دوسرے مرنے والے کے ورثاء اور تیسرے شخص پر مساوی طور سے تقسیم کر دینے کا حکم ہوگا۔ اور سال کی تیسری تہائی کی ساری اجرت تیسرے شخص کو ملنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا (حسابی قاعدہ اور میراث کے اصول کے لحاظ سے) مسئلہ کی تخریج اٹھارہ (کے عدد) سے کیجائے گی۔ (محیط)

جامع الفتاویٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر واقف اپنے مقرر کردہ وصی کو چھوڑ کر موت کی آغوش میں سو جائے تو وصی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وقف کو اجرت کے اوپر دیدے۔ اگر وصی اسے اجارۂ فاسدہ (غیر صحیح) کے اوپر دے تو اجرت پر لینے والے کے اوپر اسکی اجرتِ مثلی کے واجب و لازم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اس صورت میں کہ اجرت پر لینے والے نے اس سے نفع حاصل کیا ہو۔ لیکن جس مقدار کے اوپر وصی رضامند ہو اجرتِ مثلی اس سے بڑھائی نہیں جائیگی (بلکہ بہت سے بہت مساوی رکھی جا سکتی ہے) (تاتارخانیہ)

اگر وقف کا متولی ایسے گھر کو جو فقراء اور مساکین کے اوپر وقف ہو سال بھر سے زیادہ عرصہ کیلئے اجرت کے اوپر دیدے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر واقف کسی طرح کی شرط نہ کرے تو راجح و پسندیدہ قول کے مطابق موقوفہ زمین ہونے کی شکل میں تین برس تک کیلئے اجرت پر دینے کو جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے البتہ اس شکل میں قاضی کی نگاہ میں عدم جواز کیلئے کھلی مصلحت ہو اور اسوجہ سے وہ مذکورہ صورت کے عدم جواز کا حکم کر دے تو اور بات

ہے۔ زمین کے علاوہ دوسری اشیاء میں ایک برس سے زیادہ مدت متعین کیجائے گی تو عدم جواز کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر جائز قرار دینا کسی مصلحت کے پیش نظر ہو تو اور بات ہے اور جواز کے حکم میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ یہ اس طرح کی بات ہے کہ زمانہ کی تبدیلی اور جگہوں کی تبدیلی مختلف ہونے کے باعث حکم بھی بدلتا اور مختلف ہوتا رہے گا۔ (سراجیہ)

فتوے کیلئے اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے، زراعت اور معاملات کے اندر اسی طرح کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

قاضی امام ابوعلی نسفیؒ فرماتے ہیں کہ متولی کو یہ حق نہیں کہ کسی کو تین برس سے زیادہ اجرت کے اوپر دے۔ لیکن اگر وہ تین برس سے زیادہ مدت کیلئے اجرت پر دیدے گا تو اجارہ کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یہ قول راجح اور پسندیدہ قول کے قریب ہے کیونکہ یہ سمجھا جائے گا کہ متولی نے کسی مصلحت کے پیش نظر ایسا کیا ہے (غیاثیہ)

اگر واقف ایک برس سے زیادہ اجرت پر نہ دینے کی شرط کرے دراں حالیکہ لوگ اسے (محض) ایک برس کیلئے اجارہ پر لینے کی جانب راغب نہ ہوں اور ایک برس سے زیادہ اجرت پر دینا مالی اعتبار سے واقف کیلئے سودمند ہو اور فقراء کے حق میں بہت نفع بخش ہو تو (اسکے باوجود) متولی کیلئے واقف کی شرط کے خلاف کرنا اور سال بھر سے زیادہ اسے اجرت کے اوپر دینا جائز نہ ہوگا۔ البتہ متولی یہ معاملہ قاضی کے یہاں پیش کرے گا تاکہ قاضی اسے ایک برس سے زیادہ اجرت کے اوپر دیدے۔ اگر واقف وقف نامہ کے اندر یہ ذکر کردے کہ اسکو سال بھر سے زیادہ کیلئے اجرت کے اوپر نہ دیا جائے مگر جب کہ زیادہ عرصہ کیلئے اجرت پر دینا فقراء کیلئے سودمند ہو تو اس شکل میں متولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ بہبودی و بہترائی کے پیش نظر ایک سال سے زیادہ کیلئے اجرت کے اوپر دیدے اور متولی کو قاضی کے یہاں نالش کرنے اور یہ معاملہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی بڑے گھر کی اگر کوٹھری کی جگہ موقوفہ ہو اور اسے کوئی سال بھر کیلئے اجرت پر نہ لیتا ہو البتہ طویل اجارہ (تیس برس یا اس سے زیادہ) پر لوگ طلب کرتے ہوں تو اسکے اندر دو شکلیں ہیں۔ (۱) اسکا کوئی راستہ سے گزرگاہ سے متصل ہو تو اس صورت میں اسے طویل اجارہ پر نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (۲) اگر اسکا راستہ عام راستہ (سڑک) سے نہ ملتا ہو تو طویل اجارہ پر دیدینا درست و جائز ہوگا۔ (وجیز)

یہ بات واضح رہے کہ وقف کو اجرتِ مثل[۱] سے کم پر دینا درست و جائز نہ ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص موقوفہ دکان اجرت مثل کے بدلہ کرایہ کے اوپر لے، اسکے بعد کوئی اور شخص آئے اور اس کی زیادہ اجرت دینے پر آمادہ ہو تو پہلے اجارہ کو فسخ و ختم نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (سراجیہ)

اگر واقف کی زمین کوئی تین سال کیلئے متعینہ اجرت کے بدلہ جو اس کی اجرت مثلی کے مساوی ہو اجارہ کے اوپر لے تو اجارہ کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اسکے بعد اس طرح کی زمین کی اجرت کم ہوجائے تو سابقہ اجارہ کے فسخ و ختم نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

فتاویٰ کبریٰ کے اندر لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص وقف کی زمین کو تین سال کیلئے متعینہ اجرت کے اوپر جو اسکی اجرت مثلی کے مساوی ہو لیلے، پھر دوسرے سال کے آغاز پر لوگ اسکی طرف زیادہ مائل ہوجائیں اور زمین کی اجرت بڑھ جائے تو اس صورت میں اجرت مثل کم ہوجانے کی بنا پر متولی کو عقدِ اجارہ توڑنے اور ختم کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (مضمرات)

---

[۱] یعنی اس جیسی چیز کی عام طور پر لوگ جو اجرت دیتے ہوں۔

اگر کسی شخص کی دوکان موقوفہ زمین میں بنی ہوئی ہو اور دوکان کا مالک موقوفہ زمین اجرتِ مثل کے اوپر لینے پر آمادہ نہ ہو تو یہ دیکھیں گے اگر اس عمارت کے یہاں سے ہٹ جانے کی صورت میں زمین اس سے زیادہ کرایہ پر اٹھ رہی ہو جتنا کہ وہ دے رہا ہے تو اسے یہ حکم کریں گے کہ وہ اپنی عمارت (دوکان) اس جگہ سے ہٹا لے اور نہ ہٹانے کی صورت میں وہی زیادہ اجرت اسے دینی ہوگی۔ (سراجیہ)

اگر کوئی شخص موقوفہ افتادہ میدانی زمین متعینہ مدت کیلئے متعین اجرت پر جو اس جیسی زمین کی اجرت کے مساوی ہو متولی سے لیلے اور اسکے اندر باجازتِ متولی عمارت بنائے، اسکے بعد متعینہ مدت بیت جانے پر دوسرا شخص آکر اس زمین کا زیادہ کرایہ دینا اسی مذکورہ مدت تک کیلئے قبول کرلے اور پہلا اجرت پر لینے والا (اب) اس شخص سے بھی زیادہ کرایہ دینے پر رضامند ہو تو کیا اس صورت میں پہلے کی بنسبت دوسرا زیادہ اجرت دینے والا قابل ترجیح ہوگا تو جواب یہ دیا کہ ہاں اس صورت میں دوسرا شخص قابل ترجیح ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

وصف الخصاف کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اگر واقف وقف طویل اجرت کے اوپر دے لہٰذا اگر اتنے طویل اجارہ پر دینے کی شکل میں وقف کے اصل رقبہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں حاکم کو اس اجارہ کے باطل و کالعدم کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (ذخیرہ)

فتاویٰ اہل سمرقند کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی رباط[1] (مسافر خانہ) فی سبیل اللہ یا سرائے مرمت نہ ہونے کے باعث کھنڈر بننے کے قریب ہو جائے تو اسے کرایہ پر چلا کر کرایہ کے ذریعہ اسکی مرمت کرنی چاہئے۔ پھر جس وقت اس کی مکمل تعمیر و مرمت ہو جائے تو اسکے بعد اجارہ کے اوپر نہ دیں۔ (محیط)

اگر وقف خراب ہو جائے اور متولی اسکی درستگی پر قادر نہ ہو تو قاضی اسے کرایہ پر دے کر اسکے کرایہ کے ذریعہ اسکی مرمت و درستگی کرائے اور مرمت و درستگی کے بعد دوبارہ متولی کے حوالہ کر دے۔ (تہذیب)

اگر متولی مرمت وقف کی خاطر ساڑھے پانچ آنہ اجرت پر ایک مزدور مقرر کرے درآنحالیکہ اس طرح کے مزدور کی اجرت پانچ آنہ ہو اور متولی مالِ وقف سے اس کی مزدوری و اجرت کی ادائیگی کرے تو سارے دیئے ہوئے کا ضمان لازم آئے گا۔ (ظہیریہ)

نہ عاریتاً (کچھ روز کیلئے) وقف دینا جائز ہے اور نہ کسی کو اس میں ٹھہرانا اور بسانا جائز و درست ہے (محیط سرخسی) متولیٔ وقف اگر کسی شخص کو وقف شدہ گھر میں کسی اجرت و کرایہ کے بغیر بسائے تو اس صورت میں شیخ ہلالؒ کے نزدیک بسنے والے پر کسی اجرت کا وجوب نہ ہوگا۔ عام متاخرین مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک بسنے اور رہائش کرنے والے پر اجرتِ مثلی کا وجوب ہوگا، چاہے یہ مکان کرایہ پر چلانے کی خاطر تعمیر ہوا ہو بلکہ وقتی طور پر نگہداشت (نگرانیٔ وقف) کی غرض سے بنا ہو۔ اسی قول کے اوپر فتاویٰ دیا گیا ہے۔ اسی طرح مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ جو آدمی وقف کے گھر میں متولی کے حکم کے بغیر رہے تو اسکے اوپر اجرتِ مثل جتنا بھی ہو اس کا وجوب ہوگا۔ (مضمرات)

اگر متولی وقف شدہ چیز کو قرضہ کے بدلہ میں رہن رکھ دے تو درست قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر واقف مسجد کو اہل جماعت (مقتدی) یا ان میں سے کوئی ایک رہن رکھ دے تو درست قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اسکے بعد اگر رہن رکھنے والا اس گھر کے اندر سکونت اختیار کرلے تو اسکے اوپر اجرتِ مثل کا وجوب ہوگا خواہ کتنی بھی ہو اور خواہ یہ گھر کرایہ پر

[1] مجاہدین کے عارضی قیام کیلئے سرحد پر بنا ہوا مکان۔

جلانے کی خاطر رکھا گیا ہو یا نہ رکھا گیا ہو۔ شیخ صدر شہید حسام الدینؒ فرماتے ہیں کہ فتوے کیلئے اسکو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

مسجد کا متولی اگر ایسے گھر کو جو مسجد کے اوپر وقف ہو بیچ دے اور خریدار اس میں سکونت اختیار کرے اسکے بعد اس متولی کو معزول کر کے دوسرے متولی کا تقرر کیا جائے اور دوسرا متولی خریدار پر اس گھر کی واپسی) کا دعوی کرے اور قاضی پہلے متولی بیع کو باطل و کالعدم قرار دیدے اور ذکر کردہ گھر دوسرے متولی کا حوالہ کر دے تو خریدار پر اس قسم کے گھر کا کرایہ اتنی مدت کا جتنا ہوتا ہو واجب و لازم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر متولی وقف کے گھر کو اس کی اجرت مثلی سے اتنے کم کرایہ پر دے کہ عموماً لوگ اپنے اندازہ کے مطابق اتنا نقصان نہ اٹھاتے ہوں یہاں تک کہ اجارہ درست نہ ہو۔ اسکے بعد اجرت کرایہ پر لینے والا اس میں رہائش اختیار کرے تو متاخرین مشائخؒ (بعد کے فقہاء) کے قول کے مطابق اجرت و کرایہ پر لینے والے کے اوپر پوری اجرتِ مثل کا وجوب ہوگا۔ خواہ جتنی بھی ہو۔ یہی حکم اسے اجارہ فاسدہ کے طور پر دینے کی شکل ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

متولی وقف شدہ زمین کسی کو اجرت کے اوپر دے اس کے بعد اس زمین میں (سیلاب) آجاتے تو اجرت کے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اگر اجرت پر لینے والا اسکے اوپر قابض ہو کر اس میں کاشت نہ کرے یا گھر ہو مگر اس میں نہ رہے تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ بعض مشائخؒ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ بلا عقد معاملہ کے اجارہ کی صورت میں اجرتِ مثل کے وجوب کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

جامع الفصولین کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر متولی موقوفہ گھر اپنے والد یا اپنے بالغ لڑکے کو اجرت کے اوپر دے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے جائز قرار نہ دیں گے البتہ اگر اجرتِ مثل سے زیادہ پر دے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر متولی خود اجرت کے اوپر لیلے تو اگر خود بھی اجرتِ مثل سے زیادہ کرایہ دے تو لینا درست ہوگا۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ اسی قول کے اوپر فتوی دیا گیا ہے۔ (بحر الرائق)

اگر متولی موقوفہ گھر اسباب (برتن وغیرہ) کے بدلہ کرایہ کے اوپر (یعنی کرایہ میں یہ برتن وغیرہ وضع کر لے) تو امام ابو حنیفہؒ اسے جائز و درست قرار دیتے ہیں۔ بعض مشائخؒ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اجارۂ وقف کے اندر عروض و اسباب کی بجائے محض اسی سامان سے درست ہے جسے لوگ باعتبار عرف بیع کی قیمت اور اجرتِ اجارہ قرار دیتے ہوں۔ مثلاً گندم، جو وغیرہ اور جنہیں باعتبار عرف اجرت قرار نہ دیتے ہوں مثلاً غلام اور کپڑے وغیرہ تو انکے بدلہ اجرت پر لینا متفقہ طور پر سب کے نزدیک ناجائز ہوگا۔ (غیاثیہ)

اجارۂ وقف سامان کے بدلہ جس امام کے قول کی رو سے جائز و درست ہو تو متولی اس سامان کو جسے اجرت قرار دیا گیا ہے بیچ گا۔ اور اسکی قیمت جن مصارف کیلئے وقف کیا گیا ہو انہیں پر صرف کر دے گا۔ (محیط)

جس شخص کو متولی وقف مقرر کیا جائے اسے یہ حق حاصل ہے کہ وقف شدہ زمین میں وقف کی خاطر خود کاشت کرے یا اس کام کیلئے مزدور و اجیر مقرر کرے اور اس زمین کے غلہ میں سے ان کی اجرت کی ادائیگی کرے۔ (حاوی)

اگر متولی وقف شدہ (مکان یا دکان) کو اجرت کے اوپر دے اور اجرت پر لینے والے سے مرمت کی شرط کرے تو اس اجارہ کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر وہ متعینہ دراہم بیان کرے اور اجرت پر لینے والے کو یہ حکم دے کہ وہ انہیں مرمت کے سلسلہ میں صرف کرے تو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

وقف کو اجرت پر لینے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ اسکے اندر رہنے کے لئے چھوٹا سا بالا خانہ بنالے۔ البتہ

اس شکل میں جائز ہے کہ اجرت کے اندر اضافہ کر دے اور واقف کی عمارت کو اس کی وجہ سے کسی طرح کا نقصان نہ پہونچے۔ اگر یہ موقوفہ گھر وغیرہ اکثر اوقات بیکار پڑا رہتا ہے اور اسکے بغیر (یعنی چھوٹا سا بالاخانہ بنائے بغیر) کوئی کرایہ کے اوپر نہ لیتا ہو تو اجرت میں اضافہ کے بغیر اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (قنیہ)

کوئی شخص اپنے گھر کو ایک متعین جماعت کے اوپر وقف کرے اور ان کے بعد فقراء کے اوپر وقف کرے۔ اسکے بعد جن لوگوں کے اوپر یہ وقف کیا گیا ہو انہی لوگوں کو متولی کرایہ کے اوپر دیدے تو کرایہ کو جائز و درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (مضمرات)

مگر یہ بات واضح رہے کہ اجرت پر لینے والے کیلئے وقف کے مال میں سے حق کے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اسی طریقے سے اگر فقیر و مفلس ایسے گھر میں کرایہ کے اوپر رہے جو فقراء کے اوپر وقف ہو اور اس فقیر کا جو واجب ہو اسکا حساب لگا کر اس کا عوض کر دیا جائے۔ مثلاً اس وقف میں اس کا حصہ سالانہ سو دراہم ہو اور اس کے اوپر سو دراہم کرایہ کے واجب ہو رہے ہوں تو اسکا حصہ کرایہ میں وضع کر کے حساب برابر و صاف کر دیا جائے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ ہمارے علماء (احناف) نے اس روایت کو محفوظ کیا ہے کہ جس شخص کا حق بیت المال کے اندر واجب ہوتا ہو اگر اسکے اوپر واجب شدہ زمین کے خراج کو بیت المال میں اسکے واجب حق کے لحاظ سے چھوڑ دیا جائے تو درست ہے۔ لہٰذا یہی حکم اس وقف کے اجارہ کے سلسلہ میں ہوگا۔ (محیط سرخسی)

اگر وہ شخص جس کے اوپر وقف کیا گیا ہو موقوفہ شے کو خود اجرت کے اوپر دیدے تو فقیہ ابوجعفرؒ نے اسکا طریقہ یہ بیان فرمایا کہ ہر ایسا وقف جس میں پوری اجرت اجرت پر دینے والے کی ہو یعنی ذکر کردہ وقف کے اندر مرمت و درستگی کی ضرورت نہ ہو اسکے ہمراہ وقف میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل ہے کہ مکان اور دوکانیں خود اجرت کے اوپر دیدے۔ اگر موقوفہ شے زمین ہو تو یہ دیکھیں گے کہ اگر واقف نے یہ شرط لگا دی ہو کہ آمدنی وقف سے اول عشر اور خراج کی ادائیگی ہوگی۔ پھر عشر اور خراج اور مرمت و درستگی کے خرچ کے بعد جو باقی بچے گا وہ جس کے اوپر وقف ہے اسے عطا کیا جائے گا تو اس صورت میں اس شخص کو جس کے اوپر وقف ہے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس موقوفہ زمین کو خود اجرت کے اوپر دیدے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف یہ شرط نہ کرے کہ اول آمدنیٔ وقف سے خراج کی ادائگی ہوگی اور مرمت و درستگی پر صرف کیجاتے گی تو اس صورت میں جس کے اوپر وقف ہے اسکا اسے خود اجرت کے اوپر دیدینا درست و جائز ہوگا۔ لہٰذا خراج اور مرمت کے خرچ کا وجوب اسی کے اوپر ہوگا جس پر زمین وقف ہے اور جس نے اجرت کے اوپر دی ہے۔ (ذخیرہ)

اگر زمین جن کے اوپر وقف کی گئی ہو وہ دو یا تین ہوں اور یہ لوگ باری مقرر کرلیں اور ہر ایک (ایک مرتبہ) پوری زمین لیلے تاکہ اسکے اندر خود کاشت کرے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر زمین عشری ہو تو انہیں باری مقرر کرلینا جائز و درست ہوگا۔ اور زمین خراجی ہونے کی شکل میں باری کا مقرر کرنا جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

فقیہ ابوجعفر (زرانیؒ) سے منقول ہے فرماتے ہیں کیونکہ فتویٰ اس قول کے اوپر ہے کہ وقف کو زیادہ برسوں (اجارہ طویل) کیلئے اجرت پر دینا جائز نہیں تو بعض وقف نامہ تحریر کرنے والوں نے وقف ناموں کے اندر وقف کو زیادہ برسوں کے لئے اجرت پر دینے کا ایک حیلہ سوچتے ہوئے وقف نامہ کے اندر یہ لکھا کہ واقف نے فلاں آدمی کو یہ زمین دوسرے فلاں آدمی کو اجرت پر دینے کی خاطر وکیل مقرر کیا کہ وہ ہر برس اسی کو مثلاً سو دراہم کے کرایہ پر دیدیا کرے۔ اور جب بھی وہ اس کی

وکالت ختم کرے گا وہ نئے سرے سے اس کا وکیل ہوگا۔ اس وکالت کے حیلہ سے اس کا منشا یہ ہو کہ اس طرح ذکر کردہ وقف اجرت پر لینے والے کے پاس سال بھر سے زائد رہے۔ فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ قیاس کی رو سے یہ صورت جائز ہونی چاہیے مگر وقف کی بہبودی و بہترائی کے پیش نظر وقف کے اندر ایسی وکالت کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ جس طرح کہ ہم طویل اجارہ کو وقف کی بہترائی کے پیش نظر باطل و کالعدم قرار دیتے ہیں جب کہ وقف کی نگہداشت کی بنا پر اس طرح کی وکالت کو باطل کر دینا درست ہوا تو اسی طرح کے مختلف عقود و معاملات کو باطل کر دینا بھی وقف کی نگہداشت کی غرض سے جائز و درست ہوگا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (مضمرات)

کوئی شخص موقوفہ زمین کو کرایہ پر لیکر اسکے اندر دوکان بنا لے اور دوکان میں رہائش اختیار کرلے۔ اسکے بعد دوسرا شخص چاہے کہ اسکے کرایہ میں اضافہ کرکے (سابق) اجرت پر لینے والے کو موقوفہ جگہ نکلوا دے اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر متولی اسے ماہانہ کرایہ پر دے تو جس وقت مہینہ کا آغاز ہوگا متولی کو اجارہ فسخ کرنے اور ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اسکے بعد اگر اس عمارت کو وہاں سے ہٹانے میں وقف کو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچتا ہو تو تعمیر کرانے والے کو یہ حق ہوگا کہ اپنی عمارت وقف کی زمین سے ہٹا کر لیجائے اور اگر ہٹانے کی صورت میں وقف کو نقصان پہونچتا ہو تو اسے اس صورت میں وہ عمارت وہاں سے لیجانے کا حق نہ ہوگا۔ اسکے بعد یہ دیکھیں گے کہ اجرت پر لینے والا اس بات پر رضامند ہو کہ اس تعمیر کے باقی رکھنے اور اس کے الگ کرکے لیجانے کے حساب سے جس حساب کی رو سے اس کی قیمت کم بیٹھتی ہو اس قیمت کے بدلہ متولیٔ وقف کو وقف کی خاطر اس عمارت کی ملکیت سپرد کر دے اور مالک بنا دے۔ اگر اجرت پر لینے والا متولی وقف سے یہ کم قیمت لینے پر رضامند ہو تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اپنی عمارت باقی رہنے دے حتیٰ اس کی ملکیت کسی ایسی صورت سے ختم ہو جائے کہ جس کے باعث وقف کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔ (سراجیہ)

یہ حکم اس شکل میں ہوگا کہ تعمیر کرانے والے نے متولیٔ وقف کے حکم و اجازت کے بغیر عمارت بنوالی ہو اور بحکم متولی بنانے کی صورت میں اس عمارت کو وقف کی قرار دیں گے اور تعمیر کرنے والے نے جتنا خرچ کر دیا ہو وہ متولی وقف سے وصول کرے گا۔ (ذخیرہ)

مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ شیخ نجم الدین نسفیؒ سے پوچھا گیا کہ کسی موقوفہ زمین پر کسی کی مملوکہ عمارت ہو اور صاحب عمارت یہ زمین کچھ متعینہ اجرت کے اوپر جو اسوقت کی اجرتِ مثل کے مساوی ہو اجرت کے اوپر لے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اس عمارت کا کوئی اور مالک بنجائے اور متولی بھی نیا مقرر ہو اور مالک عمارت یہ چاہے کہ اسکا کرایہ جتنا زمانۂ ماضی میں تھا اتنا ہی (اب بھی) ادا کرے اور نیا متولی اس پر رضامند نہ ہو اور کہے کہ اسوقت اس کی جو اجرتِ مثل ہو وہ دیجانی ہے تو کیا متولی کو یہ حق حاصل ہوگا۔ شیخؒ نے جواباً فرمایا کہ ہاں اس طرح کا حق حاصل ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

متولی وقف اگر موقوفہ گھر کو اجرت کے اوپر دے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اجرت پر لینے والے کے مقروض پر کرایہ اتارنا[1] منظور کرلے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ذکر کردہ مقروض پیسہ والا اور مال دار ہو۔ اگر متولی کرایہ کے بارے میں کسی کفیل (ضامن) کو قبول کرلے[2] تو اسے بدرجہ اولیٰ درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

فتاویٰ ابواللیث کے آخر اجارات کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اگر متولی وقف کے درخت کسی کو بیچ دے، اسکے

---

[1] یعنی اجرت پر لینے والا متولی سے کہے کہ مجھ پر واجب شدہ کرایہ میرے مقروض سے لے لینا اور متولی اسے قبول کرلے۔
[2] یعنی ضامن یہ کہے کہ اگر اس نے کرایہ نہ دیا تو میں ذمہ دار ہوں۔

بعد زمین خریدار کو اجرت کے اوپر دے۔ لہٰذا اگر محض درخت جڑوں سمیت (یعنی پھل اور درخت دونوں) بیچے ہوں تو درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ طویل اجارہ نہ ہو اور اگر درختوں کے زمین کے اوپر والے حصوں کو بیچا ہو جڑیں چھوڑ دی ہوں تو اس صورت میں زمین کو اجرت پر دینا جائز نہ ہوگا۔ اگر ذکر کردہ درخت اس آدمی کو سال بھر یا دو برس کیلئے بٹائی پر دے، اسکے بعد اسے زمین اجرتِ مثل کے بدلہ اجارہ کے اوپر دیدے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ بٹائی درست ہوگی لہٰذا اس اجارہ کے بھی جائز ہونے کا حکم کیا جائیگا احتیاطی پہلو یہی ہے کہ درخت مع جڑوں کے بیچے جائیں، اسکے بعد زمین اجارہ پر دیجائے تاکہ متفقہ طور پر سب کے نزدیک درست ہو۔ (محیط)

جو آدمی وقف کا متولی ہو اسکے لئے یہ درست ہے کہ موقوفہ زمین میں کام کرنے، اسے ترقی دینے، نالیاں اور دیگر درستگی کے کاموں کے خاطر اجیر و مزدور رکھ لے مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ زمین کو اس کی واقعی ضرورت بھی ہو۔ (حاوی)

اگر موقوفہ زمین کاشت پر دیدی جائے تو درست ہے کہ اسکے (معاوضہ) کے اندر اتنی کمی نہ کی جائے کہ لوگ عموماً اتنا نقصان برداشت نہ کرتے ہوں۔ اسی طریقہ سے چھوہارے کے درختوں کو اگر بٹائی کے اوپر دے تو یہ بھی مذکورہ بالا شرط کے ساتھ درست و جائز ہے۔ اسکے بعد اگر کھیتی یا بٹائی کی مدت کے بیت جانے سے قبل متولی موت کی آغوش میں سو جائے تو کاشت اور درختوں کی بٹائی کا معاملہ باطل و کالعدم نہیں ہوگا۔ اگر جو شخص بٹائی پر کام کر رہا تھا وہ یا کاشت کار موت سے ہمکنار ہو جائے تو اس صورت میں کاشت اور بٹائی کا معاملہ باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر متولی موقوفہ زمین متعین سالوں کیلئے کاشت کیلئے دے تو اسے جائز قرار دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ یہ کام فقراء کیلئے زیادہ نفع بخش اور اچھا ہو۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تین برس کی میعاد مقرر کئے بغیر زراعت پر دینے کو مطلقاً (بلا قید) متعین برسوں کیلئے جائز درست قرار دیا اور یہ درست ہے لہٰذا جس معنے کے باعث استحساناً مشائخ (فقہاء) نے یہ حکم فرمایا کہ وقف کے اندر طویل اجارہ جائز ہے اگر اسکا مطلب یہ ہے کہ وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا ذریعہ نہ بنجائے تو زراعت کے اندر یہ مطلب درست نہیں ہو سکتا۔[1] اگر موقوفہ زمین مزارعت کے اوپر یا موقوفہ درختوں کو (بٹائی وغیرہ کے) طے شدہ معاملہ پر دیدے درآنحالیکہ اسکے اندر وقف کیلئے کوئی حصہ نہ رکھا ہو، تو اس مزارعت و بٹائی (وغیرہ) کے معاملہ کو وقف کے اندر جائز قرار نہ دیں گے اور وہ زمین کا غاصب شمار ہوگا۔ لہٰذا اگر مذکورہ زمین نقصان سے محفوظ رہی تو ضمان واجب نہ ہوگا اور نقصان کی صورت میں ضمان کا وجوب ہوگا خواہ اس کی وصولیابی دینے والے سے ہو یا لینے والے سے۔ لیکن اس صورت میں اس زمین کے پیدا شدہ غلہ کے اندر وقف کے حقداروں کا کوئی حق نہ ہوگا اور انہیں کچھ نہ ملے گا مگر معاملہ (بٹائی) کی شکل میں درختوں کے پھل سارے وقف کے حقداروں کے ہوں گے اور ان پھلوں میں سے بٹائی پر لینے والے کو کچھ نہ ملے گا۔ البتہ اسے اس کے کام کے بقدر اجرتِ مثل ملے گی لیکن یہ اجرت بھی عطا کرنے والے اور اسکو دینے والے کے خاص اپنے مال سے دیجائے گی اور دینے والے کو پھر وہ اجرت بٹائی پر لینے والے سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

ختم شد

[1] کیونکہ وقف کے باطل ہونے کی اس صورت میں سرے سے کوئی راہ ہی نہیں۔

قرآنِ حکیم کے ایمان نواز روح پرور مبارک و مقدس معجزات

قرآنِ حکیم کے ہر حرف اور ہر لفظ میں برکت و رحمت ہے

قرآنِ حکیم کا ہر نقش اسمِ اعظم ہے

قرآنِ حکیم، اللہ رب العزت کا کلام بلاغت نظام ہے، اشرف ملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ قرآن حکیم نازل کیا گیا ہے، پھر قرآن حکیم کی رحمتوں، برکتوں اور معجزات کا کیا کہنا؟ ہر حرف اور ہر لفظ رحمتوں اور برکتوں کا ایک سمندر ہے اور اس کے پڑھنے سننے اور اپنے پاس رکھنے سے خدائے رحیم و کریم کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

قرآن حکیم کا ہر لفظ اور ہر حرف اسم اعظم ہے، نقش اعظم ہے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کا یہ فیضان ہوتا ہے کہ مصیبتیں آسان ہوتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور آرزوئیں اور تمنائیں منجانب اللہ پوری ہوجاتی ہیں۔

جب چاروں طرف سے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہوں اور کوئی معاملہ کسی طرح بھی حل نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف سے طبیعت میں ہر وقت رنج و غم، اُلجھن اور پریشانی رہتی ہو، کوئی رشتہ دار اور دوست مدد نہ کرسکتا ہو تو خدائے عز و جل کے کلام مقدس کی مدد سے ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ خدائے رب العزت رحیم و کریم کے کلام پاک میں بڑی برکت ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کی ضرورت اور آرزو بھی "قرآنی نقشِ اعظم" سے پوری ہوجائے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ ہے۔ جب کوئی سنگدل حاکم، مرد، دوست، دشمن، خاوند، بیوی، افسر، ماتحت مرضی کے مطابق کام نہ کررہے ہوں اور ہر وقت الجھنیں پیش آتی رہتی ہوں تو قرآن حکیم سے حل مشکلات اور آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں مدد لیجیے، قرآن حکیم کے نقش اعظم کی برکتیں دیکھیے اور "قرآنی نقش اعظم" کی برکت سے اپنی ہر مشکل آسان کرلیجیے، ہر آرزو پوری کرلیجیے، "قرآنی نقش اعظم" کو اپنے پاس رکھ کر، یا اپنے ہاتھ پر باندھ کر ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتح یابی حاصل کرلیجیے۔ مقدمہ کے سلسلہ میں کچہری کے حاکم سے، مرد سے، عورت سے، محبوب سے، اجنبی سے، غرض جس سے بھی کوئی مشکل اٹکی ہوئی ہو، جس سے بھی کوئی آرزو پوری ہوتی ہو اس "قرآنی نقش اعظم" کی برکت سے وہ آپ کے لیے نرم دل اور مہربان ہوجائے گا اور آپ کی منشا کے مطابق آپ کا کام کرے گا، محبت میں دشمنی اور دشمنی میں محبت پیدا کرنا، چاہے آدمی کو اپنا ہم خیال اور ہمدرد بنالینا، تجارت میں نفع، امتحان میں کامیابی، قرض کی ادائگی، دفع بیماری، آسیب وسحر، شادی بیاہ، رفع شر و فتنہ و فساد اور زیادتی رزق و مال، غرض جو بھی مشکل درپیش ہو، جو بھی ضرورت اور آرزو ہو "قرآنی نقش اعظم" کو اپنے پاس رکھیے، بازو پر باندھ لیجیے، یا گلے میں ڈال لیجیے، آپ کی ہر ضرورت اور ہر آرزو اللہ پاک کے کلام پاک کی برکت سے پوری ہوجائے گی۔ "قرآنی نقش اعظم" کا ہدیہ محصول رجسٹری .... کے علاوہ صرف تین روپے پانچ آنے ہے۔ یہ ہدیہ کسی بڑی مالی منفعت کی خاطر نہیں ہے، پبلک مفاد پیش نظر ہے، اسی لیے صرف خرچ اشتہارات اور حق المحنت کے طور پر یہ ہدیہ رکھا گیا ہے تاکہ ہر ضرورتمند اور پریشان انسان اس نقش کو اپنے پاس رکھ کر قرآن حکیم کی برکتیں اور رحمتیں دیکھ سکے اور قرآن حکیم کے معجزات بابرکات کا اُسے خود مشاہدہ اور تجربہ ہوجائے، جس شخص کے گلے میں یا بازو پر یہ "قرآنی نقش اعظم" ہوگا، وہ دنیوی آفات سے محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سربلند و سرفراز ہوجائے گا۔ ہزاروں آدمیوں نے اس "قرآنی نقش اعظم" کو آزمایا ہے۔ آپ بھی یہ "قرآنی نقش اعظم" **صوفی میاں چشتی آستانۂ عالیہ، قرآن منزل، بجامع شاہجہانی دھلی** کے پتہ سے منگالیجیے۔ ہزاروں کی بگڑی اس نقش نے بنادی ہے۔ آپ بھی اس پتہ سے "قرآنی نقش اعظم" منگا کر اپنے پاس رکھیے، اور دیکھیے کہ اللہ رب العزت کے کلام پاک میں کتنی برکت و رحمت ہے؟ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی برکت سے آپ ہر مشکل سے نجات پالیں گے، ہر آرزو پوری ہوجائے گی، زندگی کے ہر لمحہ میں آپ شادکام و شادماں رہیں گے، آپ کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی ہوگی۔ [illegible]